مہاراجہ رنجیت سنگھ

مہاراجہ رنجیت سنگھ

مصنفہ

پروفیسر سیتارام کوہلی، ایم - اے

گورنمنٹ کالج، لاہور

الہ آباد

ہندوستانی ایکیڈیمی، یو - پی

۱۹۳۳

Published by
The Hindustani Academy, U. P.,
Allahabad.

First Edition

Price { Rs. 4/8 (Cloth)
Rs. 4/- (Paper)

Printed by Mirza Abul Fazl
at the Minerva Press
Allahabad.

پوجنیه پتاجی

سکھوں کے عہد حکومت کي دلچسپ داستانیں سناکر آپ نے هي اول اول میرے دل میں خالصه تاریخ کے مطالعه کا شوق ڈالا - چنانچه مہاراجه رنجیت سنگھ کي زندگي پر یه چھوٹي سی تصنیف بڑے ادب اور پیار سے آپ کي بھینٹ کرتا هوں قبول کیجیئے -

آپ کا پیارا بیٹا

سیتارام

فہرست مضامین

نواں باب

صفحہ

دسواں باب

گیارھواں باب

بارھواں باب

تیرھواں باب

چودھواں باب

پندرھواں باب

سولھواں باب

دیباچہ

سولہ سال گذرے پنجاب یونیورسٹی نے مصنف کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی گورنمنٹ کا ریکارڈ مرتب کرنے کے کار خاص پر تعینات کیا تھا - سرکار خالصہ کے چالیس سالہ کاغذات الحاق پنجاب کے وقت سنہ ۱۸۴۹ع میں برٹش گورنمنٹ کے قبضہ میں آئے جو سنہ ۱۹۱۵ع تک گورنمنٹ پنجاب کے سیکریٹریٹ دفتر میں جوں کے توں پڑے رہے - مصنف نے چار سال میں اِس تمام دفتر کو ترتیب دی - اور ہر محکمہ کے تمام کاغذات کی فہرست تاریخ اور نمبر وار معہ شرح تیار کی جسے پنجاب گورنمنٹ نے "خالصہ دربار ریکارڈ" کے نام سے دو جلدوں میں شائع کیا -

انہیں تحقیقات کے دوران میں مصنف کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی تاریخ سے خاص دلچسپی پیدا ہو گئی چنانچہ اِس مضمون پر جتنی کتابیں شائع ہو چکی تھیں - اُن سب کا مطالعہ کیا - اب مصنف کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ عام پبلک کی واقفیت کے لئے رنجیت سنگھ کی حیرت انگیز زندگی کے صحیح واقعات کتاب کی شکل میں شائع کئے جائیں -

اتفاق سے انہیں ایام میں ہندوستانی ایکیڈیمی کے سیکریٹری صاحب کی فرمائش موصول ہوئی جس میں مصنف کو

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حالات زندگی پر اُردو میں کتاب لکھنے کی درخواست کی گئی تھی - چنانچہ مصنف نے پوری توجہ سے اس کام کو ہاتھ میں لیا اور اُس کا نتیجہ آج ناظرین کی خدمت میں حاضر ہے - انگریزی زبان میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی زندگی کے حالات پہلے پہل پرنسپ، کپتان مرے، میک گریگر اور کننگھم نے سنہ ۱۸۳۴ع اور سنہ ۱۸۵۱ع کے درمیانی عرصہ میں شائع کئے - اِس کے بعد سر لیپل گرفن اور سید محمد لطیف نے زیادہ تر انھیں کتابوں کی بنیاد پر اپنی تصنیفات مرتب کیں - گو سید محمد لطیف نے مہاراجہ کے زمانہ کی لکھی ہوئی فارسی کتابوں سے بھی مدد لی مگر اُس کے خیالات بحیثیت مجموعی پرنسپ اور مرے کی کتابوں پر ہی مبنی ہیں - پرنسپ نے اپنی کتاب سنہ ۱۸۳۴ع میں شائع کی - وہ دیباچہ میں ذکر کرتا ہے کہ یہ کتاب کپتان ویڈ اور کپتان مرے کی رپورٹ کو ترتیب دے کر لکھی گئی ہے - کپتان ویڈ اور کپتان مرے کو گورنرجنرل کی طرف سے ہدایت ہوئی تھی کہ وہ مہاراجہ کی زندگی کے حالات پر رپورٹ مرتب کریں - کپتان ویڈ لدھیانہ ریزیڈنسی کا افسر تھا - کپتان مرے انبالہ ایجنسی کا ریزیڈنٹ تھا - یہ دونوں اصحاب دربار لاہور میں اکثر آیا جایا کرتے تھے - اُنھوں نے خوشوقت رائے اور دیگر اخبار نویسوں سے جو سرکار انگریزی کی طرف سے مہاراجہ کے دربار میں متعین تھے واقعات حاصل کئے - اِن اخبار نویسوں کو علم تاریخ سے کوئی باقاعدہ واقفیت نہ تھی چنانچہ اُنھوں نے واقعات

کے ساتھ، ھي کئي قسم کي مبالغہ‌آمیز اور بازاري کہانیاں بھي شامل کر دیں جنھیں ویڈ اور مرے نے اپني رپورٹوں میں شامل کر لیا - جب یہ رپورتیں کتاب کي صورت میں شائع ہوئیں تو یہ کہانیاں بھي تاریخ کا ایک حصہ بن گئیں - بعد کے مصنفین یکے بعد دیگرے اِنہیں اپني کتابوں میں درج کرتے گئے - کسی نے اُن کي اصلیت جانچنے کي کوشش نہ کي - ھم نے اس کتاب میں مہاراجہ کے زمانہ کي فارسي زبان میں لکھي ہوئی تاریخوں سے مدد لے کر اس قسم کے معاملات پر روشنی ڈالنے کي کوشش کی ھے اور ان پر تفصیل کے ساتھ اِس کتاب کے فٹ نوٹس میں بحث کی ھے -

میک گریگر جنوری سنہ ۱۸۴۷ع میں ھنری لارنس کے ماتحت دربار لاھور میں متعین ھوا تھا - اُنہیں دنوں اُس نے اپنی کتاب کے لئے مصالح اکٹھا کیا - اُس کی کتاب کا بہت سا حصہ جو رنجیت سنگھ کے عہد حکومت سے تعلق رکھتا ھے منشی سوھن لال اور دیوان امر ناتھ کي فارسی کتابوں سے اخذ کیا گیا ھے -

کننگھم کی مشہور تاریخ انگریزوں اور سکھوں کے باھمي تعلقات اور رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد کے دربار لاھور کے حالات کے لئے ضخیم باتفصیل اور نادر کتاب ھے - مگر اِس میں مہاراجہ کي زندگي کے حالات اِس قدر وضاحت سے بیان نہیں کئے گئے -

انگریزي کتابوں کے علاوہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کي زندگي کے حالات اُس کي حین حیات میں لکھي ہوئي فارسی کتب میں بھي

موجود ھیں - اِن تمام میں سب سے زیادہ مستند منشی سوھن لال کی عمدۃالتواریخ ' دیوان امرناتھ کا ظفرنامہ ' رنجیت سنگھ اور میاں بوٹي شاہ کی تاریخ پنجاب ھیں - منشی سوھن لال مہاراجہ کا درباري وقائع‌نویس تھا - اُس کے روزنامچہ میں دربار کے روزانہ واقعات درج ھیں - واقعات کي تاریخ کے لحاظ سے سوھن لال کی کتاب بالکل صحیح اور نہایت ھی مستند ھے -

کپتان ویڈ کی درخواست پر اِسی کتاب کی ایک نقل مئی سنہ ۱۸۳۱ع میں مہاراجہ نے اُسے دی تھی - کیونکہ کپتان ویڈ انھی ایام میں لارڈ ولیم بنٹنک گورنرجنرل کے حکم سے مہاراجہ کی زندگی کے حالات پر رپورٹ مرتب کر رھا تھا - ویڈ نے بعد میں یہ مسودہ ولایت کی رائل ایشیاٹک سوسائٹي کے کتب‌خانہ میں دے دیا جہاں یہ ابھی تک موجود ھے - اِس مسودہ کے پہلے صفحہ پر کپتان ویڈ کے اپنے ھاتھ سے لکھا ھوا مفصلہ ذیل نوٹ بھی ھے :—

"میں یقین واثق کے ساتھ یہ فیصلہ دینے کے قابل ھوں کہ واقعات کي سچائي اور تاریخوں کي درستي کے لحاظ سے جو کہ میں نے نہایت باریک‌بیني سے دیگر مورخین کے ساتھ مقابلہ کی ھیں اور سکھوں کے درمیان اپنے سترہ سالہ قیام کے دوران میں خود ذاتی طور پر تحقیقات کي ھیں - یہ کتاب رنجیت سنگھ کي حیرت‌خیز زندگی کا سچا اور صحیح ریکارڈ ھے" -

سوهن لال کی کتاب عمدۃ التواریخ کے نام سے سنه ۱۸۸۵ع میں لاهور میں شائع هوئي تهي لیکن اب یه نایاب هے -

دیوان امر ناتهہ مہاراجه کے مشہور دیوان راجه دینا ناتهہ کا بیٹا تها - وہ اپنے زمانه کے نہایت قابل اُستاد مولوي احمد بخش چشتي کا شاگرد تها - مولوی صاحب کو خود تاریخ کے مطالعه کا بہت شوق تها * - اور یہي شوق اُنہوں نے اپنے اِس هونہار اور قابل شاگرد میں پهونک دیا - مہاراجه کی خاص فرمائش پر دیوان امر ناتهه نے مہاراجه کي زندگي کے حالات سنه ۱۸۳۳ع اور سنه ۱۸۳۶ع کے درمیان قلمبند کئے تهے - دیوان امر ناتهہ کو اپنے والد راجه دینا ناتهہ کے اعلیٰ عہدہ کا بڑا فائدہ تها ' کیونکه وہ هر قسم کی صحیح واقفیت حاصل کر سکتا تها - یه مسودہ هم نے اپني شرح سمیت "ظفر نامۂ رنجیت سنگهہ" کے نام سے سنه ۱۹۲۸ع میں شائع کیا تها - اُس کے دیباچه میں دیوان امر ناتهہ کی نسبت تمام حال درج هے -

بوٹی‌شاہ کي تاریخ پنجاب مسودہ کي شکل میں هے - یه ابهي تک شائع نہیں هوئي - اِس کے نسخے لاهور کی یونیورسٹي لائبریري ' دیال سنگهہ لائبریري اور پبلک لائبریري میں موجود هیں - هم نے دیال سنگهہ لائبریری والا نسخه استعمال کیا هے - بوٹي‌شاہ کا اصل نام غلام محی‌الدین تها اور وہ لدهیانه کا

---

* مولوي صاحب نے سنه ۱۸۱۹ع سے سنه ۱۸۶۰ع تک کي مسلسل روزانه ڈائري بیس جلدوں میں مرتب کي تهي - یه مسودہ ابهي تک اُن کے وارثوں کے پاس موجود هے -

باشندہ تھا - مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار کے ساتھ اُس کا کسي قسم کا تعلق یا لگاؤ نہ تھا - اِس کتاب کے تاریخی واقعات مہاراجہ رنجیت سنگھ کي وفات کے ساتھ ھی ختم ھوتے ھیں - اُس کے مطالعہ سے معلوم ھوتا ھے کہ بوٹي شاہ نے اپنا مسودہ لکھتے وقت سوھن لال کي عمدۃالتواریخ کے مسودہ کو بھی دیکھا تھا -

اِن کتابوں کے علاوہ ھم نے جنگ ملتان ' جنگ پشاور اور جنگ نوشہرہ کے لئے گنیش داس پٹگل کے ھندي چھندوں کا بھي استعمال کیا ھے - گنیش داس کے چھند ابھی تک مسودہ کی شکل میں ھیں - اِن چھندوں کي ایک نقل ھمارے پاس بھي موجود ھے - ھم ابھي یہ نہیں بتا سکتے کہ گنیش داس کون تھا یا مہاراجہ کے دربار میں اُس کا کتنا رسوخ تھا - مگر اِن چھندوں میں واقعات بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے ھیں جس سے ھم اِس نتیجہ پر ضرور پہنچتے ھیں کہ یہ شخص مہاراجہ کا ھمعصر تھا ' بڑا باخبر تھا ' اور اُس کی واقفیت حاصل کرنے کے ذرائع بھي بالکل تازے تھے -

مہاراجہ رنجیت سنگھ کي زندگي کے حالات لکھنے میں ھم نے مذکورہ بالا فارسي کتب کا ھي زیادہ استعمال کیا ھے ' کیونکہ یہي کتابیں مہاراجہ کے عہد حکومت کا اصل حال بتاتي ھیں - انگریزی کتب کا بھي اِن کے ساتھ مقابلہ کیا ھے اور جہاں تک ممکن ھو سکا ھے ھم نے روایتیں اور کہانیاں بالائے طاق رکھ کر واقعات کو صحیح اور درست شکل

میں پیش کرنے کی کوشش کی ھے - مہاراجہ کے ملکي ' مالي اور فوجي طریقۂ حکومت پر جو کچھہ ھم نے لکھا ھے وہ مہاراجہ کی گورنمنٹ کے اصل کاغذات پر مبنی ھے جو کہ ھم نے خود مرتب کئے ھیں - اِن مضامین پر ھم گذشتہ دس بارہ سال سے کچھہ نہ کچھہ لکھہ کر شائع کرتے رھے ھیں اور اب یہ چھوٹی سی کتاب لکھنے میں انھي مضامین سے مدد لي ھے جسے ھم ناظرین کي خدمت میں پیش کرتے ھیں -

ھم اپنے عزیز دوست لالہ ھری رام گپتا ایم - اے کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ھیں جنھوں نے اپنا قیمتي وقت خرچ کر کے اِس کتاب کے مسودہ کو پڑھنے اور اُس کی زبان درست کرنے میں ھماری امداد کی -

گلمرگ (کشمیر)
سنہ ۱۹۳۱ع -

سیتا رام کوھلي
گورنمنٹ کالج ' لاھور -

مہاراجہ رنجیت سنگھ
[بہ اجازت پنجاب گورنمنٹ ریکارڈ آفس]

پہلا باب

سکھ مذہب کی ابتدا اور گوروؤں کا بیان

سکھ مذہب کی بنیاد

سکھ مذہب کي بنیاد گورو نانک دیو نے پندرھویں صدی کے آخر میں ڈالي تھی - یہ مہاتما سنہ ۱۴۶۹ع میں پیدا ہوئے - تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ہمارے ملک میں بھکتی مت کي لہر پورے زوروں پر تھي اور ملک کے ہر حصہ میں مذہبي پیشوا اِس نئے مت کا پرچار کر رہے تھے - بھکت کبیر داس، سوامي ولبھ آچاریہ، مہاتما چیتنیہ وغیرہ انھي دنوں اپنی دھارمک تعلیم سے عوام‌الناس کو مستفید کر رہے تھے - بھکتي مت کی تعلیم بڑي سیدھي سادي تھي جس کا خلاصہ یہ تھا کہ خدا ایک ہے اور ہر جگہ موجود ہے، لوگ اُسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں، مگر اس کے احکام سب کے لئے یکساں ہیں - وید یا قرآن، ہر مذہبي کتاب اسي کي طرف سے ہے، اس لئے اس کي عزت کرنا ہر انسان کا فرض ہے - اُس کي بارگاہ میں ذات پات کي کوئي تمیز نہیں - خواہ کوئي شودر ہو یا برہمن، ہندو ہو یا مسلمان، ہر شخص اپنے نیک اعمال کي وجہ سے خدا کي درگاہ میں باریابي کا

شرف حاصل کر سکتا ھے - اس مت کے رھنما جسمانی ریاضت اور ظاھری طریقۂ عبادت کے قائل نہ تھے اور نہ ھی ترک دنیا کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے - اس تحریک کے متعلق یہ امر خصوصاً قابل ذکر ھے کہ ان تمام رھبروں نے اپنی اپنی ملکی عام‌فہم زبان میں اپنے خیالات کا پرچار کیا جسے ھر شخص بآسانی سمجھ سکتا تھا -

پہلے پانچ گورو صاحبان

گورو نانک دیو نے بھی تقریباً ایسے ھی خیالات کی تعلیم دی - انھوں نے سنہ ۱۵۳۸ع میں وفات پائی - ان کی جگہ گورو انگد گدی‌نشین ھوئے جنھوں نے نانک کے کام کو نہایت سرگرمی سے فروغ دیا - گورو امرداس تیسرے گورو تھے جو سنہ ۱۵۵۲ع سے سنہ ۱۵۷۳ع تک گدی پر متمکن رھے - ان کے بعد ان کے داماد رام داس‌جی گورو گدی پر جلوہ افروز ھوئے - سنہ ۱۵۸۱ع میں ان کا بھی انتقال ھوا - ان کے بیٹے ارجن دیو نے گدی سنبھالی - تب سے سکھ گوروؤں کی گدی اِسی خاندان میں قائم رھی -

مذھبی ضروریات کی تکمیل

سکھ مذھب کی بنیاد پڑے اس وقت ستر سال ھو چکے تھے - اِس عرصہ میں یہ بخوبی جڑ پکڑ چکا تھا - گورو انگد کو روحانی قابلیت کے علاوہ زباندانی کا بھی ملکہ تھا - چنانچہ انھوں نے گورمکھی حروف ایجاد کئے - انھی حروف میں گورو نانک‌جی کی سوانح عمری لکھی گئی - گورو

رام‌داس نے شہر امرتسر کي بنیاد رکھی * جو بعد میں سکھوں کي زیارت‌گاہ اور مرکزي مقام بن گیا - گورو ارجن دیو نے گرنتھ صاحب مرتب کیا - اِس طرح سکھوں کے لئے ایک نئي زبان ، ایک مقدس مقام اور ایک مذہبي کتاب تیار ہو گئي - غرضیکہ اِس فرقہ کو پیوستہ کرنے اور مضبوط بنانے کے تمام سامان مہیا ہو گئے - گورو کے پیرو تعداد میں روز بروز بڑھنے لگے جن کے نذرانے اور چڑھاوے سے گورو صاحب کي سالانہ آمدنی بھی خاصی ہو گئی - اور انہوں نے روحانی اور دنیاوی لحاظ سے سوسائٹی میں بلند مرتبہ حاصل کر لیا -

گورو ارجن دیو کا قتل ۱۶۰۶ع میں

گورو ارجن دیو کا فرزند ارجمند ہرگوبند جو بعد میں گدی‌نشین ہوا بہت خوبصورت اور ہنرمند لڑکا تھا - چنانچہ صوبۂ پنجاب کے وزیر مال دیوان چندو شاہ نے اُس کے ساتھ اپنی بیٹي کا رشتہ کرنے کي خواہش ظاہر کی - گورو ارجن دیو نے کسي وجہ سے اِسے منظور نہ کیا ، جس پر دیوان چندو شاہ اتنا ناراض ہوا کہ گوروجی کا جانی دشمن بن گیا - حسن اتفاق سے چندو شاہ کو انتقام لینے کا موقعہ بھي جلدی ہاتھ آ گیا - جہانگیر کے

* شہر امرتسر کے لئے زمین اکبر نے دي تھي - اکبر کي فراخ مذہبي پالسي کي وجہ سے گورو رام‌داس کا شہنشاہ کے ساتھ اچھا رسوخ تھا - سکھ فرقہ کي بے روک ٹوک ابتدائي ترقي کي ایک وجہ یہ بھي ہے کہ اُس زمانہ میں بابر سے لیکر اکبر تک مغل بادشاہوں کي مذہبي پالسي غیرجانب‌دار نہ تھي -

تخت‌نشین ہوتے ہی اُس کے بیٹے شاہزادہ خسرو نے باپ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا اور آگرہ سے بھاگ کر لاہور آیا - گوونڈ وال کے مقام پر وہ گورو صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوا - اُنہوں نے شہزادہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا - چندو شاہ کی سازش سے یہ بات شہنشاہ کے کانوں تک پہنچ گئی - جہانگیر نے جو سکھ تحریک سے پہلے ہی بدظن تھا گورو صاحب پر دو لاکھ روپیہ جرمانہ کر دیا - مگر اُنہوں نے جرمانہ کی ادائگی سے صاف انکار کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قتل کر دئے گئے - *

گورو ارجن دیو کا قتل سکھوں کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے - اس واقعہ کا اُن کے بعد کی تاریخ پر بڑا گہرا اثر پڑا بلکہ یہ کہنا ناموزوں نہ ہوگا کہ یہ اُن مظالم کے سلسلہ کی ابتدا تھی جن کی وجہ سے اِس مذہبی اور اصلاحی فرقہ کو مجبوراً جنگی فرقہ بننا پڑا - †

بعد کے چار گورو صاحبان سنہ ۱۶۰۶ع سے ۱۶۷۵ع تک

گورو ارجن دیو کے بعد اُن کا بیٹا گورو ہرگوبند گدی پر بیٹھا - گورو ہرگوبند کو اپنے والد کے قتل کا صدمہ ضرور تھا لیکن پھر بھی کچھ دنوں تک شہنشاہ جہانگیر کے ساتھ

---

* دیکھو صفحہ ۳۵ توزک جہانگیری مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ -

† اِن تمام واقعات کا اِس چھوٹی سی کتاب میں مفصل ذکر کرنا ناممکن ہے-

اُن کے تعلقات اچھے رہے - کچھ عرصہ کے بعد جہانگیر نے اُن کے والد کے جرمانہ کي دو لاکھ کي رقم طلب کی مگر اُنھوں نے صاف جواب دے دیا - بادشاہ نے اُنھیں گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا - کچھ عرصہ بعد اُنھیں جیل سے رھائی ملي - اب اُنھوں نے اپنے پنتھ کی کمزور حالت پر غور کیا اور ضرورت وقت کو مد نظر رکھ کر تھوڑی سی فوج نوکر رکھ لی - اور اپنے مریدوں کو بھي ھتھیار رکھنے کی ھدایت کی -

یہ سکھوں کے سب سے پہلے گورو تھے جنھیں فوجي زندگي اختیار کرنے کي ضرورت محسوس ھوئی - اِنھیں اپني زندگی میں پنتھ کي ھستي قائم رکھنے کے لئے تین مرتبہ مغل صوبہداروں سے جنگ کرني پڑی - ان تینوں لڑائیوں میں گورو ھرگوبند کا پلہ بھاری رھا - گورو ھرگوبند سنہ ۱۶۴۴ میں اِس جہان فانی سے رحلت کر گئے - اُن کے بعد اُن کا پوتا گورو ھررائے گديِنشین ھوا - * گورو ھررائے نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ آرام و راحت سے گذارا - سنہ ۱۶۶۱ع میں اُن کی وفات پر اُن کا چھوٹا لڑکا ھرکشن گدی پر بیٹھا ، مگر اُس کا جلدی ھی انتقال ھو گیا - سنہ ۱۶۶۵ع میں گورو تیغ بہادر نے گدی سنبھالي - دس سال کے

---

* گورو ھرگوبند کے پانچ بیٹے تھے - گوردتہ بڑا بیٹا تھا - جو اپنے والد کي زندگي میں ھي فوت ھو گیا تھا - ھررائے اسي کا بیٹا تھا - ایک بیٹے کا نام - تیغبہادر تھا جو بعد میں ۱۶۶۵ع میں گديِنشین ھوا -

بعد سنہ ۱۶۷۵ع میں اورنگزیب نے انہیں دهلی بلا کر قتل کروا دیا -

گورو گوبند سنگھ سنہ ۱۶۷۵ع سے سنہ ۱۷۰۸ع تک

گورو تیغ بہادر کے بعد اُن کا بیٹا گوبندرائے (گوبند سنگھ) گدي پر جلوہ‌افروز هوا - گورو گوبند سنگھ سکھوں کے دسویں اور آخری گورو تھے - اُس وقت اُن کي عمر صرف پندرہ سال کی تھي - وہ بچپن سے هی بڑے لائق اور دوراندیش تھے - گذشتہ ستر سال (سنہ ۱۶۰۶ع سے سنہ ۱۶۷۵ع) کے عرصہ میں اُن کے خاندان اور پنتھ پر جو سختیاں هوئیں وہ سب اُن کے پیش‌نظر تھیں - اُن کے پردادا گورو ارجن دیو اور دادا گورو هرگوبند پر جہانگیر نے جو عتاب برپا کئے تھے وہ اُن سے غافل نہ تھے - سکھ اِن واقعات سے پہلے هي بدظن هو رهے تھے - اب گورو تیغ بہادر کے قتل نے اُنہیں گورنمنٹ سے اور بھی بدگمان اور متنفر کر دیا - اورنگزیب کی مذهبي پالسي هندؤں کے حق میں زهر قاتل کا حکم رکھتي تھي - اِس لئے هندو رعایا اُس سے بہت ناراض تھي - دکن میں شواجی هندو دهرم کے نام پر اپیل کرکے هندؤں کو اپنے جھنڈے تلے جمع کر رها تھا -

نئي پالسي

زمانے کی رفتار دیکھ کر گورو گوبند سنگھ نے بھی اس قسم کی تیاریاں شروع کر دیں - گورو گوبند بھی خوردسال تھا - نیز سکھوں میں خود ابھی بہت اتفاق نہ تھا - اورنگزیب غیظ و غضب کی نگاهوں سے سکھوں کو دیکھتا تھا - اِن اُمور پر

غور کر کے گورو گوبند نے اِسی میں مصلحت سمجھی کہ کچھ عرصہ کے لئے پہاڑی علاقہ میں پناہ لی جائے - چنانچہ وہ ضلع انبالہ کے نزدیک ریاست سرمور کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ھوئے اور بیس سال تک نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے کام میں سرگرمی سے مشغول رھے - اس قلیل عرصہ میں اُنھوں نے اپنے مریدوں کو اُس زبردست قومی خدمت کے لئے بالکل تیار کر لیا جو وہ سرانجام دینا چاھتے تھے - اُنھوں نے پنتھ میں کئی نئے قاعدے جاری کئے - اپنے مریدوں کا نام سکھ کی بجائے سنگھ رکھا - اُنھیں فنون جنگ میں ماھر ھونے کی ھدایت کی - سکھ پنتھ کو خالصہ کا خطاب دیا اور یہ بات اُن کے بخوبی ذھن نشین کر دی کہ خدا کا ھاتھ تمہارے سر پر ھے اور جب تم دھرم اور ملک کی حفاظت میں لڑوگے تو فتح کی دیوی ضرور تمہارے ساتھ رھیگی -

پہاڑی راجاؤں اور مغلوں سے جنگ

اِسی عرصہ میں گورو گوبند سنگھ نے دریائے جمنا اور ستلج کے درمیانی کوھستانی علاقہ میں اپنی حفاظت کے لئے پونٹہ، چمکور اور مکھوال وغیرہ چند مضبوط قلعے بھی تعمیر کر لئے تھے - سنہ ۱۶۹۵ع میں گوروجی نے ھنڈور، ناھن اور نالہ‌گڑھ وغیرہ کے پہاڑی ھندو راجاؤں کو قومی جنگ میں شریک ھونے کی دعوت دی - مگر مغل بادشاھوں کے باجگزار راجاؤں سے ایسی توقع کب ھو سکتی تھی؟ برعکس اِس کے پہاڑی راجاؤں نے مل کر گوروجی کے ساتھ

جنگ شروع کر دی - ابتدا میں اورنگ‌زیب اُن کی زیادہ اِمداد نہ کر سکا، کیونکہ وہ خود دکن کی مصیبتوں میں مبتلا تھا جہاں مرہٹوں نے اُس کی فوج کا ناک میں دم کر رکھا تھا - اس لئے اِن راجاؤں کو شکست ہوئي - اب پنجاب کے صوبہ‌داروں نے اِن کي مدد کے لئے فوج بھیجي - یہ جنگ گیارہ بارہ سال تک جاری رهي - اِن لڑائیوں میں گوروجي کے چاروں بیٹے اور بہت سے جاں‌نثار مرید کام آئے - آخرکار سنہ ۱۷۰۷ع میں گوروجی پنجاب چھوڑ کر دکن چلے گئے اور وهیں دریائے گوداوری کے کنارے اپچل‌نگر کے مقام پر اڑتالیس سال کی عمر میں اس دنیا سے کوچ کر گئے - *

گورو گوبند سنگھ کا حصول انجام

گورو گوبند سنگھ نے سکھوں میں آزادی کي نئي روح پھونک دي - سکھوں میں ایثار کا مادہ پہلے هي موجود تھا کیوں کہ سب سکھ گورو صاحبان بذات خود ایثار کي زندہ مثال تھے اس لئے هر ایک سکھ پنتھ کي خدمت اور حفاظت اپنا فرض اولین سمجھتا تھا - مگر اب گورو گوبند سنگھ کي هستی نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا - اُن کی جنگي تعلیم نے سکھوں کي چلبلي طبیعت کے لئے ایک نیا دروازہ کھول دیا اس سپاهیانہ روح نے سکھوں کو ملک اور مذهب کی آزادي کے لئے مرنے مارنے کے لئے تیار کر دیا - گورو گوبند سنگھ خود قربانی و بہادری کی

---

* گورو گوبند سنگھ کے ایک پٹھان ملازم نے موقع پاکر اُن کے سینے میں چھري گھونپ دی جس کے زخم سے وہ چند روز بعد چل بسے -

جیتی جاگتی مورت تھے - اور یہی روح اُنھوں نے اپنے مریدوں کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی - ع

سورا سو پہچانئے جو لڑے دین کے ھیت
پرزہ پرزہ کٹ جائے پر کبھو نہ چھوڑے کھیت

چنانچہ اِس آزادی کی جنگ میں گورو گوبند سنگھ نے اپنے چاروں بیٹے اور سیکڑوں جاں‌نثار مرید قربان کر دئیے - مرتے وقت بھی یہی خون‌آلودہ وصیت اپنے پیرووں کو کر گئے - یہی وصیت اور یہی جنگی روح تھی جو آڑے وقت میں سکھوں کے کام آئی اور اُنھیں زندہ رکھا - جس وقت نہ تو سکھوں کا کوئی گورو تھا اور نہ ھی سیاسی رھنما اور دوسری طرف حکومت وقت اُن پر سخت سے سخت تشدد برپا کر رھی تھی ، ایسے نازک وقت میں بھی سکھوں نے حوصلہ کو ھاتھ سے نہ دیا ، برابر جنگ جاری رکھی اور آخر کار پنجاب میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ھو گئے - یہ سب گورو گوبند سنگھ کی اَن‌تھک کوششوں کا نتیجہ تھا -

بندہ بہادر سنہ ۱۷۰۸ع سے سنہ ۱۷۱۶ع تک

اگرچہ گورو گوبند سنگھ سکھوں کے آخری گورو تھے مگر وہ سیاسی کام جاری رکھنے کی غرض سے بندہ بیراگی کو اپنا جانشین مقرر کر گئے - بندہ بیراگی ذات کا راجپوت اور جموں کی ریاست پونچھ کا باشندہ تھا - جوانی ھی میں گھربار چھوڑ کر فقیر ھو گیا تھا - پھرتا پھراتا دریائے گوداوری کے کنارے جا پہنچا تھا اور اپچل‌نگر کے قریب ھی مقیم تھا - یہاں ھی گورو گوبند سنگھ نے اُس سے ملاقات کی -

بندہ چند روز گوروجی کي خدمت میں رہا - گوروجی قیافہ شناسی میں ماہر تھے - فوراً تاڑ گئے کہ اِن بھگوے کپڑوں میں راجپوتي خون اور غضب کا ایثار چھپا ہوا ہے ' یعني گودڑوں میں لال موجود ہے - پس بندہ بیراگي کو قومي خدمت کی ترغیب دی اور اُسے اپنا باقي‌ماندہ سیاسي کام پنجاب میں جاکر پورا کرنے کی ہدایت کي - بندہ فوراً تیار ہو گیا اور گورو گوبند سنگھ جي سے اُن کے مریدوں کے نام خطوط لیکر پنجاب پہنچا -

بندہ کی سرگرمي

فوجي لحاظ سے پنجاب کي حالت پہلے سے ابتر تھی - شاھي فوج تیس سال کے طویل عرصہ سے دور دراز دکن کي لڑائیوں میں مصروف تھی - اورنگ‌زیب جو بڑا زبردست شہنشاہ اور تجربہ‌کار جرنیل تھا شکار اجل ہو چکا تھا - پنجاب میں کوئي لائق فوجي افسر موجود نہ تھا - بندہ جنگی معاملات میں ماہر تھا اور اعلیٰ درجہ کا سپہ‌سالار تھا - پس اُس نے دو تین سال کے اندر ھي جہلم سے سرھند تک تمام علاقے کو تاخت و تاراج کر ڈالا اور اِس علاقہ پر قابض ہو گیا -

شاھي فوج کي بے‌چیني

اِس کے بعد بندہ نے سرمور کي پہاڑي ریاست پر جو دریائے ستلج اور جمنا کے درمیان واقع ہے قبضہ کر لیا - جب یہ دل شکن خبریں بہادر شاہ بادشاہ دھلی کو دکن میں لگاتار ملیں تو وہ بندہ کی سرکوبي کے لئے روانہ ہوا اور بڑي عجلت

کے ساتھ پنجاب پہنچا - اِس اثناء میں بندہ ناھن کے قلعہ
سے بھاگ نکلا اور جموں کے پہاڑي علاقہ میں پناہگزیں
ھوا - بہادر شاہ کو عمر نے وفا نہ کي اور فروری سنہ ۱۷۱۲ع
میں لاھور کے مقام پر چل بسا - شہنشاہ کي وفات پر اُس کے
بیٹوں میں حسب معمول تخت حاصل کرنے کے لئے جنگ
چھڑ گئي - بہادر شاہ کا بڑا بیٹا جہاندار شاہ تقریباً ایک سال
تک تخت پر متمکن رھا مگر سنہ ۱۷۱۳ع میں وہ بھي
اپنے بھتیجے فرخ‌سیر کے ھاتھوں قتل ھوا -

بندہ کي سرکوبي

شاھي خاندان کي یہ خانہ‌جنگي سکھوں کے حق میں
عطیۂ غیب ثابت ھوئي - بندہ نے موقعہ کو غنیمت خیال کیا
اور میداني علاقہ میں آ موجود ھوا - دریائے بیاس اور راوی
کے درمیان گورداسپور کے نزدیک ایک مستحکم قلعہ تعمیر کیا
اور وھاں سے سرھند کے علاقہ میں لوٹ مار برپا کر دی -
شہنشاہ فرخ‌سیر جب سنہ ۱۷۱۶ع میں خانگي تنازعات سے
فارغ ھوا تو بندہ کي طرف توجہ مبذول کي - اُس نے اپنے
توراني جرنیل عبدالصمد خاں کو بھاری توپخانہ کے ساتھ بندہ
کي سرکوبي کے لئے روانہ کیا - سکھوں نے نہایت دلیري سے
مقابلہ کیا ' مگر آخرکار بندہ اور اُس کے همراھي
گورداسپور کے قلعہ میں محصور ھو گئے جو بعد میں
گرفتار کر لئے گئے - بندہ ایک آھنی پنجرہ میں بند کر کے
دھلی لایا گیا جہاں اُسے سخت اذیت سے قتل کر دیا
گیا -

بندہ کي بہادري

بندہ نے گورو گوبند سنگھ کے سیاسي مقصد کو پورا کرنے میں ہمہ‌تن کوشش کی - اُس کي رہنمائی میں سکھوں نے جنگي لحاظ سے نمایاں ترقي کي - لگاتار آٹھ برس تک یہ لوگ باقاعدہ سپاھیوں کی طرح شاھي افواج کا مقابلہ کرتے رھے اور اِس آزمائش میں یہ پورے اُترے - بندہ کی اعلیٰ درجہ کي سپہ‌سالاري نے اِن میں نئي روح پھونک دی - جھلم سے سرھند تک علاقہ تقریباً ایک سال تک سکھوں کے قبضہ میں رھا - ملک کے نظم و نسق کے لئے بندہ بہادر نے مسلمان حاکموں کي بجائے سکھ گورنر مقرر کئے جس سے سکھوں کو ملکي انتظام کي بھي اچھي خاصي تعلیم مل گئي - اِس قلیل عرصہ میں سکھوں نے دن دوني اور رات چوگني ترقي کي ' اور بندہ نے اپنے گورو کے اعتقاد کو روپیہ میں سولہ آنے صحیح ثابت کر دکھایا -

دوسرا باب

پنجاب میں خالصہ راج کا قائم ہونا

سنہ ۱۷۱۶ع سے سنہ ۱۷۶۴ع تک

بندہ بہادر کے بعد سکھوں کی حالت

بندہ بہادر کے قتل کئے جانے کے بعد سکھوں کا کوئی رہبر نہ رہا - عبدالصمد خاں نے بھی تشدد کی پالیسی اختیار کر لی - اِس لئے سکھوں کو مجبوراً پنجاب کے شہر چھوڑ کر پہاڑوں میں پناہ لینی پڑی - جو سکھ اِن مصائب کو برداشت نہ کر سکے وہ سکھ مت کے ظاہری نشانوں کو چھوڑ کر ہندو سوسائٹی میں مل‌جل گئے - چنانچہ بیس سال تک سکھوں کو سخت سے سخت اذیتیں سہنی پڑیں - مگر گورو کے مریدوں نے بڑی عالی ہمتی سے اِن سب کو برداشت کیا اور پیشانی پر ذرا بل نہ آنے دیا - گورووؤں کی قربانیاں ہر وقت اُن کے مدنظر رہتی تھیں - یہی اُن کو پنتھ کی حفاظت اور خدمت کے لئے ہر دم مستعد رکھتی تھیں - جونہی اِنہیں موقعہ ہاتھ آتا تھا یہ لوگ لوٹ مار کے لئے میدانوں میں آ موجود ہوتے تھے - سنہ ۱۷۳۹ع میں پہلی بار اُنہیں ایسا موقعہ ہاتھ آیا - اِس سال نادر شاہ والئے ایران نے ہندوستان پر حملہ کیا - اور شہنشاہ دہلی کو شکست فاش دیکر شہر دہلی کو خوب لوٹا - اِس ہلچل سے فائدہ اُٹھا کر

سکھ جوان پہاڑي علاقوں سے باھر نکل کھڑے ھوئے اور لوٹ کھسوٹ کا کام شروع کر دیا - اِن میں سے بعض نے نادر شاہ کے کیمپ پر بھي چھاپہ مارا اور بہت سا مال و اسباب لیکر روپوش ھو گئے -

سکھ جتھوں کي بنیاد

اِس طرح چھاپے مارنے میں اِنھیں بہت کامیابي ھوئي - اِن کے حوصلے بڑھ گئے اور یہ لوگ بیس بیس پچاس پچاس کے جتھے بنا کر ادھر اُدھر گھومنے لگے - اِنھیں جہاں موقعہ ملتا وھاں ھی ھاتھ صاف کرتے - روپیہ زیور مال مویشي وغیرہ لے کر غائب ھو جاتے - یہ سیدھي سادی زندگي بسر کرتے تھے - ھر ایک سکھ کے پاس ایک تیزرفتار گھوڑا ، ایک تلوار ، ایک برچھي ، اور دو اُوڑھنے کے کمبل ھوتے تھے - لوٹ کا روپیہ یہ ضایع نہ کرتے بلکہ گھوڑے اور سامان حرب خریدنے میں صرف کیا کرتے تھے ، جس کا نتیجہ یہ ھوا کہ بہت سے منچلے نوجوان سکھوں کے جتھوں میں شامل ھونے شروع ھو گئے - ھر نئے رنگروٹ کو ایک گھوڑا ، ایک تلوار ، دو کمبل مل جاتے تھے - اِس طرح سکھ جتھوں کي تعداد بڑھني شروع ھو گئي -

سکھ جتھوں کي طاقت کا راز

ھر ایک جتھے کا ایک سردار ھوتا تھا - جسے جتھہ‌دار کہتے تھے - ھر جتھہ‌دار لوٹ کا مال اپنے سپاھیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیتا تھا - اِس وجہ سے جتھہ میں کوئي نااتفاقي پیدا نہ ھوتي تھی اور سب سپاھي جتھہ میں پیوستہ رھتے

تھے - نیز اِن جتھوں کے رکن ایک ہي مذہب کے پیرو تھے اور پنتھ کي حفاظت ہر شخص اپنا مقدم فرض جانتا تھا اِس لئے ہر ایک جتھہ‌دار دوسرے کي مدد کرنا اپنا دھرم خیال کرتا تھا اور اِس کے لئے ہر دم تیار رہتا تھا - یہ تمام جتھے ایک ہي مقصد کے متلاشي تھے جو پنتھ کي طاقت کو بڑھانا اور مضبوط کرنا تھا -

سلطنت دہلي کي ناگفتہ بہ حالت

اِن دنوں سلطنت دہلي بہت کمزور ہو چکي تھي - ملک میں چاروں طرف ابتري پھیلي ہوئي تھي - ملک کی حالت سدھارنے والی کوئی زبردست طاقت موجود نہ تھي - سلطنت دہلي کا شیرازہ بکھر چکا تھا - ایسي حالت میں سلطنت دہلی کے صوبہ‌داروں کو اپني اپني خود مختار ریاستیں قائم کرنے کي فکر دامنگیر تھي - وہ دربار دہلی کو الوداع کہہ کر اپني طاقتوں کو مستحکم کرنے لگے - چنانچہ دکن کے صوبہ‌دار آصف‌جاہ نظام‌الملک نے حیدرآباد میں اپنی خود مختار ریاست قائم کر لي - علی‌وردی خاں نے بنگال پر قبضہ کر لیا - نواب وزیر صوبہ آودھ میں جا بیٹھا - بعد میں یہ نہایت زبردست اور طاقتور ریاستیں بن گئیں - سلطنت دہلي کے صوبہ‌داروں کے علاوہ مرہٹے بھي سلطنت مغلیہ کو دبانے کي کوشش میں سرگرم تھے - مرہٹوں نے اپنے اندرونی اختلافات ہٹاکر اِتني طاقت حاصل کر لی کہ شہنشاہ دہلي نے سنہ ۱۷۱۹ع میں باقاعدہ شاہي فرمان کے ذریعہ اُنھیں خودمختار حکمران تسلیم کر لیا -

اُس کے بعد مرہٹے اور دلیر ہو گئے - شاہ دھلي کے علاقہ میں بھي لوٹ مار شروع کر دی اور علاقہ پر علاقہ فتح کر لیا - چنانچہ بیس سال کے اندر ھي اندر اُنہوں نے گجرات ' مالوہ ' اور بندیل‌کھنڈ پر اپنا پورا تسلط جما لیا ' بلکہ سنہ ۱۷۳۷ع میں مرھتہ سرداروں نے دھلي کے قرب و جوار کو خوب لوٹا - سنہ ۱۷۳۹ع میں نادر شاہ کے حملہ نے سلطنت مغلیہ کي رھی سہی طاقت کا بھی خاتمہ کر دیا - سکھ نوجوانوں کے لئے یہ نادر موقع تھا - اِس سے اُنہوں نے پورا فائدہ اُتھایا - دریائے راوي کے کنارے ایک دو قلعے بھی تعمیر کر لئے - اُن کے حوصلے دوبالا ھو گئے اور وہ جوق در جوق لوت کھسوت میں منہمک ھو گئے -

ایمن‌آباد کي جنگ - سنہ ۱۷۴۵ع

سنہ ۱۷۴۵ع کے قریب سکھوں کي ایک بڑی جمیعت لاھور کے نزدیک قصبہ ایمن‌آباد میں جمع ھوئي - لاھور کے صوبہ‌دار نے اُنہیں منتشر کرنا چاھا اور ایک فوج کی سرکردگی میں دیوان جسپت رائے کو روانہ کیا - بڑے گھمسان کی جنگ ھوئي - سکھ نہایت جوش خروش سے لڑے - ایک منچلا سکھ نوجوان دیوان کے ھاتھی کی دم پکڑ کر اُوپر چڑھ گیا اور تلوار کا ایک ایسا ھاتھ مارا کہ دیوان کا سر تن سے جدا کر دیا - سر اُتھاکر نیچے چھلانگ ماری اور دوڑ گیا - یہ دیکھ کر دیوان کی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ میدان سے بھاگ نکلی - جسپت رائے کے قتل کی خبر سن کر اُس کے بھائی دیوان لکھپت رائے کے غصہ کی انتہا نہ رھی اور وہ ایک

جرار فوج لیکر سکھوں پر حملہ‌آور ہوا - سکھوں کو شکست ہوئی اور سیکڑوں نوجوان سکھ بھاگتے ہوئے گرفتار کر لئے گئے جنھیں نہایت بےرحمی سے لاھور میں قتل کیا گیا - یہ جگہ شہیدگنج کے نام سے مشہور ھے -

بھائیوں کا تنازع

ایمن‌آباد کی لڑائی کے بعد گورنر لاھور نے سکھوں پر حد درجہ کی سختی شروع کی - اغلب تھا کہ اِن بیچاروں کو مصیبت کے وھی دن دیکھنے پڑتے جو گورنر عبدالصمد خاں کے زمانہ میں دیکھنے نصیب ھوئے تھے مگر خوبیٔ قسمت سے پنجاب کی گورنری کے لئے نواب زکریہ خاں کے بیٹوں یحیی خاں اور شاہ نواز خاں میں جھگڑا شروع ھو گیا - آخرکار شاہ نواز خاں اپنے بڑے بھائی پر غالب آیا اور اُسے پنجاب سے باھر نکال دیا - خود صوبہ ملتان و لاھور پر قابض ھو گیا - یحیی خاں دادرسي کے لئے سیدھا دھلی پہنچا - اب شاہ نواز خاں ڈرا کہ مبادا اُسے صوبیداري سے دست‌بردار ھونا پڑے - پس اپنی حفاظت کے خیال سے افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی سے خط و کتابت شروع کي اور اُسے ھند پر حملہ کرنے کی دعوت دی -

احمد شاہ ابدالي کے حملے سنہ ۱۷۴۸ع سے سنہ ۱۷۶۱ع تک

احمد شاہ افغانستان کے ابدالی یا درانی قبیلہ کا سردار تھا اور نادر شاہ کے پاس ایک معزز عہدہ پر ممتاز تھا - جب

سنہ ۱۷۴۷ع میں نادر شاہ قتل کر دیا گیا تو احمد شاہ افغانستان کا بادشاہ بن بیٹھا - نادر شاہ کے ہندوستان پر حملہ کے وقت احمد شاہ بھی اُس کے ساتھ تھا اور سلطنت مغلیہ کی بےسروسامانی سے بخوبی واقف ہو چکا تھا - پس شاہ نواز خاں کی دعوت کو بخوشی منظور کر لیا اور کثیر تعداد لشکر کے ساتھ دریائے اٹک کو عبور کرکے پنجاب میں آ موجود ہوا - لیکن اِس عرصہ میں دربار دہلی کے سمجھانے بجھانے سے شاہ نواز راہ راست پر آ چکا تھا - چنانچہ اب ابدالی کی مدد کرنے کی بجائے اُس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا - مگر احمد شاہ کب ٹلنے والا تھا - درانیوں کے ایک ہی حملہ نے شاہ نواز خاں کی فوج کے چھکے چھڑا دئے - شاہ نواز لاہور سے بھاگ نکلا - احمد شاہ لاہور سے دہلی کی طرف بڑھا - سرہند کے مقام پر دونوں فوجوں کی مٹھ‌بھیڑ ہوئی - اِس جنگ میں وزیر سلطنت کے بیٹے میر منو نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمنوں نے بھی داد دی - ابدالی کو شکست ہوئی اور اُسے اپنا سا منھہ لیکر واپس ہونا پڑا - شہنشاہ دہلی نے خوش ہو کر میر منو کو پنجاب کا گورنر تعینات کیا -

دل خالصہ کی بنیاد

احمد شاہ ابدالی کا حملہ سکھوں کے لئے ابر رحمت ثابت ہوا - ایک طرف اُنہیں حکومت پنجاب کے مظالم سے کچھہ عرصہ کے لئے رہائی ملی - دوسری طرف اِس حالت ابتری میں اُنہیں اپنے آپ کو مستحکم کرنے کا موقعہ مل گیا - امرتسر

کے قریب سکھوں نے ایک قلعہ تعمیر کیا جس کا نام اُنھوں
نے رام‌رونی رکھا - اِسی اثنا میں سکھوں کے ایک زبردست
جرنیل سردار جسا سنگھ کلال نے مختلف سکھ جتھوں کو ایک
ھی نظام میں گانٹھ دیا جن کو ملا کر اُس نے ایک فوج
تیار کر لی - اِس کا نام دل خالصہ رکھا - یہ سکھوں کی سب
سے پہلی باقاعدہ سپاہ تھی جو ایک جرنیل کے ماتحت تھی -

نواب میر منو کی اطاعت

نواب میر منو (معین‌الملک) نے جب اپنی صوبیداری کو
مستحکم کرلیا تو سکھوں کی طرف توجہ مبذول کی - اُس نے پنجاب
کی حالت بہتر بنانے کے لئے سخت گیری کی پالیسی اختیار کی -
مگر سکھوں کی خوش‌قسمتی سے احمد شاہ ابدالی نے ھند
پر دوبارہ حملہ کیا - اس دفعہ میر منو نے شاہ کی اطاعت
قبول کر لی اور گجرات ' سیالکوٹ ' پسرور وغیرہ اضلاع
کی کل آمدنی بطور خراج دینی منظور کی - احمد شاہ
واپس افغانستان چلا گیا - تین سال گذر گئے مگر میر منو
نے خراج نہ بھیجا - احمد شاہ نے نواب معین‌الملک کو عہد
شکنی کا مزا چکھانے کے لئے پنجاب پر تیسری بار یورش
کی - میر منو بھی مقابلہ کے لئے تیار ھو گیا - درانی فوج
لاھور شہر کا چار ماہ تک محاصرہ کئے پڑی رھی - شہر میں
سامان رسد ختم ھو گیا - میر منو نے تنگ ھو کر جنگ کرنا
قرین مصلحت سمجھا - لڑائی میں میر منو کا جرنیل
دیوان کوڑا مل کام آیا - اُس کے دوسرے افسر آدینہ بیگ

نے بے وفائي کي اور میدان جنگ سے واپس لوٹ گیا - یہ دیکھ کر نواب معین‌الملک نے اپنے آپ کو احمد شاہ ابدالي کے حوالہ کر دیا - ابدالی نے اُس کي بہادري و شجاعت سے خوش ہوکر پنجاب کی صوبیداري اُسے هي بخش دي اور خود تقریباً ایک کروڑ روپیہ بطور خراج لیکر واپس کابل لوٹ گیا* -

میر منو کي وفات

اب نواب میر منو نے احمد شاہ ابدالي کے نائب کي حیثیت سے بے دھڑک حکومت کرنی شروع کي مگر عمر نے وفا نہ کی - تین ماہ کے بعد ایک روز گھوڑے سے گرکر مر گیا - اُس کي بیوہ بیگم نے صوبیداري کا انتظام کرنا چاھا ، مگر ایسے نازک وقت میں عورت کے لئے حکومت کرنا

---

* دیوان امرناتھ نے اپني کتاب " ظفرنامۂ رنجیت سنگھ " میں میر منو اور شاہ ابدالي کی ملاقات کو یوں بیان کیا ھے - کہ شاہ نے میر منو سے پوچھا کہ " تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے ؟ " نوجوان منو نے بےدھڑک جواب دیا کہ اگر تم تاجر ہو تو مجھے بیچ دو ، اگر تم قصاب ھو تو مجھے قتل کر دو ، اگر تم بادشاہ ھو تو مجھے رھا کر دو - اُس کے بعد احمد شاہ نے پوچھا " اگر میں تمہارے ھاتھ میں قید ہوتا تو تم مجھ سے کیا سلوک کرتے ؟ نواب نے کہا " میں خودمختار نہیں ھوں ، اپنے بادشاہ کي نمک‌حلالي اور اپني مجبوري کي حالت کي وجہ سے آپ کو لوھے کے پنجرہ میں ڈالکر شہنشاہ کي خدمت میں دھلي روانہ کر دیتا " - دیکھو صفحہ ۱۱۳ مذکور -

بہت مشکل کام تھا - شہنشاہ دھلي نے پنجاب پر دوبارہ اپنا تسلط جمانے کي کوشش کي ' جس پر احمد شاہ ابدالي نے جھنجلاکر چوتھي بار سنہ ۱۷۵۵ ع کے شروع میں ھند پر حملہ کیا - اپنے بیتے شاھزادہ تیمور کو لاھور کا صوبیدار مقرر کیا اور خود دھلي کي طرف بڑھا - سرھند پر قبضہ کرکے دھلي پہنچا ' شہر کو دل کھول کر لوتا ' نجیب الدولہ خاں روھیلہ کو دربار دھلي میں بطور اپنے وکیل کے چھوڑکر واپس لوتا -

سکھوں کا لاھور پر تسلط سنہ ۱۷۵۶ - ۱۷۵۸ ع

احمد شاہ ابدالي کے پے در پے حملوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ پنجاب میں سخت بدنظمي پھیل گئي - اب پنجاب میں کوئي ایسي مستقل حکومت نہ تھي جو یہ ابتری دور کر سکتي - چنانچہ سکھ جتھہ‌دار ایسے نادر موقع سے فائدہ‌مند ہونے میں کہاں کوتاھي کرنےوالے تھے ؟ اُنھوں نے اپني طاقت کو کئي گنا زیادہ کر لیا تھا - اُن کي باقاعدہ فوج یعنی دل خالصہ بن چکي تھی - اُن میں بیسیوں نامي سپہ‌سالار پیدا ھو چکے تھے - شہزادہ تیمور معمولي حاکم تھا جس کا دبانا سکھوں کے بائیں ھاتھ کا کام تھا - جونہی تیمور نے سکھوں کے مقدس مقام امرتسر اور اُن کے قلعہ رام‌روني پر حملہ کیا سکھ ھزاروں کي تعداد میں جمع ھو گئے اور اکال اکال کے نعرے مارتے ھوئے دشمن پر توت پڑے - سکھ، بے ترتیب لڑائي کے طریقوں میں ماھر

تھے - وہ کھلے میدان میں ایک جگہ ڈٹ کر لڑنے سے گریز
کرتے تھے - اِن کا قاعدہ تھا کہ موقعہ پاکر دشمن پر چھاپہ
مارا ، مال و اسباب لوٹا ، اور فوراً جنگلوں میں غائب
ہو گئے - سکھ سواروں کے پاس ہلکا پھلکا اسباب اور تیز طرار
گھوڑے ہوتے تھے - اور آن کی آن میں دوڑکر چھپ جاتے
تھے - لہذا وہ بار بار چھاپے مارکر دشمن کا ناک میں دم
کر دیا کرتے تھے - چنانچہ شہزادہ تیمور کو بھی انہیں مشکلات
کا سامنا کرنا پڑا - تیمور مجبور ہوکر میدان جنگ سے
لوٹا - شاہزادہ کی لوٹتی ہوئی فوج کا سکھوں نے تعاقب
کیا اور وہ کھلبلی مچائی کہ تیمور نے لاہور چھوڑکر دریاے
چناب کے کنارے دم لیا - دل خالصہ کے سردار جسا سنگھ
کلال نے لاہور پر قبضہ کر لیا - اپنے نام کا سکہ
چاندی کے سکہ پر مفصلہ ذیل شعر لکھا گیا:

سکہ زد در جہان فضل اکال
ملک احمد گرفت جسا کلال

پنجاب مرہٹوں کے قبضہ میں

گو سکھ لاہور پر قابض ہو گئے اور اُنہوں نے اپنے نام کا
سکہ بھی جاری کر دیا مگر اِس وقت تک اِن میں اِتنی
طاقت نہ تھی کہ دیر تک لاہور پر اپنا تسلط قائم رکھ
سکتے - چنانچہ کمک آنے پر شاہزادہ تیمور نے اُنہیں لاہور
سے نکال دیا - اُدھر احمد شاہ ابدالی کے وکیل نجیب‌الدولہ خاں
کے خلاف دھلی کے وزیر سازشوں کا جال تن رہے تھے

غازی الدین وزیر سلطنت نے مرہٹہ پیشوا کو دهلی مدعو کیا - مرہٹے جنوبی هندوستان میں سب سے زبردست طاقت بن چکے تھے - اب انہیں دارالسلطنت پر اپنا وقار جمانے کا موقعه ملا تو فوراً رضامند هو گئے - پیشوا نے ایک کثیر فوج کے ساتھ اپنے بھائی راگھوبا کو دهلی روانه کیا - نجیب الدوله بمشکل جان بچاکر بھاگا - راگھوبا دهلي پر قابض هوکر پنجاب کی طرف بڑھا ' راستے میں ابدالی کے قائم مقام کو بھي سرهند سے نکالا ' شہزادہ تیمور کو بھي اٹک کے پار بھگا دیا اور مرہٹوں نے لاهور پر قبضه کر لیا -

پانی‌پت کي تیسري لڑائي - سنه ۱۷۶۱ ع

احمد شاہ یه بےعزتی کب گوارا کر سکتا تها - ساتھ هی وہ یه بھی جانتا تھا که اِس دفعه اُس کا مقابله دهلی کے کمزور بادشاہ کے ساتھ نہیں بلکه مرہٹوں کی زبردست طاقت کے ساتھ هے - چنانچه احمد شاہ ابدالی نے جنگ کي تیاري میں کوئي دقیقه فروگذاشت نه کیا - ایک جرار لشکر کے ساتھ هند کا رخ کیا - سنه ۱۷۶۱ ع میں پانی‌پت کے مقام پر دونوں فوجوں کی مٹھبھیڑ هوئی - مرہٹوں کو شکست فاش هوئي - اُن کے دو لاکھ سپاهي میدان جنگ میں کام آئے اور زخمي هوئے - مرہٹوں کي بڑھتي هوئي طاقت کو بھاري صدمه پہونچا اور اُنہیں کچھ عرصه تک سنبھلنا مشکل هو گیا - دهلي کي رهي سهي طاقت بھي جاتي رهی - شہنشاہ دهلي اپنے آبا و اجداد کے تخت کو خیرباد که کر پہلے آودھ اور پھر بنگال میں پناہ‌گزیں هوا -

احمد شاہ ابدالي نے دھلي میں زیادہ قیام نہ کیا - اپنا نائب مقرر کرکے افغانستان لوٹ آیا - زین خاں سرھند کا صوبہ‌دار اور خواجہ اوبید کو لاھور کا گورنر مقرر کیا -

سکھہ گورومتا سنہ ۱۷۶۲ ع

پانی‌پت کي جنگ کے وقت سکھوں نے دل کھول کر فائدہ اُتھایا بلکہ ابدالي کي واپسي کے وقت اُس کے کیمپ کو بھي خوب لوتا - اُس کے بعد تمام خالصہ سردار اپنے اپنے جتھوں سمیت دربار صاحب امرتسر میں اکٹھے ھوئے - ایک بڑي کونسل منعقد کي جس میں آئندہ کي مہمات پر غور کیا - اِس قسم کي مجلسیں امرتسر میں گاھے بگاھے ھوتي رھتي تھیں - ایسي مجلس کو سکھہ لوگ اپني زبان میں گورومتا کہتے تھے -

گھورا گھارا کي خونریز جنگ - سنہ ۱۷۶۲ ع

خواجہ اوبید نے سکھوں کو پسپا کرنا چاھا مگر شکست کھائي - خواجہ کا بہت سامان جنگ سکھوں کے ھاتھ آیا - ستلج پار سکھوں کي دوسري جماعت نے زین خاں گورنر سرھند اور اُس کے حامي ھنگم خاں والئے مالیرکوتلہ کو لوتا - جب یہ دل‌شکن خبریں احمد شاہ کو موصول ھوئیں وہ آن‌تھک جرنیل سکھوں کي سرکوبي کے لئے روانہ ھوا - گذشتہ فتح‌یابیوں سے سکھوں کے حوصلے بڑھے ھوئے تھے - دل خالصہ میں بھي کافي اضافہ ھو چکا تھا -

چنانچہ اس بار سکھ، سردار ابدالي کے مقابلہ کے لئے ڈٹ گئے - یہ پہلي جنگ تھي جس میں سکھوں نے ایک جگہ صف‌آرا ھوکر کھلے میدان میں غنیم کا مقابلہ کیا - مورخین کا اندازہ ھے کہ سکھوں کي فوج چالیس ھزار کے قریب تھي - لدھیانہ سے بیس میل کے فاصلہ پر گھورا گھارا کے مقام پر دونوں فوجوں کي مٹھبھیڑ ھوئي - سکھ مذھبي جاں‌نثاروں کي طرح کمال درجہ کی بہادري سے لڑے - اکال کے نعرے مارتے ھوئے آگے بڑھتے تھے اور دم کے دم میں موت کی دیوي سے بغل‌گیر ھو جاتے تھے - گو سکھ دھڑادھڑي سے کٹ رھے تھے مگر گورو کے شیر پیچھے ھٹنے کا نام نہ لیتے تھے - اِس ھیبت‌ناک جنگ میں تقریباً پندرہ ھزار سکھ کام آئے - ابدالی نے سکھوں کے ذلیل کرنے کی غرض سے دربار صاحب کی اینٹ سے اینٹ بجا دي، سکھوں کے مقدس تالاب کو گائے کے خون سے ناپاک کر دیا اور از راہ عبرت شہر میں جابجا مقتول سکھوں کے سر لٹکائے -

سکھوں کا سرھند پر قبضہ - سنہ ۱۷۶۳ ع

اگرچہ اِس قدر بھاري نقصان اِس چھوٹی سی قوم کے لئے تباہ کن ثابت ھوسکتا تھا - مگر سکھ شکست کے خیال کو کہاں خاطر میں لانے والے تھے - وہ بہتیری سختیاں جھیل چکے تھے - مصیبتیں اور تشدد برداشت کرتے کرتے لوھے سے فولاد بن چکے تھے - ع

"تیغوں کے سائے تلے پل کر جواں ہوئے ہیں"

یہ مثال ہوبہو اِنہیں پر صادق آتي تھي - احمد شاہ کے منھ موڑتے ہي سکھوں نے جوق در جوق اکٹھا ہونا شروع کیا اور اُس کے نائب زین خاں پر دھاوا بول دیا - دسمبر سنہ ۱۷۶۳ ع میں زین خاں معہ اپنے مددگار ھلگم خاں والئے مالیرکوٹلہ لڑتا ہوا مارا گیا - سکھوں نے صوبۂ سرھند پر قبضہ کرلیا - اگلے سال ابدالي نے پنجاب پر پھر چڑھائي کی مگر اِس دفعہ اپنے مقصد میں ناکام رہا - سکھوں کے ایک بڑے نامي جتھےدار بابا آلہ سنگھ * کو اپنی طرف سے سرھند کا گورنر مقرر کرنا ہي قرین مصلحت سمجھا - خود افغانستان میں شورش فرو کرنے کي غرض سے واپس روانہ ہوا -

سکھوں کا لاہور پر مستقل تسلط - سنہ ۱۷۶۴ ع

احمد شاہ کے واپس آتے ہي سکھوں نے مل‌کر لاہور پر حملہ کیا - ابدالي کا گورنر کابلی مل مختصر سی جنگ کے بعد بھاگ نکلا - سکھ لاہور پر قابض ہو گئے - دل خالصہ کے تین سپہ‌سالاروں گوجر سنگھ، سوبھا سنگھ اور لہنا سنگھ نے لاہور اور اُس کے گرد و نواح کا علاقہ آپس میں بانٹ لیا † - خالصہ نام پر سکہ جاري کیا گیا اور سکوں پر مندرجۂ ذیل شعر مزین کیا گیا ـــ

---

* بابا آلہ سنگھ موجودہ مہاراجہ پٹیالہ کے خاندان کا باني تھا -

† لاہور کے مشرقي حصہ کا وسیع میدان اب تک قلعہ گوجر سنگھ کے نام سے مشہور ہے -

دیگ و تیغ و فتح و نصرت بیدرنگ
یافت از نانک گـــورو گوبنـــد سنگھ

ابدالي کا آخري حملہ - سنہ ۱۷۶۷ ع

لاھور کے ھاتھ سے نکل جانے کي خبر سن کر ابدالي پيچ و تاب کھانے لگا - مگر بڑھاپے اور بیماری کي وجہ سے مجبور تھا - چنانچہ دو سال تک خاموش رھا - اِس عرصہ میں سکھوں نے اپنی طاقت مستحکم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - تیسرے سال سنہ ۱۷۶۷ ع میں ابدالی آخري بار پھر پنجاب آیا - سکھ لاھور چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھاگ گئے - احمد شاہ بے کھٹکے بڑھا چلا آیا - بابا آلہ سنگھ کے پوتے راجہ امر سنگھ کو اپنا نائب سرھند تسلیم کیا - ستلج پہنچتے ھی ابدالی کی فوج کا ایک دستہ جس کی تعداد تقریباً بارہ ھزار تھی اُس کے حکم کے بغیر ھی واپس کابل روانہ ھو پڑا - چنانچہ ابدالی کو بھی مجبوراً لوٹنا پڑا - وہ ابھي اٹک پار ھوا ھی تھا کہ سکھوں نے لاھور پر قبضہ کر لیا - بلکہ سکھ جتھہ‌دار سردار چڑت سنگھ * نے روھتاس کے مضبوط قلعہ سے ابدالی کے افسروں کو مار بھگایا اور خود قابض ھو گیا -

پنجاب میں خالصہ راج

مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھر چکا تھا - مرھٹوں کي طاقت پاني‌پت کے مقام پر مغلوب ھوچکي تھي - پنجاب

---

* سردار چڑت سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا دادا تھا -

میں کوئي ایسي طاقت نہ تھي جو سکھوں کا مقابلہ کر سکتي - چنانچہ سکھ جتھہداروں نے بغیر کسي رکاوٹ کے پنجاب پر اپنا تسلط جمانا شروع کیا - تھوڑے ھی دنوں میں دریائے جھلم سے سہارنپور تک تمام میدانی علاقہ میں خالصہ راج قائم ھو گیا - ملتان ' سندھ اور کشمیر مسلمانوں کے قبضہ میں تھے ' اور جموں اور کانگڑہ کے پہاڑي علاقے پر ھندو راجپوت حکمران تھے -

خالصہ راج کا نظم و نسق

۱ - اصول مساویت

جتھے کے چھوٹے بڑے سب رکن برابر سمجھے جاتے تھے - وہ سب گورو کے سنگھ اور خالصہ پنتھ کے ممبر تھے - پنتھ کي حفاظت کے لئے لڑتے تھے - لڑائی میں جو مال و زر اُن کے ھاتھ آتا تھا مساویت کے اصول کے مطابق سب میں بر'بر برابر تقسیم کیا جاتا تھا - اگر کسي علاقہ پر ایک جتھے کا تسلط ھو جاتا تو اُس کے دیہات اور قصبے بھي قریب قریب اس اصول پر بانت لئے جاتے تھے - ھر ایک جتھے کا ایک سردار ھوتا تھا جس کو جتھے کے باقي لوگ اپنا رھنما تسلیم کرتے تھے - جتھے کا کوئی ممبر جب چاھتا دوسرے جتھے میں شامل ھوسکتا تھا یا اُسے اپنا نیا جتھا قائم کر لینے کي پوري آزادي تھی - چنانچہ ایسی بیسوں مثالیں ھیں کہ لوگوں نے جتھے سے نکل کر اپنے اپنے نئے جتھے قائم کر لئے -

۲ - سال بھر کا پروگرام

موسم برسات کے اختتام پر ہر سال تمام سردار اپنے اپنے جتھوں سمیت دسہرہ کے موقعہ پر اپنے مقدس مقام امرتسر میں اکٹھے ہوتے تھے اور اپنا گورومتا یعنی مجلس منعقد کرتے تھے - اِس موقعہ پر سب سے پہلے ہر مندر کے پجاری گرنتھ صاحب کا پاتھ کرتے پھر حاضرین میں کڑاہ پرشاد تقسیم ہوتا - گورو کے سنگھ آپس میں محبت اور پریم سے ملتے ' خالصہ پنتھ کی بہتری و بہبودی کی تجاویز سوچتے ' آپس کے جھگڑے طے کرتے اور آئندہ سال کی مہموں کا فیصلہ کرتے تھے -

گورومتا کے فیصلہ کی پابندی سب پر لازم تھی کیونکہ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ کونسل کے فیصلہ میں گورو جی کا مخفی ہاتھ موجود ہے اور گورومتا کا تمام کام اُنہیں کی روحانی مدد سے ہو رہا ہے - گورومتا خالصہ جمہوري حکومت کا ایک طرح سے مرکز تھا جو خود مختار سکھوں کو پیوستہ رکھتا تھا - گورومتا دسہرہ کے علاوہ اور موقعوں پر بھی حسب ضرورت منعقد کیا جا سکتا تھا - ہر مندر کے اکالی مہنت، بوقت ضرورت بڑے بڑے سرداروں کو مطلع کر دیا کرتے تھے اور وہ اپنے جتھوں کو لیکر آ موجود ہوتے تھے -

۳ - ملکي اِنتظام

ہر جتھہ‌دار کا دائرہ حکومت اُس کے اپنے علاقہ کے اندر ہی محدود ہوتا تھا - ہر سردار اپنے اقلیم میں امن رکھنے

کی بہترین کوشش کرتا تھا - ہر سردار کا یہ مقصد ہوتا تھا کہ اُس کی رعایا امن چین سے کام کاج میں لگی رہے - اُن سے کسی قسم کی اصلاحات کی اُمید کرنا غلطی میں داخل تھا کیونکہ یہ لوگ باقاعدہ حکومت کے طرز و اطوار سے ابھی واقف نہیں ہوئے تھے - چنانچہ اُنہوں نے مغلوں کے زمانہ کے قواعد و ضوابط جاری رکھے - دیوانی اور فوجداری مقدمات گاؤں اور قصبوں کی پنچایتوں کے ذریعہ فیصل ہوتے تھے - معاملۂ زمین بھی کم و بیش پرانے طریقہ پر ہی وصول کیا جاتا تھا -

۴ - چھوٹے جتھوں کی شخصیت

چونکہ دماغی اور جسمانی لحاظ سے تمام انسان یکساں نہیں ہیں اِس لئے فطرتاً ہر شخص لیڈر نہیں بن سکتا - معمولی دماغ والے انسان کو اعلیٰ ترین دماغ کی پناہ لینی ہی پڑتی ہے اور اُس کی بڑائی کو تسلیم کرنا پڑتا ہے - اِسی طرح سے سکھوں کے چھوٹے چھوٹے جتھے مل کر بڑے جتھے بننے شروع ہوئے اور اُن کے اعلیٰ لیڈر بھی نمودار ہو گئے مگر چھوٹے جتھوں کی ہستی بالکل گم نہ ہوتی تھی - بڑے جتھے کے جھنڈے تلے جمع ہوکر بھی وہ اپنے نشان برقرار رکھتے تھے - اِس سے اُن کی طاقت بنی رہتی تھی اور ہر جتھا اپنے خاص کارنمایاں کرنے کا خواہاں رہتا تھا -

۵ - جتھوں کی تقسیم

جس طریق پر ایک جتھے کے رکن لوٹ کے مال کو آپس

میں تقسیم کر لیتے تھے اُسی طرح مختلف جتھے جو ایک مہم میں شریک ہوتے تھے فتح کئے ہوئے ملک و مال کو بانٹ لیتے تھے - اِس طرح سے مختلف جتھے مختلف علاقوں پر قابض ہو گئے - سنہ ۱۷۶۴ ع کے قریب پنجاب میں سکھوں کے بارہ سربرآوردہ جتھے قائم ہو چکے تھے جنھوں نے جھلم سے سہارنپور تک کا تمام میدانی علاقہ آپس میں تقسیم کر رکھا تھا - اِن جتھوں کا مفصل ذکر ہم اگلے باب میں کریں گے -

---

تیسرا باب

بارہ سکھ مثلیں

سکھہ مثلوں کی بنیاد

یہ بتایا جا چکا ہے - کہ پنجاب کا علاقہ بارہ نامور سکھ جتھہ داروں میں منقسم ہوچکا - اِن بڑے جتھوں کو مثل کے نام سے بھی پکارتے ہیں - فارسی زبان میں لکھی ہوئي تاریخوں میں جتھہ مثل کے نام سے هي نامزد کیا گیا ہے - چنانچہ هم بھی اِس کتاب میں لفظ مثل هي اِستعمال کرینگے* بارہ مثلوں کے مختلف نام تھے - جو اِس کے بانی کے نام وطن یا کسي وصف کی وجہ سے جدا جدا نام سے پکاري جاتي تھیں - یہ مثلیں مندرجہ ذیل تھیں —

۱ — بھنگي مثل

یہ مثل سب مثلوں سے زبردست اور طاقتور شمار کي جاتي تھی - اِس کا باني سردار جسا سنگھ جاٹ تھا - جو موضع پنجوار ضلع امرتسر کا باشندہ تھا - یہ شخص بندہ بہادر کي فوج میں شامل تھا - جسا سنگھ کے بعد اِس

---

* مثل عربي زبان کا لفظ ہے - جس کے لفظي معني مساوات یا برابري کے ہیں - چونکہ یہ جتھے مساوات کے اصول پر بنے تھے - اِس لئے اِنہیں مثل کے نام سے موسوم کیا گیا ہے -

مثل کي باگ سردار جگت سنگھ نے سنبھالي - کہا جاتا ھے کہ جگت سنگھ بھنگ کا بہت عادي تھا - اِسي وجہ سے یہ مثل بھنگي مثل کے نام سے مشہور ھو گئي - سرداران گوجر سنگھ، سوبھا سنگھ اور لہنا سنگھ جنہوں نے سنہ ۱۷۶۴ ع میں لاھور پر قبضہ کیا اِسی مثل کے سردار تھے - لاھور کے علاوہ امرتسر، سیالکوٹ، گجرات، چنیوٹ اور جھنگ سیال بھي اِسي مثل کے مقبوضات میں شامل تھے - اِس مثل کي جنگي طاقت کا اندازہ دس ھزار سوار کے قریب لگایا جاتا ھے -

۲ — رام گڑھیہ مثل

اِس مثل کي بنیاد ضلع امرتسر کے خوشحال سنگھ جاٹ نے ڈالي تھي - خوشحال سنگھ پہلے بندہ کي فوج میں بھرتي تھا - اُس کي وفات پر جسا سنگھ ترکھان اِس مثل کا سردار مقرر ھوا - یہ شخص نہایت دلیر اور بہادر سپاھي تھا - احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے وقت یہ سکھوں کا سرکردہ لیڈر تھا - اِس نے امرتسر کے رام روني قلعہ کو مستحکم بنایا اور رام گڑھ نام رکھا - اسي وجہ سے اِس کي مثل کا نام رام گڑھیہ مثل پڑ گیا - رام گڑھیہ مثل کے مقبوضات میں دوآبہ بست جالندھر کا کچھ علاقہ بٹالہ اور کلانور کے قصبے شامل تھے - جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اِس مثل کو مفتوح کیا تو اِن کے قبضہ میں ایک سو سے زیادہ قلعے تھے - اِس مثل کي جنگي طاقت تین ھزار سواروں پر مشتمل تھي -

۳ - کنھیا مثل

اِس مثل کا باني سردار امر سنگھ موضع کاھنا کاچھ ضلع لاھور کا باشندہ تھا - اِسي لئے یہ مثل کاھنے والي یا کنھیا مثل کے نام سے مشہور ھوئي - احمد شاہ ابدالي کے وقت میں جے سنگھ کنھیا اِس مثل کا نامور سردار تھا جس کي سرداري میں اس مثل نے بہت ترقی کی - اِس کے مقبوضات دوآبہ باري یعني بیاس اور راوي کے درمیاني علاقے میں شامل تھے - اور کوھستان کے دامن تک پھیلے ھوئے تھے - کلیریاں گڑھوتہ حاجی پور اور پٹھانکوٹ اِسي مثل کے ماتحت تھے - مہاراجہ رنجیت سنگھ کي شادی اِسی سردار جےسنگھ کی پوتي سے ھوئي تھي - اِس مثل کي فوجي طاقت آٹھ ھزار سواروں کے لگ بھگ تھي -

۴ - اھلو والیہ مثل

نامور سردار جسا سنگھ کلال اِس مثل کا سب سے پہلا سردار تھا جس نے خالصہ دل کي بنیاد رکھی تھی - جسا سنگھ پہلے فضیل‌پوریہ مثل میں شامل تھا - جب وہ کافي طاقت پکڑ گیا تو اُس نے اپني نئي مثل قائم کر لي - جسا سنگھ موضع اھلو کا رھنے والا تھا - اِس لئے اِس مثل کو اھلو والیہ کہتے ھیں - موجودہ ریاست کپورتھلہ کا باني سردار جسا سنگھ تھا - اِس مثل کی طاقت تین ھزار سوار خیال کي جاتي ھے -

۵ - سکرچکیہ مثل

اِس مثل کی بنیاد سنہ ۱۷۵۱ ع کے قریب سردار چڑت سنگھ نے ڈالی تھی جس کے بزرگ گوجرانوالہ کے قریب موضع سکرچک میں رہتے تھے - اِس لئے یہ مثل سکرچکیہ کہلائی - مہاراجہ رنجیت سنگھ کے والد سردار مہان سنگھ کے زمانہ میں اِس مثل کي جنگي طاقت تقریباً پچیس سو سوار تھي -

۶ - نکئي مثل

اِس مثل کا بانی سردار ہیرا سنگھ تھا - یہ مثل احمد شاہ ابدالي کے زمانہ میں وقوع میں آئی - ہیرا سنگھ ضلع لاہور کی موجودہ تحصیل چونیاں کے پرگنہ فرید آباد کا باشندہ تھا - اِس علاقہ کو ملک نکہ کہتے تھے - اسي لئے یہ مثل نکئي کے نام سے موسوم ہوئي - اِس مثل کے مقبوضات ملتان تک پھیلے ہوئے تھے - اور شرقپور ' گوگیرا ' کوٹ کمالیہ وغیرہ اِسي میں شامل تھے - مہاراجہ رنجیت سنگھ کي شادي اِسي مثل کے ایک سردار گیان سنگھ کي لڑکي سے ہوئي تھی - اِس مثل کي فوجي طاقت دو ہزار سوار شمار کي جاتي ہے -

۷ - ڈلي‌والي مثل

گلاب سنگھ اِس مثل کا بانی تھا - جو ڈیرہ بابا نانک کے قریب موضع ڈلی وال کا رہنے والا تھا - اِس مثل

کے سردار تارا سنگھ گھیبہ نے سرھند کو تاخت و تاراج کیا - اِس مثل کے مقبوضات دریائے ستلج کے مغرب کی طرف تھے - اِس کی جنگی طاقت کا اندازہ آتھ ہزار سوار کیا جاتا ھے -

۸ - نشان والیہ مثل

اِس مثل کی بنیاد سرداران سنت سنگھ اور موھر سنگھ نے رکھی تھی - یہ دونوں سردار دل‌خالصہ کے علم بردار تھے - اِسی وجہ سے اِس مثل کو نشان والیہ مثل کہتے ھیں - یہ مثل ضلع انبالہ پر قابض تھی گو اِس کے چند مقبوضات دریائے ستلج کے مغرب میں بھی واقع تھے - اِس مثل کی جنگی طاقت بارہ ہزار سوار پر مشتمل تھی -

۹ - کروڑ سنگھیہ مثل

اِس مثل کا بانی کروڑا سنگھ تھا جس کی وجہ سے اِس مثل کا نام کروڑ سنگھیہ پڑ گیا - اِس مثل کے مقبوضات دریائے ستلج کے مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ واقع تھے اور کرنال تک پھیلے ہوئے تھے - اِس مثل کی طاقت بارہ ہزار سوار شمار کی جاتی ھے -

۱۰ - شہید یا نہنگ مثل

یہ تمام مثلوں سے چھوٹی مثل تھی - اِس مثل کے سردار اُن بہادروں کی اولاد تھے جو گورو گوبند سنگھ جی

کے جھنڈے تلے دمدمہ کے قریب شہید ہوئے تھے - اِسی وجہ سے یہ شہید مثل کہلاتي ھے - اِسی مثل میں گورو گوبند سنگھ کے اکالی یا نہنگ خالصہ بھی شامل تھے جو اکثر بدن پر نیلے رنگ کے کپڑے اور سر پر آھنی چکر پہنتے ہیں - یہ مثل بھی دریائے ستلج کے مغربی علاقہ پر قابض تھی - اِن کی جنگی طاقت دو ھزار سوار تھی -

۱۱ - فضیل پوریہ مثل

اِس مثل کا باني نواب کپور سنگھ پہلے پہل بندہ بہادر کي فوج میں بھرتي ھوا اور اپني بہادري کي وجہ سے سرداری کے عہدہ پر پہنچا - کپور سنگھ بہادر سپاھی ھونے کے علاوہ تیز فہم اور دور اندیش جرنیل بھی تھا - اِس کي مثل والوں نے اِسے نواب کا خطاب دیا اور وہ اِسي نام سے مشہور ھو گیا - یہ شخص موضع فضیل پور ضلع امرتسر کا باشندہ تھا - اِسي لئے اِس کی مثل اِس نام سے مشہور ھوئي - اِس مثل کے مقبوضات دریائے ستلج کے دونوں طرف واقع تھے - اِس کي جنگي طاقت ارھائی ھزار سوار تھی -

۱۲ - پھلکیاں مثل

پھول نامی ایک شخص نے اِس مثل کي بنیاد ڈالي - اِس لئے یہ مثل پھلکیاں کہلائي - پھول بھٹي قوم کا راجپوت تھا - سردار آلہ سنگھ جو موجودہ خاندان پٹیالہ کا بانی تھا

اور جسے احمد شاہ ابدالی نے اپنی طرف سے سرھند کا گورنر مقرر کیا تھا اِسی خاندان سے تھا اور پھولکیاں مثل کا سردار کہلاتا تھا - اِسی مثل کے دیگر سرداروں نے موجودہ خاندان نابھہ و جیند کی بنیاد ڈالی تھی - ریاست کیتھل کا بانی بھی پھولکیاں مثل کے سرداروں میں سے تھا - اس مثل کی جنگی طاقت تقریباً پانچ ہزار سوار تھی -

سکھ مثلداروں کے باھمی تعلقات

سکھوں کی متحدہ طاقت تقریباً ستر ہزار سوار تھی - اِس جرار سپاہ کے ساتھ اُنھوں نے اپنی فتوحات کو دن بدن بڑھانا شروع کیا - اوپر ذکر ہو چکا ھے کہ سکھوں میں کوئی مرکزی حکومت نہ تھی جو مختلف سرداروں کو قابو میں رکھتی اور سکھ گورنمنٹ کو پیوستہ بناتی - ہر سردار اپنے دائرہ حکومت میں خود مختار تھا - جو جی میں آتا تھا کرتا تھا - البتہ کسی بیرونی حملہ آور کے وقت یہ سب سردار مل جاتے تھے اور کل خالصہ کے جھنڈے تلے جمع ہوکر پنتھ کی حفاظت کے لئے لڑتے تھے - لیکن بیرونی خدشہ کی غیر حاضری میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے سے بھی گریز نہ کرتے تھے - اِن مثلوں کی حدود صاف طور سے مقرر نہ تھیں - بلکہ ایک دوسرے کے علاقہ سے بالکل ملحقہ تھیں - چنانچہ آپس کے تنازعات کی یہ سب سے بڑی وجہ تھی - اِس کے علاوہ ہر مثل کے اندر بھی نفاق اور تنازعات کے بیج موجود تھے - ہر شخص مثل کا سردار بننے کی کوشش کرتا تھا -

اِن تعلقات کے نتائج

احمد شاہ ابدالی کے حملے ہمیشہ کے لئے بند ہو چکے تھے - ملک کی کوئی اندرونی طاقت سکھوں کے ہم پلہ نہ تھی - سکھ صاحبان تلوار کے دھنی تھے کیونکر چپ رہ سکتے تھے ؟ پس اپنی طاقت کو خانہ جنگی میں صرف کرنا شروع کیا - موقعہ پاکر اپنے ہمسائے سردار پر حملہ کرتے اور خوب لڑتے - آپادھاپی کا بازار گرم ہوا اور جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس والا معاملہ تھا - چنانچہ اٹھارویں صدی کے اختتام کے پچیس سال کی پنجاب کی تاریخ اِنھی خانہ جنگیوں کی کہانی ہے - ایک مثل کے سردار دوسری مثل کے سرداروں کے ساتھ مل کر تیسری مثل پر حملہ آور ہوتے - کبھی دو تین مثلوں کی متحدہ فوج کسی اور مثل کے مقبوضات پر تسلط جما لیتی - غرضکہ مکمل بدانتظامی کا نقشہ جما ہوا تھا - اُنھی دنوں یعنی سنہ ۱۷۸۴ ع میں ایک انگریز سیاح مسٹر فارسٹر پنجاب سے گذرا جس نے سکھوں کی حالت کو بچشم غور مطالعہ کیا - وہ لکھتا ہے کہ مثلداروں کی حکومت اِس طریقہ پر رہنی ناممکن ہے - اِن میں سے کوئی نہ کوئی ایسا سردار ضرور پیدا ہوگا جو تمام مثلداروں کو مطیع کرکے اپنی زبردست حکومت قائم کریگا - چنانچہ یہ پیشین گوئی درست نکلی - مسٹر فارسٹر کے لکھنے سے چار سال پہلے ہی پنجاب میں شیر پیدا ہو چکا تھا جس نے بیس سال کی عمر میں اِس کام کا بیڑا اُٹھایا اور تھوڑے عرصہ میں ہی سکھ مثلوں کو فتح کرکے زبردست سکھ سلطنت قائم کی - آؤ !

معلوم کریں وہ کون تھا اور کس خاندان سے تعلق رکھتا تھا ۔

چوتھا باب

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے خاندان کی سرگذشت

سردار بدھ سنگھ

وہ حیرت انگیز ہستی جو مسٹر فارسٹر کی پیشین‌گوئی پوری کرنے ، سکھ سرداروں کي خانہ جنگی دور کرنے ، عظیم‌الشان سکھ سلطنت پیدا کرنے ، اور پنجاب کے نام چار چاند لگانے پیدا ہوئي تھی مہاراجہ رنجیت سنگھ تھا - یہ سکرچکیہ مثل کا سردار تھا - اس مثل کي بنیاد احمد شاہ ابدالي کی یورشوں کے زمانہ میں سردار چڑت سنگھ نے ڈالي تھي - سردار چڑت سنگھ کے بزرگ سنہ ١٥٥٥ ع میں موضع سکرچک میں آباد ہوئے - یہ زمیندار تھے اور کئی پشتوں تک کھیتی پر ہی گذر اوقات کرتے رہے - اس خاندان کا پہلا شخص جس نے سکھ مذہب اختیار کیا بدھو مل تھا جو بعد میں * بدھ سنگھ کے نام سے مشہور ہوا - بدھ سنگھ جب سن بلوغت کو پہنچا تو خوبصورت قوي ہیکل جوان نکلا اور فطرتاً نہایت ہی نڈر ثابت ہوا - اُس ہلچل کے زمانہ میں

* منشی سوہن لال روز نامچہ رنجیت سنگھ میں لکھتا ہے کہ بدھ سنگھ نے گورو ہر رائے کے زمانے میں سکھ مت اختیار کیا - گورو ہر رائے سنہ ١٦٦١ ع میں فوت ہوئے تھے -

بدھ سنگھ نے اپنے جیسے منچلے بہادروں کا ایک گروہ اکٹھا کر لیا ، ڈاکے مارنے شروع کئے ، اور جلدی ھی گرد و نواح کے تمام علاقہ میں اپنی بہادری کا سکہ جما لیا - سکر چک میں اپنی رھائش کے لئے قلعہ نما مکان بھی تیار کر لیا - بدھ سنگھ کی تمام عمر اِسی قسم کے دھاڑے مارنے میں گذری - اُس کے جسم پر تلوار کے تیس زخم اور نو گولیوں کے نشان موجود تھے -

سردار نودھ سنگھ

سردار بدھ سنگھ کے دو بیٹے تھے - ایک کا نام نودھ سنگھ اور دوسرے کا چاندا سنگھ تھا - نودھ سنگھ کی شادی سنہ ۱۷۳۰ع میں موضع مجیٹھہ ضلع امرتسر کے ایک امیر زمیندار کی لڑکی کے ساتھ ھو گئی - نودھ سنگھ بھی اپنے باپ کی طرح بڑا بہادر ، دلیر نڈر اور جنگجو ثابت ھوا - تھوڑے ھی عرصہ میں چاروں طرف اِس کے نام کی دھاک بندھ گئی - نادر شاہ کے حملہ کے وقت ابتری کی حالت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے نودھ سنگھ نے اور بھی زیادہ ھاتھ پاؤں مارنے شروع کئے - زیادہ لوٹ مار کی غرض سے نودھ سنگھ فضیل پوریہ مثل کے سردار نواب کپور سنگھ کے ساتھ مل گیا - ایک دفعہ دونوں نے مل کر احمد شاہ ابدالی کے کیمپ پر بھی چھاپہ مارا جس کی وجہ سے نودھ سنگھ کئی نامی سرداروں پر فوقیت لے گیا اور اپنے چھوٹے سے گروہ کی عزت و شہرت سب کے دلوں میں قائم کر دی - سردار نودھ سنگھ سنہ ۱۷۵۲ ع میں اس دنیا سے کوچ کر گیا -

سردار چڑت سنگھ

سردار نودھ سنگھ کے چار بیٹے تھے ' چڑت سنگھ' دل سنگھ ' چیت سنگھ ' اور ماگھی سنگھ - سب سے بڑے بیٹے چڑت سنگھ کی عمر اس وقت بیس سال تھی - اُسی زمانہ میں سردار جسا سنگھ اھلو والیہ اور سرداران ھری سنگھ و جھنڈا سنگھ بھنگی نے اپنی اپنی مثلیں قائم کر لی تھیں اور جدا جدا علاقوں پر قابض ھو چکے تھے - چڑت سنگھ گو عمر کا چھوٹا مگر بڑا ذکی اور تیز فہم تھا - اُس نے اپنے رفیقوں سے مشورہ کیا کہ علاقہ کے چیدہ چیدہ بہادروں کو اکٹھا کرکے اُنہیں بھی ایک نئی مثل کی بنیاد ڈالنی چاھئے - چڑت سنگھ باتدبیر اور با رسوخ نوجوان تھا - دو سال کے اندر ھی اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ھو گیا - تقریباً ایک سو سوار اور پیادوں کے ھمراہ اپنی مثل کا جھنڈا کھڑا کیا - اُس کے خسر امیر سنگھ اور اُس کے بیٹے گور بخش سنگھ نے چڑت سنگھ کی اِس معاملہ میں بہت حوصلہ افزائی کی اور کافی مدد بہم پہنچائی - امیر سنگھ گو اُس وقت بڑھاپے کے پنجہ میں گرفتار تھا مگر اپنے زمانہ کا بڑا بہادر اور جنگجو سپاھی تھا - گوجرانوالہ کے لوگ اُس کے نام سے کانپتے تھے - اِس وجہ سے چڑت سنگھ کے کام میں آسانی ھو گئی - منشی سوھن لال اپنی کتاب میں ذکر کرتا ھے کہ چڑت سنگھ نے اصول قائم کر دیا تھا کہ وھی شخص میری مثل میں داخل ھو سکتا ھے جو کیس رکھے اور امرت چھکے - چنانچہ مثل میں بھرتی کرنے سے پہلے وہ خود لوگوں کو امرت چھکایا کرتا تھا -

ایمن آباد کی لوٹ

ایمن آباد کا مسلمان گورنر وہاں کي هندو رعایا کو ستاتا تھا - چڑت سنگھ نے اِس موقعہ کو غنیمت سمجھا - اگرچہ اُس کی مثل کو قائم ہوئے تھوڑی مدت ہی ہوئی تھی مگر چڑت سنگھ نے اپنے نو جوانوں کي همراهي میں ایمن آباد کا محاصرہ کر لیا - بہت سے زر و مال کے علاوہ شاهي اسلحہ خانہ سے بہت سي بندوقیں و دیگر سامان حرب اور شاهي اصطبل سے سینکڑوں گھوڑے چڑت سنگھ کے هاتھ لگے - اِس کامیابی سے سردار چڑت سنگھ کا حوصلہ اور بھي دو چند ہو گیا - اُس نے گوجرانوالہ میں ایک زبردست قلعہ بھي تعمیر کر لیا -

گورنر لاهور کي گوجرانوالہ پر فوج کشي

گوجرانوالہ لاهور سے چھتیس میل کے فاصلہ پر واقع ھے - لاهور کے صوبہ‌دار خواجہ اوبید نے سردار چڑت سنگھ کو اس گستاخي کا مزہ چکھانے کے لئے گوجرانوالہ پر چڑھائي کر دي - خواجہ اوبید کے همراہ بڑي بھاري جمعیت تھي - چڑت سنگھ نے اپنے نئے تعمیر شدہ قلعہ میں پناہ لي - رات کے وقت جب موقعہ ملتا خواجہ کي فوج پر چھاپہ مار کر پھر اندر داخل ہو جاتا - خواجہ اوبید اس سے تنگ آگیا ' محاصرہ اُٹھا لیا - اور واپس روانہ ہوا - چڑت سنگھ اپنے نو جوانوں کو لےکر دشمن کي فوج پر ٹوٹ پڑا ' شاهي لشکر کو خوب لوٹا ' بہت سا سامان جنگ سینکڑوں اُونٹ اور گھوڑے سردار کے هاتھ آئے -

سردار چڑت سنگھ کي فتوحات

سردار چڑت سنگھ نے اپنے قلعہ کو اور بھي مستحکم کر لیا -
اب اُس کي مثل میں قابل‌قدر اضافہ ہو چکا تھا - چنانچہ
اُس کے دل میں ملک گیري کي ہوس سمائي - وزیر آباد
کے علاقہ سے مسلمان حاکم کو نکال کر خود قبضہ کر لیا اور
اِس علاقہ کي تھانے داري اپنے سالے گور بخش سنگھ کو سونپ
دي - دریائے جہلم کے پار پنڈ دادنخاں اور اُس کے گرد و
نواح کے علاقہ پر اپنا تسلط جمایا - یہاں ایک مضبوط قلعہ
اِسي سال تعمیر کرایا - چڑت سنگھ نے کھیوڑے کي نمک کي کان پر
قبضہ حاصل کیا جو اُس کے لئے آمدني کا ذریعہ ثابت ہوا - دھني اور
پتھوہار کے علاقہ فتح کئے ، چکوال جلال پور وغیرہ کے زمینداروں
کو اپنا مطیع کیا - چڑت سنگھ ابھي دریائے جہلم کے قریب
احمد آباد میں ھي مقیم تھا کہ اسے خبر ملي کہ احمد شاہ
ابدالي اٹک پہنچ گیا ھے - چنانچہ سردار نے روھتاس کے
مشہور قلعہ پر چڑھائي کر دي - ابدالي کے قلعہ دار نورالدین خاں کو
مار بھگایا اور قلعہ پر قبضہ کرکے اپنا تھانہ قائم کر لیا -
غرضیکہ پندرہ سال کے قلیل عرصہ میں چڑت سنگھ نے اپنے
مقبوضات خوب بڑھائے - اِس کي مثل نے دن دوني رات
چوگني ترقي کي - گوجرانوالہ ، وزیرآباد ، رامنگر ، سیالکوٹ ،
روھتاس ، پنڈ دادنخاں اور دھني کے علاقے اس کي ریاست
میں شامل تھے جس کي سالانہ آمدني تقریباً تین لاکھ روپیہ تھي -

سردار چڑت سنگھ کي وفات سنہ ۱۷۷۱ع

جس روز سے سردار چڑت سنگھ نے پنڈ دادنخاں اور

کھیوڑے کی نمک کی کان پر اپنا تسلط قائم کیا تھا تب سے هي بھنگي سردار اُس کے جاني دشمن بن گئے - دونوں میں جنگ شروع هو گئي - چنانچہ وتتاً فوقتاً دونوں مثلوں میں لڑائیاں هوتي رهیں - آخر سنہ ۱۷۷۱ع میں جب طرفین کي فوجیں میدان جنگ میں جمع هو رهي تھیں تو اتفاق سے سردار چڑت سنگھ کي اپنی نئی بندوق چھوٹ گئي جس سے وہ بري طرح گھائل هوا اور چند منٹوں میں جاں بحق هو گیا - *

مائي دیساں کا انتظام ریاست

سردار چڑت سنگھ کے دو بیٹے مہان سنگھ اور سہج سنگھ اور ایک بیٹي تھي - بڑے بیٹے مہان سنگھ کي عمر اُس وقت صرف دس سال تھي - پس چڑت سنگھ کي بیوہ مائي دیساں نے انتظام ریاست اپنے هاتھ میں سنبھالا جس میں اُس کے بھائیوں گور بخش سنگھ اور دل سنگھ نے اُس کي بہت مدد کي - مائی دیساں بڑی جہاندیدہ تجربہ کار اور دانشمند خاتون تھي - اُس نے اپنی طاقت مضبوط کرنے کے لئے اپني بیٹي کي شادي بھنگي سردار کے بیٹے

---

* اس واقعہ کو مؤرخوں نے مختلف طرح بیان کیا هے - همارا بیان منشي سوهن لال کی کتاب پر مبني هے - کپتان ریڈ نے بھي منشي سوهن لال کو هي تسلیم کیا هے - مگر سید محمد لطیف اور رائے بہادر کنھیا لال نے کپتان مرے کی رپورٹ کي بنا پر یہ لکھا هے کہ چڑت سنگھ کي موت جموں کے حملہ کے وقت سنہ ۱۷۷۴ع میں اُس کي اپني بندوق چھوٹنے سے هوئي تھي -

صاحب سنگھ سے کر دی جس کی وجہ سے دونوں مثلوں میں
دشمنی کی آگ کچھ عرصہ کے لئے ٹھنڈی ہو گئی - اُس
کے تھوڑے عرصہ بعد اپنے بیٹے مہان سنگھ کا بیاہ جیند کے
سردار گجپت سنگھ کی بیٹی سے رچایا - مائی دیساں نے
اپنی نوخیز مثل کے لئے شادیوں کا رابطۂ اتحاد پیدا کیا
اور گوجرانوالہ کے قلعہ کو اور بھی مستحکم بنایا -

سردار مہان سنگھ کی گدی نشینی

اتنے عرصہ میں مہان سنگھ نے ہوش سنبھال لیا اور
مثل کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی - اپنے والد کی طرح
فتوحات کا سلسلہ از سر نو جاری کیا - نورالدین سے دوبارہ
قلعہ روھتاس چھین لیا اور سیالکوٹ کے نزدیک کوٹلی اھنگران
پر اپنا تسلط قائم کر لیا - اس جگہ کے کاریگر بندوقیں بنانے
میں ماھر تھے - چنانچہ مہان سنگھ نے اُس سے پورا فائدہ
اٹھایا - اپنی فوج کو نئی بندوقوں سے مسلح کیا -

رسول‌نگر کی فتح - سنہ ۱۷۷۹ع

رسول‌نگر کا حاکم پیر محمد خاں چٹھہ قوم کے پٹھانوں
میں سے تھا - یہ فطرتاً بڑا متعصب تھا اور سکھوں کے ساتھ
خاص دشمنی رکھتا تھا - نوجوان مہان سنگھ کو یہ بات
ناگوار گذری - چنانچہ سنہ ۱۷۷۹ع میں اُس نے رسول نگر پر
یورش کر دی - پیر محمد خاں نے خوب مقابلہ کیا مگر آخر کار
مغلوب ھوا - مہان سنگھ نے شہر پر قبضہ کر لیا - شہر کا
نام رسول نگر سے بدل کر رام نگر رکھا اور یہ آج تک اسی

نام سے مشہور ہے - گو پیر محمد خاں نے مہان سنگھ کی اطاعت قبول کر لی تھی مگر بہادر چٹھہ قوم کے دل میں انتقام کی آگ سلگ رہی تھی اس لئے وہ باغی ہو گیا - سردار مہان سنگھ نے تین سال بعد دوبارہ فوج کشی کی - اس دفعہ وہ علی پور اور منچر وغیرہ پر بھی قابض ہو گیا - علی پور کا نام اکال گڑہ رکھا -

رنجیت سنگھ کی پیدائش

رسول نگر فتح کر کے مہان سنگھ واپس آیا - گوجرانوالہ میں داخل ہوتے ہی اُسے خوشخبری ملی کہ اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے - مہان سنگھ خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا - چونکہ یہ اسی وقت جنگ فتح کر کے آیا تھا اس لئے اسی فتح کی تقریب میں اپنے بیٹے کا نام رن‌جیت سنگھ رکھا اور کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ میدان جنگ میں فتحیاب ہوگا - آگے جا کر معلوم ہوگا کہ مہان سنگھ کا قیاس بالکل درست نکلا - رنجیت سنگھ ۱۳ نومبر سنہ ۱۷۸۰ع سوموار کے دن دوپہر کے وقت گوجرانوالہ میں پیدا ہوا تھا - *

پنڈی بھٹیاں وغیرہ کا دورہ

چٹھہ قوم پر فتح حاصل کرنے کی وجہ سے مہان سنگھ کی شہرت بڑھ گئی - خالصہ جتھہ داروں میں اُس کا نام بلند

* منشی سوھن لال نے اپنی کتاب میں رنجیت سنگھ کا زائچہ دیا ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ رنجیت سنگھ کا پیدائشی نام بدھ سنگھ تھا -

ہو گیا - چنانچہ بڑے بڑے سردار اُس کی مثل میں شامل ہونے لگے اور اِس مثل کی جنگی طاقت میں بہت اضافہ ہو گیا - اب سردار مہان سنگھ نے پنڈی بھٹیاں ' ساھیوال اور عیسی خیل تک کا دورہ کیا اور بہت سا زر و مال وصول کیا -

جموں پر فوج کشی

سنہ ۱۷۸۲ع میں جموں کا راجہ رنجیت دیو مر گیا - اُس کے دونوں بیٹوں برج راج دیو اور دلیر سنگھ میں تخت نشینی کے لئے جھگڑا ہو گیا - بھنگی سرداروں نے ایک آدھہ دفعہ پیشتر جموں پر ھاتھہ مارنے کی کوشش کی تھی ' چنانچہ مہان سنگھ نے اِس نادر موقع کو ھاتھہ سے نہ جانے دیا - جموں پر چڑھائی کی - برج راج دیو مقابلہ کی تاب نہ لاکر ترکوٹہ کی پہاڑیوں میں جا چھپا - مہان سنگھ کی فوج نے جموں کے مالدار شہر کو دل کھول کر لوٹا - وھاں سے بے شمار زر و دولت جمع کر کے رام نگر سے ھوتا ھوا گوجرانوالہ واپس لوٹا -

جے سنگھ کنھیا سے جنگ

اُسی سال سردار مہان سنگھ دیوالی کے موقعہ پر امرتسر اشنان کے لئے آیا وھاں حسب معمول بڑے بڑے سردار جمع تھے - سردار جے سنگھ کنھیا بھی موجود تھا - سکھ مثلدار جے سنگھ کی بہت عزت کرتے تھے - چنانچہ مہان سنگھ بھی اُس کی جائے قیام پر اُس سے ملاقات

کرنے گیا - وہاں جموں کی لوٹ مار کے متعلق بات چیت شروع ہوئی - جے سنگھ کنھیا مہان سنگھ کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھکر حسد کی آگ میں جل بھن رہا تھا - دوران گفتگو میں کچھ سخت الفاظ اِستعمال کر بیٹھا - مہان سنگھ نے بھی ویسا ہی جواب دیا - معاملہ طول پکڑ گیا اور جنگ کی نوبت پہنچ گئی - مہان سنگھ کے لئے طاقتور مثل کے زبردست سردار جے سنگھ سے اکیلا مقابلہ کرنا مشکل تھا - پس اُس نے رام گڑھیہ مثل کے سردار جسا سنگھ سے خط و کتابت شروع کی - جسا سنگھ کا علاقہ جے سنگھ نے چھین لیا تھا - اور یہ بیچارہ ستلج کے پار ہانسی حصار کے علاقہ میں مارا مارا پھرتا تھا - مہان سنگھ کی مدد کو غنیمت جان کر واپس پنجاب لوٹا - جے سنگھ نے راجہ سنسار چند والئے کانگڑہ کا علاقہ بھی ضبط کر لیا تھا - چنانچہ سنسار چند بھی اُن کے ساتھ شامل ہو گیا - تینوں نے مل کر جے سنگھ پر چڑھائی کر دی - اور بٹالہ پر قبضہ کر لیا - جے سنگھ کا بہادر لڑکا گور بخش سنگھ فوج لیکر آگے بڑھا - گھمسان کی لڑائی ہوئی - گوربخش لڑتا ہوا مارا گیا - کنھیا فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے - جے سنگھ کو صلح کے سوا کوئی چارہ نہ رہا - چنانچہ جسا سنگھ اور سنسار چند کو اُن کے علاقے واپس مل گئے -

جے سنگھ کی پوتی سے رنجیت سنگھ کی سگائی

اِس جنگ میں مہان سنگھ نے اپنی طاقت اور بہادری کا سکہ جے سنگھ کے دل پر بٹھا دیا تھا - نیز گوربخش سنگھ

کي وفات سے بوڑھے سردار کي تمام اُمیدوں پر پاني پھر چکا تھا - لہذا اُس نے گوربخش سنگھ کی زوجہ سداکور کے کہنے پر مہان سنگھ کے ساتھ رابطۂ اتحاد پیدا کرنا هي قرین مصلحت سمجھا - چنانچہ مرحوم گوربخش سنگھ کی لڑکي کی منگني مہان سنگھ کے لڑکے رنجیت سنگھ سے کر دی گئي - اب دونوں مثلوں میں رشتۂ اتحاد قائم هو گیا جس سے رنجیت سنگھ نے اپنی اوائل جد و جہد کے زمانہ میں پورا فائدہ اُٹھایا - اِس کا ذکر آگے چل کر کیا جائیگا -

بھنگي سرداروں سے جنگ

پہلے بتایا جا چکا هے کہ مہان سنگھ کی همشیرہ کي شادي صاحب سنگھ بھنگی سے هوئی تھي اور وہ ایک دوسرے سے دوستی اور محبت کا دم بھرتے تھے - مگر حکومت اور رشتہ‌داري کا ساتھ نبھنا مشکل هے کیونکہ حکومت رشتہ‌داری کو مغلوب کر لیتي هے - چنانچہ سنہ ۱۷۹۰ع میں جب صاحب سنگھ کے والد گوجر سنگھ کا انتقال هوا تو صاحب سنگھ گجرات کی سرداري پر متمکن هوا - مہان سنگھ نے اُس سے حق حاکمانہ کی رقم طلب کي - چونکہ صاحب سنگھ کے خاندان کا تعلق همیشہ سے بھنگي سرداروں کے ساتھ رہا تھا اس لئے اُس نے نذرانہ دینے سے اِنکار کر دیا جس وجہ سے اُن کی آپس میں جنگ چھڑ گئي - صاحب سنگھ مقابلہ کي تاب نہ لا سکا - گجرات چھوڑ کر سوهدرہ کے قلعہ میں جا بیٹھا -

قلعہ سوهدره کا محاصرہ

مہان سنگھ نے قلعہ کا محاصرہ ڈال دیا - اِسی محاصرہ کے دوران میں ایک روز یکایک مہان سنگھ کی طبیعت خراب ہو گئی - اُس کی صحت کام کی زیادتی کی وجہ سے پہلے ہی خراب ہو چکی تھی - اب وہ دن بدن زیادہ بیمار ہوتا گیا - آخر محاصرہ کا کام اپنے بیٹے رنجیت سنگھ کے سپرد کیا - جس کی عمر اِس وقت صرف دس سال تھی - رنجیت سنگھ نے محاصرہ کو متواتر جاری رکھا - اسی اثناء میں بھنگی سرداروں نے صاحب سنگھ کی مدد کے لئے فوج کے دو دستے روانہ کئے مگر رنجیت سنگھ نے اُنھیں راستے ہی میں روک لیا اور بے خبری کی حالت میں جا دبایا - اُنھیں سوائے میدان چھوڑنے کے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا - بہت سے ہتھیار اور کئی توپیں رنجیت سنگھ کے ہاتھ آئیں -

سردار مہان سنگھ کی وفات

۵ بیساکھ سمبت ۱۸۴۷

ابھی یہ محاصرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ مہان سنگھ کچھ دیر بیمار رہ کر تیس سال کی بھری جوانی میں راهئے ملک عدم ہوا - سردار مہان سنگھ بڑا عالی ہمت ، ذی وقار اور روشن دماغ انسان تھا - اُس نے اپنی قلیل عمر کے چند سالوں میں ہی سکرچکیہ مثل کو روزافزوں ترقی دی ، وسیع اور وافر ذرائع سے اُسے مالامال کر دیا اور اُس کی جنگی طاقت میں قابل قدر اضافہ کیا -

پانچواں باب

مہاراجہ رنجیت سنگھہ کا زمانۂ عروج

سنہ ۱۷۹۰ع سے ۱۸۰۳ع تک

رنجیت سنگھہ کا عنان سکرچکیہ مثل سنبھالنا

سردار مہاں سنگھہ اپنی حین حیات هي میں رنجیت سنگھہ کي رسم دستاربندی کر چکا تھا - چنانچہ اُس کي وفات پر رنجیت سنگھہ بے چون و چرا سکرچکیہ مثل کا سردار تسلیم کر لیا گیا - رنجیت سنگھہ ابھي دس سال کا بچہ تھا * - گو یہ لڑکپن میں اپنے والد کے همراہ کئي لڑائیوں میں شامل هوا تھا لیکن پھر بھی اِس عمر میں ریاست کا بار سنبھالنا اُس کے لئے بہت دشوار تھا - پیشتر ذکر کیا جا چکا هے کہ رنجیت سنگھہ کي سگائی گور بخش سنگھہ کنھیا مرحوم کی دختر سے هو چکي تھي - گور بخش سنگھہ کي بیوہ رانی

---

* مہاراجہ رنجیت سنگھہ کي تاریخ پیدایش منشي سوهن لال اور دیوان امر ناتھہ ۳ مگھر سمبت ۱۸۱۷ بکرمي روز دو شنبہ مطابق ۱۳ نومبر سنہ ۱۷۸۰ع لکھتے هیں - اور سردار مہان سنگھہ کي تاریخ وفات ۵ بیساکھہ سمبت ۱۸۴۷ بکرمي مطابق ۱۴ اپریل سنہ ۱۷۹۰ع هے - سید محمد لطیف اور پرنسپ کا یہ کہنا کہ رنجیت سنگھہ کي عمر اس وقت بارہ برس کي تھي درست نہیں هے -

سدا کور نہایت عقلمند اور دوراندیش خاتون تھي - ایسے آڑے وقت میں وہ اپنے کمسن داماد کے کام آئي - رنجیت سنگھ کي والدہ نے بھي مدد کی جس سے رنجیت سنگھ کا بوجھ ھلکا ھو گیا -

رنجیت سنگھ کا بال بال بچنا - سنہ ۱۷۹۳ ع

رنجیت سنگھ اوائل عمر مین شکار کھیلنے کا بہت شوقین تھا - ایک دفعہ کا ذکر ھے کہ یہ شکار کي تلاش میں موضع لدھے والی کے نزدیک جا پہنچا جو چٹھوں کے علاقہ میں واقع تھا - رنجیت سنگھ اپنے ھمراھیوں سے بچھڑ کر اکیلا رہ گیا تھا - اتفاق سے چٹھہ قوم کا نواب حشمت خاں بھي اپنے نوکروں سمیت یہاں شکار کھیلنے میں مصروف تھا کہ اچانک اُس کي نظر رنجیت سنگھ پر پڑي - سردار مہاں سنگھ نے اِسے کئي بار شکست دي تھي - اور وہ بدلہ لینے کي تلاش میں تھا - اُسے یہ کینہ‌وري کے لئے سنہري موقعہ نظر آیا - عقب سے تلوار کا پورا وار کیا - مگر

جس کو رکھے سائیں اُسے مار نہ سکے کوئي

کے مصداق رنجیت سنگھ سہم کر زین سے سرک گیا - تلوار باگ پر لگي جس کے دو ٹکڑے ھو گئے - رنجیت سنگھ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو معاملہ دگرگوں پایا - شیر کي طرح بپھرا اور غرا کر حشمت خاں پر جا ڈٹا اور آن کي آن میں اُس کا سر تن سے جدا کر دیا - خان کے نوکروں نے جو یہ دیکھا تو

ہوا ہو گئے - رنجیت سنگھ خان کا سر بھالے پر چڑھا کر اپنے ساتھیوں سے آ ملا اور سارا ماجرا سنایا جسے سن کر وہ دنگ رہ گئے ، رنجیت سنگھ کی بہادری کا اعتراف کیا ، اور پروردگار کا شکر بجا لائے -

رنجیت سنگھ کی شادی سنہ ۱۷۹۶ ع

سولہ سال کی عمر میں رنجیت سنگھ نے اپنی شادی رچائی - عظیم‌الشان برات دھوم کے ساتھ قصبہ بٹالہ گئی جہاں لوگوں کو ناچ رنگ اور تماشوں سے ملحوظ کیا گیا - رنجیت سنگھ کی فیاضی نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا - چند روز کے بعد رنجیت سنگھ دلھن لیکر گوجرانوالہ واپس آیا -

رام گڑھیوں کے خلاف سدا کور کی امداد

اسی سال جسا سنگھ رام‌گڑھیہ نے سردار جے سنگھ کی وفات سے فائدہ اٹھاکر کنھیا مثل کے مقبوضات پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا - چنانچہ رانی سدا کور نے رنجیت سنگھ سے مدد طلب کی - رنجیت سنگھ نے دیوان لکھپت رائے کو علاقہ و دھنی کی طرف روانہ کیا اور خود سردار فتح سنگھ دھاری ، سردار جودھ سنگھ اور سردار دل سنگھ وزیرآبادیہ کے ہمراہ بٹالہ کی طرف روانہ ہوا اور رام گڑھیوں کے قلعہ میانی کا محاصرہ ڈال دیا - موسم برسات کی وجہ سے شہر کے گرد بہت سا پانی جمع ہو گیا اس وجہ سے رنجیت سنگھ کو محاصرہ اٹھانا پڑا -

سرداران لاهور سے ملاقات اور قلعه کا معائنه

بٹالہ جاتے ہوئے رنجیت سنگھ نے اپنی فوج کو آگے روانہ کر دیا اور خود دو تین روز کے لئے لاهور قیام کیا - سردار چیت سنگھ اور سردار موهر سنگھ سرداران لاهور سے بات چیت کی جلهوں نے رنجیت سنگھ کی خوب آؤ بهگت کی - اس موقع پر اُسے قلعه لاهور دیکهنے کا اتفاق هوا اور غالباً جیسا که رنجیت سنگھ کا مورخ سوهن لال اشارہ کرتا هے اسی وقت رنجیت سنگھ کے دل میں قلعه حاصل کرنے کی هوس پیدا هوئی -

رنجیت سنگھ کي دوسري شادي سنه ۱۷۹۸ ع

رنجیت سنگھ کي پہلي شادي کي وجه سے سکرچکیه اور کهنیا مثلوں میں رابطۂ اتحاد پیدا هو چکا تها - اب دوراندیش رنجیت سنگھ نے اپنی طاقت کو اور بهی مستحکم کرنے کے لئے نکئی مثل کے سرداروں سے میل‌جول شروع کیا جس کا نتیجه یه هوا که سنه ۱۷۹۸ ع میں سردار گیان سنگھ نکئی کی همشیرہ کے ساتھ رنجیت سنگھ کی شادي مقرر هو گئي - برات گوجرانواله سے روانه هوکر مرالي‌واله اور شیخوپورہ هوتی هوئي قصبه سنگهرہ پهنچي ' جہاں سردار گیان سنگھ نے برات کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور بهاري جهیز کے ساتھ برات کو وداع کیا - رنجیت سنگھ کا بڑا بیٹا کهڑک سنگھ اِسی راني کے بطن سے تها -

مثل کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینا سنہ ۱۷۹۸ ع

دیوان لکھپت رائے سردار مہان سنگھ کا رازدان وزیر تھا - سکرچکیہ کے کل مقبوضات کی آمدنی و خرچ کا سارا حساب دیوان مذکور کے پاس ھی رھتا تھا - سردار مہان سنگھ کو دیوان کی لیاقت پر پورا بھروسہ تھا اور وہ اس کی دیانت‌داری پر پکا اعتماد رکھتا تھا - چنانچہ مرتے وقت اپنے بیٹے رنجیت سنگھ کا ھاتھ دیوان لکھپت رائے اور اپنے ماموں سردار دل سنگھ والئے وزیرآباد کے ھاتھوں میں دیکر انھیں اس کا نگھبان مقرر کیا - کچھ دیر تو اِسي طرح کام چلتا رھا مگر سردار دل سنگھ اور دیوان لکھپت رائے ایک دوسرے سے حسد کرتے تھے اس لئے سردار مذکور دیوان کے خلاف رنجیت سنگھ کے کان بھرتا رھتا تھا - نیز رنجیت سنگھ کی ساس سدا کور بھی رنجیت سنگھ کو مثل کا انتظام اپنے ھاتھ میں لینے کے لئے اُکساتی رھتی تھی - رنجیت سنگھ کی عمر اب اٹھارہ سال تھی - وہ خود بھی اس بات کو محسوس کرتا تھا - اتفاقاً دیوان لکھپت رائے دھنی کے علاقہ میں زر مالیہ وصول کرتا ھوا سنہ ۱۷۹۸ ع میں مارا گیا اور رنجیت سنگھ نے اپنی والدہ کے مشورہ سے مثل کی عنان حکومت اپنے ھاتھ میں لے لی -

رنجیت سنگھ پر اپني والدہ کے قتل کا جھوٹا الزام

دیوان لکھپت رائے کے قتل کے متعلق پرنسپ اور محمد لطیف لکھتے ھیں کہ اس معاملہ میں سردار دل سنگھ کا ھاتھ تھا - کپتان مرے اور کپتان ریڈ اپني رپورٹوں میں اشارتاً یہ بھي ظاھر کرتے ھیں کہ دیوان لکھپت رائے کا رنجیت سنگھ

کی والدہ سے ناجائز تعلق تھا - اور رنجیت سنگھ نے اپنی والدہ کو یا تو خود قتل کر دیا یا مروا ڈالا - مگر محمد لطیف نے اس اشارہ کو بہت طول دیا ہے - اور ایک فرضی قصہ گھڑ کر رنجیت سنگھ کی والدہ کی وفات کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے - اپنے بیان کی صداقت کے لئے اُس نے کوئی حوالہ نہیں دیا ، صرف یہ لکھ دیا ہے کہ تمام مورخ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ رنجیت سنگھ نے برے چال چلن کی وجہ سے اپنی والدہ کو قتل کر دیا - مگر ہمیں اپنی تحقیقات کے دوران میں کسی مستند مورخ کی شہادت نہیں ملی - جس کی بنا پر ہم یہ کہ سکیں ، کہ یہ واقعہ درست ہے - مرے .اور ویڈ کی رپورٹوں کا اکثر حصہ جیسا ہم دیباچہ میں ظاہر کر چکے ہیں سنی سنائی باتوں پر مبنی ہے - منشی سوہن لال ، دیوان امر ناتھ اور بوٹی شاہ اس امر کا بالکل ذکر نہیں کرتے - یہ مان بھی لیا جاوے کہ سوہن لال اور امر ناتھ مہاراجہ کے دربار میں ملازم تھے اس لئے اس معاملہ پر ان کی خاموشی بہت وقعت نہیں رکھتی - مگر بوٹی شاہ ستلج کے پار انگریزی علاقہ کا رہنےوالا تھا - نیز مہاراجہ کا ہم مذہب بھی نہ تھا - وہ اس معاملہ کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس اپنی کتاب میں ایک جگہ یوں لکھتا ہے کہ رنجیت سنگھ نے اپنی والدہ کے صلاح اور مشورہ سے ملک کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی - *

---

* " ...... بصلاح دید والدہ خود بانتظام مہام مالی و ملکی متوجہ شد " - صفحہ ۱۳۵ تاریخ پنجاب بوٹی شاہ -

شاہ زمان کا پنجاب پر حملہ سنہ ۱۷۹۸ ع

احمد شاہ ابدالی کے بیٹے تیمور کی وفات پر اُس کا لڑکا شاہ زمان سنہ ۱۷۹۳ع میں کابل کے تخت پر بیٹھا - شاہ زمان نے اپنے دادا کی پیروی مناسب سمجھ کر پنجاب پر تسلط کرنے کی ٹھان لی - سنہ ۱۷۹۵ع سے سنہ ۱۷۹۸ع تک پے در پے تین حملے کئے - مگر اُسے ہر بار ناکام واپس جانا پڑا کیونکہ اُس کی اپنی افغانی سلطنت میں فتور اُٹھ رہا تھا اور اُس کا حقیقی بھائی محمود تخت حاصل کرنے کی کوشش میں تھا - دوسری جانب سکھوں نے بھی اپنی طاقت مستحکم کر لی تھی اور اُن کا مغلوب کرنا شاہ زمان کے لئے آسان کام نہ تھا - چنانچہ جب درانی لشکر پنجاب میں آتا سکھ اپنے اپنے علاقے چھوڑ جنگلوں میں چھپ رہتے اور درانی لشکر کے عقب سے اِس پھرتی سے وار کرتے کہ دشمن کے بہت سے سپاہی کھیت رہتے - پیشتر اِس کے کہ بادشاہ کو اُن کے حملے کا علم ہوتا آن کی آن میں یہ لوگ غائب ہو جاتے - پھر جہاں موقعہ ملتا حملہ کرتے - سیکڑوں افغانوں کو موت کے گھاٹ اُتارنے کے بعد اُن کے گھوڑے - ہتھیار اور لوٹ کا مال لیکر رفو چکر ہو جاتے - سکھوں کی یہ چالیں دشمن کے حق میں بہت مہلک ثابت ہوتیں اور اُنھیں بے نیل مرام واپس جانے کے سوا اور کچھ چارہ نظر نہ آتا -

شاہ زمان کا قلعۂ لاہور پر قبضہ

دسمبر سنہ ۱۷۹۸ع میں شاہ زمان لاہور کی طرف بڑھا - کوئی سردار مقابلہ کے لئے موجود نہ پاکر اُس نے قلعہ پر

قبضہ کر لیا ۔ مگر خالصہ کہاں خاموش بیٹھنے والے تھے - وہ لاھور کے گرد و نواح ھي میں ڈیرے ڈالے پڑے تھے - سورج غروب ھوتے ھي یہ شہر میں داخل ھوتے ' مختلف ٹولیوں میں درانی لشکر پر چھاپے مارتے ' اور اُن کا مال و اسباب لوٹ کر نو دو گیارہ ھو جاتے ' اور اپنے ڈیروں میں واپس آ جاتے - یہ کام اتنی پھرتی اور چالاکی سے ھوتا تھا کہ درانی فوج کے پہریدار اور گشتي دستوں تک خبریں پہنچنے - پہنچانے میں ھی یہ اِس طرح غائب ھو جاتے تھے جس طرح مکھن میں بال پار ھو جاتا ھے - اِس طرح کي لوٹ مار سے شاہ زمان بہت دق ھوا ' یہاں زیادہ قیام کرنا خطرناک سمجھا ' اور جلد ھي واپس چلا گیا -

رنجیت سنگھ کي زندہدلي

اِس بارے میں منشی سوھن لال ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتا ھے کہ جب شاہ زمان قلعہ لاھور پر قابض تھا تو رنجیت سنگھ اپنے ھمراھیوں سمیت تین بار قلعہ لاھور کے نزدیک آیا اور مثمن برج کے نیچے کھڑا ھوکر جہاں شاہ زمان اکثر نشست کیا کرتا تھا گولیاں چلائیں ' (تفنگ‌ھا سردادند) جس سے کئی درانی زخمی ھوئے ' اور بلند آواز سے چند بار یوں پکارا - " اے احمد شاہ ابدالی کے پوتے ! دیکھو سردار چڑت سنگھ کا پوتا آیا ھے - باھر آ اور اُس کے دو ھاتھ دیکھ لے - " مگر جب شاہ زمان کي طرف سے کوئي جواب نہ ملا ' تو واپس لوٹ گیا - *

* بوٹي شاہ نے بھي اس واقع کا ذکر کیا ھے - دیکھو صفحہ ۶۳۸ تاریخ پنجاب بوٹی شاہ -

نواب قصور کی تجویز

شاہ زمان کے رخصت ہوتے ہی تینوں بھنگی سردار لاہور آ پہنچے اور شہر پر بدستور سابق قبضہ کر لیا - لاہور کے تینوں حاکموں میں نا اتفاقی تھی اس وجہ سے آئے دن جنگ و جدال رہتا تھا - جس سے رعایا بہت بیزار اور خستہ حال تھی - آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے ان سرداروں کی طاقت کمزور ہو گئی - چنانچہ یہ خبریں جلد ہی چاروں طرف پھیل گئیں - یہ حال سن کر نواب قصور کے جی میں لاہور پر قبضہ جمانے کی دھن سمائی - اور اُس نے تیاری شروع کر دی

رنجیت سنگھ سے درخواست

رنجیت سنگھ کی بہادری اور دلیری کی شہرت دن بدن چاروں طرف پھیل رہی تھی - دور اندیش لوگ یہ دیکھ چکے تھے کہ یہ جنگجو ایک روز پنجاب کا سرتاج بننے والا ہے - جب لاہور کے لوگوں کو نواب قصور کے ارادہ کا حال معلوم ہوا - تو انہوں نے رنجیت سنگھ کی ماتحتی کو بہتر خیال کیا ' چنانچہ لاہور کے سرکردہ اصحاب مثلاً بھائی گور بخش سنگھ - حکیم حاکم رائے - مہر محکم الدین اور میاں عاشق محمد نے اپنے دستخطوں کے ساتھ ایک درخواست رنجیت سنگھ کی خدمت میں بھیجی - جس میں تمام حالات بیان کرکے اُس سے لاہور پر قبضہ کرنے کی خواہش ظاہر کی -

رنجیت سنگھ کی تیاری

رنجیت سنگھ اُس وقت رام نگر میں مقیم تھا - عرضی کے ملتے ہی موقعہ کو غنیمت جان کر اپنے معتبر قاضی

عبدالرحمن کو لاہور بھیجا ' تاکہ وہ اس امر کی تصدیق کرے ' خود رام نگر سے روانہ ہوکر اپنی ساس سے مشورہ کرنے کے لئے بٹالہ پہنچا ' سدا کور اس بات پر راضی ہو گئی - دونوں نے مل کر تقریباً پچیس ہزار فوج سوار اور پیادہ جمع کرلی - اور امرتسر کی طرف کوچ کیا اور ایک رات موضع مجیٹھہ میں قیام کرکے سیدھے لاہور آ پہنچے - شہر کے باہر وزیر خاں کے باغ میں ڈیرے ڈال دئے * - اور مہر محکم الدین وغیرہ سے ساز باز شروع کر دی -

لاہور پر قبضہ - ۶ جولائی سنہ ۱۷۹۹ع

رنجیت سنگھ نے اپنی فوج کو دو دستوں میں تقسیم کیا ' ایک دستہ نے رانی سدا کور کی کمان میں دہلی دروازہ کی طرف سے شہر پر حملہ کیا ' اور دوسرے دستہ نے رنجیت سنگھ کے ماتحت لوہاری دروازہ پر دھاوا بول دیا - رنجیت سنگھ کے حملہ کی کوئی تاب نہ لا سکا - اُس کے حکم سے دروازہ کی بنیاد کے نیچے بارود بھر کر آگ لگا دی گئی - جس سے دروازہ کے نزدیک کی فیصل اُڑ کر دور جا پڑی - اسی اثناء میں مہر محکم الدین کے حکم سے دروازے بھی کھول دئے گئے - رنجیت سنگھ دو ہزار سواروں کا دستہ اور چار بڑی توپیں لیکر بجلی کی طرح کڑکتا ہوا شہر میں جا گھسا - شیر پنجاب کی دلیری سے شہر کے حاکموں

* یہ باغ اس جگہ واقع تھا جہاں آج کل عجائب گھر اور پبلک لائبریری کی عمارت ہیں -

پر اتنا رعب چھایا کہ کوئی مقابلہ کے لئے نہ آیا - سرداران موہر سنگھ اور صاحب سنگھ اپنی فوجوں سمیت شہر خالی کر گئے - اور سردار چیت سنگھ نے اپنے آپ کو قلعہ میں بند کر لیا - رنجیت سنگھ نے شہر پر قبضہ کر لیا اور اپنی فوج کو سخت حکم دیا کہ کوئی شہر کے لوگوں پر دست درازی نہ کرے - پھر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور سامنے میدان میں ڈیرے ڈال دئے - قلعہ پر گولہ‌باری شروع ہونے والی ہی تھی کہ رانی سدا کور بھی آ پہنچی جس نے صلاح دی کہ قلعہ میں سامان رسد کافی نہیں ہے - اس لئے چیت سنگھ خود ہی قلعہ خالی کر دیگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - دوسرے روز ہی سردار چیت سنگھ اپنے آپ کو مقابلہ کے ناقابل پاکر قلعہ سے دست‌بردار ہو گیا اور رنجیت سنگھ سے معقول جاگیر حاصل کرکے اطاعت قبول کر لی - *

اس کے فوراً بعد ہی رنجیت سنگھ نے شہر کی فصیل اور قلعہ کی دیوار کی مرمت شروع کر دی اور شہر کے لوہار کاریگروں کو قلعہ کی توپیں مرمت کرنے کا حکم دیا - †

---

* دیوان امر ناتھ اس واقعہ کی تاریخ ۱۳ صفر سنہ ۱۲۱۴ ہجری مطابق ۱۷ جولائی سنہ ۱۷۹۹ع لکھتا ہے لیکن منشی سوہن لال کی تاریخ کے مطابق یہ واقعہ ۳ صفر سنہ ۱۲۱۴ ہجری یعنی ۶ - ۷ جولائی سنہ ۱۷۹۹ع کو ہوا -

† رنجیت سنگھ کے لاہور پر قبضہ کرنے کے تذکرہ میں کئی انگریز مورخین اور ان سے نقل کرکے ہندوستانی مورخ یہ لکھتے ہیں کہ پنجاب سے واپس جاتے وقت شاہ زمان کی چند توپیں دریائے جہلم میں گر پڑی تھیں جو رنجیت سنگھ نے نکلوا کر

بھسین کا معرکہ - مارچ سنہ ۱۸۰۰ع

رنجیت سنگھ کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھکر دوسرے مثلداروں کے دل میں حسد کی آگ جل رہی تھی - اس کے لاہور پر قابض ہونے پر یہ آگ اور بھی بھڑک اٹھی - چونکہ لاہور ہمیشہ سے صوبہ پنجاب کی پولیٹیکل طاقت کا مرکز رہا ہے اس لئے دیگر مثلداروں نے رنجیت سنگھ کی طاقت کو اپنے لئے خطرہ کا باعث تصور کیا اور سب نے ملکر لاہور چھیننے کے لئے قسمت آزمائی ضروری خیال کی - ابھی رنجیت سنگھ کو لاہور پر قبضہ کئے بہت دن نہ گذرے تھے کہ گلاب سنگھ بھنگی ، صاحب سنگھ گجراتی ، جسا سنگھ رام گڑھیہ ، اور نظام الدین خاں والئے قصور نے ملکر رنجیت سنگھ پر حملہ کیا اور لاہور کے قریب بھسین نامی گاؤں کے میدان میں ڈیرے ڈال دئے - رنجیت سنگھ بھی فوج لیکر اُن کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا - دو ماہ تک دونوں فوجیں ایک دوسرے

کابل بھیج دیں - اس وجہ سے شاہ زمان نے خوش ہوکر رنجیت سنگھ کو لاہور کا گورنر مقرر کر دیا - ہمیں اپنی تحقیقات کے دوران میں کوئی مستند حوالہ اس امر کے متعلق نہیں ملا - بلکہ اس من گھڑت کہانی کا کہیں ذکر بھی نہیں آتا - معلوم نہیں کپتان ویڈ نے اس قسم کی سنی سنائی باتیں اپنی رپورٹ میں کیونکر درج کر دیں اور وہاں سے دیگر مورخین نے اندھا دھند نقل کرلیں - سوہن لال امر ناتھ بوٹی شاہ اور سید احمد شاہ نے اس امر کی نسبت اشارہ تک نہیں کیا حالانکہ ایسے واقع کا ذکر کرنا مہاراجہ کے لئے کسی قسم کی باعث توہین نہیں تھا - کپتان مرے نے بھی اپنی رپورٹ میں جو اس نے سنہ ۱۸۳۳ع میں تیار کی تھی اس واقعہ کا کوئی ذکر نہیں کیا - بھائی پریم سنگھ نے اس غلط بیانی کی تردید کرنے کے لئے بہت دلائل دی ہیں -

کے مقابل ڈیرے ڈالے پڑی رہیں - چند چھوٹی موٹی لڑائیاں بھی ہوئیں - مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا - گلاب سنگھ بھنگی شراب کا متوالہ تھا - ایک روز وہ بہت شراب پی گیا اور یکایک مر گیا - اب بھنگی فوج نے بھسین سے کوچ کیا - اس وجہ سے دوسری متحدہ فوجیں بھی میدان چھوڑ بھاگیں اور میدان رنجیت سنگھ کے ہاتھ آیا -

اس فتح کے بعد بہت سے نامی سردار رنجیت سنگھ کی پناہ میں آ گئے جنہیں اُن کی قابلیت کے مطابق جاگیریں عہدے اور خلعت عطا ہوئے - شیر پنجاب دھوم دھام کے ساتھ لاہور میں داخل ہوا - رنجیت سنگھ نے فتح کی تقریب میں ہزارہا روپیہ غربا و مساکین میں تقسیم کیا اور شہر میں دیپ‌مالا کی گئی -

دفینہ خزانہ

بھسین کی دو ماہ کی مہم میں رنجیت سنگھ کا بہت روپیہ خرچ ہو چکا تھا - فوج کو تنخواہ دینے کے لئے بھی خزانہ میں روپیہ نہ تھا - رنجیت سنگھ نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا - سردار دل سنگھ کے وزیر دیوان محکم چند نے صلاح دی کہ مبلغ دس ہزار روپیہ لاہور کے اور پانچ پانچ ہزار روپیہ گوجرانوالہ اور رام‌نگر کے صرافوں سے بطور قرض لیا جائے جو بعد میں معہ سود ادا کیا جائے - مگر رنجیت سنگھ کو یہ تجویز پسند نہ آئی - حسن اتفاق سے شہر کے باہر پژاوہ

بدھو میں سے سونے کی اشرفیوں کا دفینہ خزانہ مل گیا جس سے فوج میں تنخواہ تقسیم کی گئی - *

جموں پر چڑھائی

اِدھر سے فراغت پاکر رنجیت سنگھ نے جموں پر چڑھائی کی - راستہ میں میرووال اور نارووال کو فتح کیا اور آٹھ ہزار روپیہ بطور نذرانہ وصول کیا - اِس کے بعد قلعہ جسر وال کو ایک ھی دھاوے میں سر کر لیا - یہاں سے کوچ کر کے جموں سے چار میل کے فاصلہ پر ڈیرہ لگایا - جموں کا راجہ مقابلہ کے لئے تیار نہ تھا - چنانچہ معہ تمام اہلکاروں کے رنجیت سنگھ سے ملاقات کرنے آیا اور بیس ہزار روپیہ اور ایک ہاتھی شیر پنجاب کی نذر کئے - رنجیت سنگھ نے راجہ کو بیش قیمت خلعت عطا کی اور واپس چلا آیا - اب رنجیت سنگھ سیالکوٹ کی طرف روانہ ہوا - یہاں سے نذرانہ حاصل کیا بعد میں دلاور گڑھ کو مفتوح کیا - اِس طرح سے سارے علاقہ کا دورہ کرتا اور نذرانے وصول کرتا ہوا لاھور آپہنچا -

یورش گجرات

بھنگی سرداروں کو لاھور ھاتھ سے جاتے رھنے کا بہت غم تھا

* دیکھو عمدۃالتواریخ مصنفہ منشی سوھن لال - رائے بہادر کنھیا لال اس واقعہ کو دوسری طرح بیان کرتا ھے کہ یہ خزانہ اور کچھ توپیں نواب میر منو نے قلعہ کے اندر زمین میں دفن کی تھیں اور اس کی خبر اسی سال ایک بوڑھے نے رنجیت سنگھ کو دی تھی -

اور وہ ہر وقت رنجیت سنگھ کے خلاف سازش میں مصروف رہتے تھے - رنجیت سنگھ نے اپنی فوج اور توپخانہ گوجرانوالہ سے منگوا کر لاہور ہی میں جمع کیا تھا - بھنگی سرداروں نے اسے غنیمت سمجھا اور سردار دل سنگھ اکال‌گڑھ والے سے مل کر گوجرانوالہ پر حملہ کی تیاری کرنے لگے - سردار مہان سنگھ نے دل سنگھ کو اکال‌گڑھ کی جاگیر بخشی تھی - چنانچہ جب رنجیت سنگھ کو اِن تیاریوں کا پتہ لگا - تو اُسے بہت غصہ آیا - فوراً دس ہزار سپاہ اور بیس توپوں کی ہمراہی میں گجرات پر دھاوا بول دیا - بھنگی سرداروں نے شہر اور قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور فصیل سے رنجیت سنگھ کی فوج پر گولہ‌باری شروع کر دی - رنجیت سنگھ کا توپخانہ بھی مقابلہ کے لئے ڈٹ گیا اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیا - بھنگی سرداروں نے اپنے آپ کو مقابلہ کے ناقابل پایا اور راتوں رات آدمی بھیج کر بابا صاحب سنگھ کو بلوایا جس نے رنجیت سنگھ کے ساتھ عہد و پیمان طے کر کے شہر کو بچا لیا -

اکال گڑھ پر قبضہ

زان بعد رنجیت سنگھ اکال گڑھ کی طرف بڑھا - سردار دل سنگھ کو اپنے ہمراہ لاہور لاکر نظربند کر دیا - بعد میں بابا کیسرا سنگھ سوڈھی کی سفارش پر اُسے رہا کر دیا اور اپنے سامنے بلاکر خوب شرمندہ کیا - دل سنگھ نے اپنی بےگناہی کا بڑی عاجزی کے ساتھ یقین دلایا - رنجیت سنگھ نے اُس کی جائداد اُسے واپس

بخش دی - لیکن اُسے اپنی نامناسب کارروائی سے اِس قدر صدمہ پہنچا کہ اکال گڑھ پہنچکر تھوڑے دنوں بعد ھی اِس جہان سے کوچ کر گیا - رنجیت سنگھ ماتم‌پرسي کے لئے اکال‌گڑھ گیا اور دل سنگھ کی بیوي کے گذارے کے لئے معقول جاگیر عنایت کرکے اکال گڑھ کو اپنے علاقہ میں شامل کر لیا -

سرکار انگریزي کے تحایف

انہیں ایام میں یوسف علی خاں سرکار انگریزي کا ایجنٹ رنجیت سنگھ کي خدمت میں حاضر هوا اور سرکار هند کي طرف سے بیش قیمت تحایف اور دوستي کا پیغام لایا - رنجیت سنگھ نے انگریزي ایجنٹ کي بہت تعظیم و تکریم کي - اُسے پانچ‌پارچه کي خلعت فاخره مرحمت فرمائي اور پیام خیرخواهي اور گراں‌بہا نذرانه کے ساتھ رخصت کیا -

شہزادہ کھڑک سنگھ کي پیدائش
۱۲ پھاگن سمبت ۱۸۵۷ بکرمي

ماہ مارچ سنہ ۱۸۰۱ع میں رانی داتار کور نکئي کے بطن سے رنجیت سنگھ کے هاں لڑکا پیدا هوا جس کا نام کھڑک سنگھ رکھا گیا - ملک میں بڑي خوشی منائي گئی - غریبوں اور یتیموں میں روپیه بانٹا گیا - فوج میں بھي انعام تقسیم کئے گئے - رنجیت سنگھ نے کرم سنگھ افسر توشه‌خانه کو حکم دے

دیا کہ جو کوئی حاجت‌مند آئے اُسے نہال کر دیا جائے - چالیس روز تک لگاتار خوشیاں اور جلسے ہوتے رہے اور سکھ مذہب کی رسومات ادا کی گئیں -

مہاراجہ کا لقب اختیار کرنا
اپریل سنہ ۱۸۰۱ع

سمبت ۱۸۵۸ بکرمی کے شروع میں رنجیت سنگھ نے لاہور میں ایک عظیم‌الشان جلسہ منعقد کیا جس میں سب بڑے بڑے سردار شامل ہوئے - جس میں یہ قرار پایا کہ رنجیت سنگھ مہاراجہ کا لقب اختیار کرے - اِس رسم کی ادائیگی کے لئے بیساکھی کا مبارک روز قرار پایا - اُس دن قلعہ کے اندر دیوان عام میں عالیشان دربار لگایا گیا جس میں دور دور کے علاقوں کے سکھ سردار شامل ہوئے - مذہبی رسومات کی ادائیگی کے بعد بابا صاحب سنگھ بیدی نے شیر پنجاب کو مہاراجہ کا خطاب دیا ' مہاراجگی کا تلک لگایا - حاضرین جلسہ نے خوشی کے اظہار میں مہاراجہ پر پھولوں کی بارش کی - مہاراجہ کی طرف سے بہت سا روپیہ خیرات کیا گیا - سرداروں کو اُن کے رتبے کے موافق خلعتیں عطا ہوئیں - *

مہاراجہ کا نیا سکہ چلانا

اُسی دن اِس جشن کی تقریب میں نیا سکہ

* تفصیل کے لئے دیکھو ظفر نامہ رنجیت سنگھ و بھائی پریم سنگھ کی تصنیف مہاراجہ رنجیت سنگھ -

جاری کرنے کی تجویز ہوئی - شاعروں نے مہاراجہ کے نام پر اشعار لکھ کر پیش کئے لیکن مہاراجہ نے اپنے نام کا کوئی شعر پسند نہ کیا بلکہ سری گورو نانک جی کے نام پر سکہ چلانا بہتر سمجھا - چنانچہ روپے کا نام نانک شاہی روپیہ اور پیسہ کا نانک شاہی پیسہ رکھا - نئے سکہ پر یہ شعر مزین کیا گیا -

دیگ و تیغ و فتح نصرت بیدرنگ
یافت از نانک گورو گوبند سنگھ

پہلے روز جس قدر سکے ٹکسال سے نکلے خیرات کئے گئے - روپیہ کا وزن گیارہ ماشہ دو رتی مقرر ہوا - بعد میں بھی یہی وزن اصلی روپیہ کا معیار سمجھا گیا -

انتظامیہ صلاحیں

رواج کے مطابق باہمی تنازعات کے فیصلہ کے لئے پنچایتیں مقرر ہوئیں - مسلمانوں کے فیصلے شریعت کی رو سے فیصل کئے جانے لگے - قاضیوں ' مفتیوں' اور علما کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر ہوئیں - چنانچہ لاہور کا پہلا قاضی نظام‌الدین اور مفتی محمد شاہ پور اور سعداللہ چشتی مقرر کئے گئے - انہیں گراں بہا خلعتیں عطا ہوئیں - شہر کو محلوں میں منقسم کیا گیا اور ہر محلہ کا ایک ایک چودھری مقرر کیا گیا - شہر کی حفاظت کے لئے کوتوال اور پولیس تعینات ہوئے - چنانچہ پہلا کوتوال امام بخش خرسوار تھا - حفظ صحت کے اصول عمل میں

لائے گئے - مریضوں کے لئے خیراتی شفاخانے کھولے گئے جن میں یونانی طریق سے علاج کیا جاتا تھا - حکیم نورالدین فقیر عزیزالدین کا چھوٹا بھائی شفاخانوں کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا - شہر کے گرد نئی فصیل بنوائی گئی جس پر ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا - شہر کے دروازوں پر نئی سپاہ تعینات کی گئی - الغرض اِس مناسب اِنتظام سے مہاراجہ کی رعایا آرام سے زندگی بسر کرنے لگی - *

قصور کا محاصرہ

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ قصور کا پٹھان حاکم نواب نظام‌الدین لاہور پر قبضہ کرنا چاہتا تھا - لیکن رنجیت سنگھ اُس پر سبقت لے گیا - اور اُس کے آنے سے پہلے ہی لاہور پر قابض ہو گیا - چنانچہ نظام الدین اُس سے حسد کرنے لگا - وہ سکھ مثلداروں کے ہمراہ جنگ بھسین میں بھی شامل ہوا تھا - اِس کے بعد صاحب سنگھ والئے گجرات کو ورغلاتا رہا - اِس لئے مہاراجہ کو جب قدرے فراغت ہوئی تو نظام‌الدین کو اپنے کئے کی سزا دینی مناسب سمجھی - سردار فتح سنگھ کالیانوالے کی زیر کردگی سنہ ۱۸۰۱ع کے آخر میں زبردست فوج قصور کی طرف روانہ کی - نظام‌الدین نے بھی جنگ کی تیاری کر لی - شہر سے باہر پٹھانوں نے سخت مقابلہ کیا - مگر جم کر نہ لڑ سکے - تقریباً تین پہر کی گھمسان لڑائی

---

* تفصیل کے لئے دیکھو ظفر نامہ رنجیت سنگھ اور تاریخ پنجاب مصنفہ منشی کنھیا لال -

کے بعد پٹھانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے - اور وہ میدان سے بھاگ
کر قلعے میں جا چھپے - سکھوں نے تعاقب کیا - شہر کے
دروازے توڑ کر اندر گھس آئے - نظام‌الدین خاں نے صلح کرنا
قرین مصلحت خیال کیا - سفید جھنڈا لہرایا - لڑائی بند
ہو گئی - نظام‌الدین نے تمام شرائط قبول کرلیں - اور مہاراجہ
کا باجگذار صوبیدار بن گیا - اخراجات جنگ کے عوض بھاری
رقم ادا کی - آئندہ نیک چلنی کی ضمانت میں اپنے بھائی
قطب دین راجہ خاں اور واصل خاں کو لاہور بھیجا -

کانگڑہ کی یورش

انہی ایام میں رانی سدا کور نے رنجیت سنگھ کو پیغام
بھیجا - کہ اُس کے علاقے پر کانگڑہ کا راجہ سنسار چند حملہ
کرنا چاہتا ہے - مہاراجہ چھہ ہزار سوار لیکر بٹالہ پہنچا -
جب راجہ سنسار چند کو پتہ لگا - کہ رنجیت سنگھ رانی
سدا کور کی مدد کے لئے آ پہنچا ہے تو اُس پر اتنی ہیبت
چھائی کہ بغیر لڑائی ہی راتوں رات میدان چھوڑ کر بھاگ گیا -
اور پہاڑوں میں جا گھسا - مہاراجہ نے سدا کور کا تمام علاقہ
جو راجہ نے دبا لیا تھا - واپس دلا دیا - علاوہ ازیں نورپور
اور نوشہرہ وغیرہ کے علاقے بھی سنسار چند کے ملک سے
لیکر سدا کورکی عملداری میں شامل کر دئے -

سبحان پور کا محاصرہ

اِس کے بعد رانی سدا کور نے سرداران بدھ سنگھ اور
سنگت سنگھ کی زیادتیاں بھی مہاراجہ کے گوش‌گذار کیں - کیونکہ

وہ اُس علاقے کی رعیت کو ستاتے تھے - اور ملک کو تاخت و تاراج کرتے تھے - مہاراجہ نے فوراً سجان پور کے قلعے کو گھیر لیا - اور زبردست جنگ کے بعد قلعہ کی دیواریں پیوند زمین کر دیں - قلعہ پر قبضہ کر لیا - اِس لڑائی میں چار بڑی توپیں مہاراجہ کے ہاتھ لگیں - رنجیت سنگھ نے سجان پور میں اپنا تھانہ مقرر کر دیا - دھرمکوٹ اور بہرام پور سداکور کو دلوا دئے - بدھ سنگھ اور سنگت سنگھ کے گذارہ کے لئے جاگیر مقرر کر دی -

دستار بدل بھائی

مہاراجہ رنجیت سنگھ غضب کا دوراندیش تھا - شادیوں کے سلسلہ سے اُس کے گہرے تعلقات کنھیا اور نکئی مثلوں کے ساتھ قائم ہو چکے تھے - کنھیا مثل کی فوجی طاقت سے فائدہ اُٹھاکر وہ لاہور پر قابض ہو چکا تھا - بھنگی سرداروں کی طاقت مغلوب کر چکا تھا - مہاراجہ کا لقب اختیار کرکے اپنا سکہ بھی جاری کر چکا تھا اِس وقت پنجاب میں اہلوِوالیہ مثل بہت زبردست تھی - جس کے سرکردہ سردار جسا سنگھ کلال نے دل خالصہ کی بنیاد ڈالی تھی - اُس وقت اِس مثل کی عنان سردار فتح سنگھ اہلوِوالیہ کے ہاتھ میں تھی - اپنی طاقت کو قائم رکھنے کے لئے رنجیت سنگھ نے اِس مثل کے ساتھ رابطۂ اتحاد قائم کرنا ضروری سمجھا - چنانچہ جب رنجیت سنگھ سنہ ۱۸۰۲ میں ترنتارن اشنان کرنے گیا تو سردار فتح سنگھ کو دوستی کا پیغام بھیجا اور اُس سے ملاقات کی خواہش ظاہر

کی جس پر سردار مذکور نے بھی خوشنودی کا اظہار کیا - دونوں کے درمیان گرنتھ صاحب رکھا گیا اور مندرجہ ذیل عہد و پیمان کی شرائط طے ہوئیں -

اول — ایک کے دوست و دشمن دوسرے کے بھی دوست و دشمن تصور کئے جائینگے -

دوئم — دونوں کے مقبوضات اپنے ہی سمجھے جائینگے ' اور ایک دوسرے کے علاقہ میں گذرتے وقت کوئی نذرانہ طلب نہیں کیا جائیگا -

سوئم — سردار فتح سنگھ فتوحات پنجاب میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی مدد کریگا اور مہاراجہ مفتوحہ علاقے میں سے سردار فتح سنگھ کو مناسب جاگیر دیگا -

چہارم — دستاربدلی رسم کی ادائیگی کے بعد دونوں ایک دوسرے کو بھائی خیال کرینگے-

اِس طرح سے رنجیت سنگھ نے نہ صرف اپنے راستہ کی ایک بھاری رکاوٹ کو درر کر دیا دور کی بلکہ اہلوالیہ مثل کے فوجی ذرائع کو پورے طور پر استعمال کرنے کا ایک ڈھنگ پیدا کر لیا جیسا کہ ہم آگے چل کر مطالعہ کرینگے -

دھنی پھوٹھوھار کا دورہ

اب سردار فتح سنگھ کو ہمراہ لیکر مہاراجہ نے پنڈی بھٹیاں کی طرف کوچ کیا - یہاں سے چار سو عمدہ گھوڑے نذر میں وصول کئے -

یہ علاقہ سردار فتح سنگھ کے حوالہ کر دیا ۔ اُس کے بعد دریا جہلم کو عبور کرکے دھنی کا علاقہ بھی مفتوح کیا ۔ یہ بھی سردار مذکور کو سونپ دیا ۔ پھر مہاراجہ واپس لاھور پہنچا ۔

چند ھیوت پر عملداری

چندھیوت کا علاقہ سردار کرم سنگھ دلو کے بیٹے جسا سنگھ کے قبضہ میں تھا جو ناعاقبت‌اندیش نوجوان تھا ۔ اُس کی رعایا بھی اُس سے تنگ تھی ۔ مہاراجہ ایک دستہ فوج کی ھمراھی میں اُدھر روانہ ھوا ۔ جسا سنگھ نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے ۔ مہاراجہ کی فوج نے قلعہ کا گھیرا ڈال دیا ۔ تقریباً دو ماہ تک قلعہ کا محاصرہ جاری رھا ۔ آخرکار جسا سنگھ قلعہ خالی کرنے پر مجبور ھو گیا ۔ رنجیت سنگھ نے اُسے مناسب جاگیر عطا کرکے شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا ۔

نواب قصور کی سرکوبی

نظام‌الدین نے مصلحت وقت خیال کرکے گذشتہ سال رنجیت سنگھ کی اِطاعت قبول کرلی تھی ۔ مگر وہ دل سے یہ ھرگز پسند نہ کرتا تھا ۔ چنانچہ جب اُس نے دیکھا کہ مہاراجہ چندھیوت کے محاصرہ میں مبتلا ھے لاھور کے قرب و جوار میں لوٹ مار شروع کر دی اور اپنے بچاؤ کے لئے بہت سے جہادی پٹھان جمع کر لئے ۔ مہاراجہ کو پتہ ملا کہ اُس کی ریاست کے دو گاؤں پٹھانوں نے لوٹ لئے ھیں اور نظام‌الدین باغی ھو گیا ھے ۔ مہاراجہ نے فوراً سردار فتح سنگھ اھلوالیہ کی

ہمراہی میں قصور پر حملہ کیا ' پٹھان پہلے سے زمزمے اور مورچے تیار کر چکے تھے - بڑے گھمسان کا معرکہ ہوا - شیر پنجاب خود تلوار ہاتھ میں لئے دشمنوں پر ٹوٹ رہا تھا - اور پٹھانوں کی گردنوں کو گاجر مولی کی طرح تن سے جدا کر رہا تھا - چنانچہ بہت سے جنگجو پٹھان تہ تیغ ہوے - پٹھان بڑے جوش و جنون سے لڑے ؛ مگر مقابلہ کی تاب نہ لا کر قلعہ میں جا گھسے - مہاراجہ کی فوج نے قلعہ پر گولہ باری شروع کی ' جس سے پٹھان گھبرا گئے - نظام الدین کو صلح کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا - سفید جھنڈا لے کر مہاراجہ کی خدمت میں حاضر ہوا - بڑی منت سماجت کی ' آئندہ کے لئے سکھ حکومت کا ہر طرح سے خیرخواہ رہنے کا اقرار نامہ لکھ دیا - اور جنگ کے اخراجات کے علاوہ بھاری رقم بطور جرمانہ ادا کی - اِس موقعہ پر سردار فتح سنگھ نے اپنی دلیری و بہادری کے خوب جوہر دکھائے -

ملتان کا محاصرہ سنہ ۱۸۰۳ع

سنہ ۱۸۰۳ع کے شروع میں مہاراجہ نے ملتان کا رخ کیا - مگر مہاراجہ کے بعض فوجی سرداروں نے ملتان کے محاصرہ کے لئے اپنی نا رضامندی ظاہر کی - مہاراجہ یہ کب ماننا تھا - فوج کو جمع کرکے ایک پر جوش تقریر کی - جس سے سپاہیوں کو جوش آگیا - فتح کے نعرے لگاتے ہوئے جنگ کے لئے آمادہ ہو پڑے اور تھوڑے ہی دنوں کے کوچ کے بعد نواب ملتان کی حدود میں جا داخل ہوئے - نواب مظفر خاں جنگ کے لئے تیار نہ تھا - چنانچہ اِس آفت کا امن چین سے نازل کرنا ہی مناسب سمجھا -

اپنا دیوان اور دوسرے مصاحب مہاراجہ کی خدمت میں روانہ کئے جنھوں نے ملتان سے پچیس میل کے فاصلے پر ہی مہاراجہ کا پرتپاک استقبال کیا - مہاراجہ اُن کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آیا - نواب سے وفاداری کا پیمان لکھاکر نذرانہ سمیت لاہور واپس آیا - *

ولیعہد شہزادہ کھڑک سنگھ کی منگنی

اِسی سال شہزادہ کھڑک سنگھ کی منگنی سردار جیمل سنگھ کنھیا کی خوردسال لڑکی سے قرار پائی - اِس تقریب پر مہاراجہ نے بڑی خوشیاں منائیں ' دھوم دھام کے جلسے ہوئے - اور ناچ رنگ کی محفلیں گرم ہوئیں -

موران طوائف کا قصد

دیوان امرناتھ ظفرنامۂ رنجیت سنگھ میں ذکر کرتا ہے کہ ایک روز مہاراجہ عیش و نشاط اور رقص و سرور کی مجلس میں محو تھا کہ اُس کی نگاہ اچانک موران طوائف پر پڑی جو اُس وقت اپنے دلفریب کرتب دکھاکر ہر ایک کا دل لبھا رہی تھی مہاراجہ ہزار جان سے اُس پر عاشق

---

* منشی سوھن لال لکھتا ھے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ اور نواب مظفرخاں کے درمیان بھاری لڑائی ہوئی اور سکھوں کی فوج نے شہر میں گھس کر لوگوں کو لوٹا - مگر دیوان امر ناتھ سکھ فوج کا شہر ملتان میں داخل ہونے کا ذکر تک بھی نہیں کرتا -

ہو گیا - عشق بڑھتے بڑھتے جنون میں تبدیل ہونے لگا اور کچھ مدت تک مہاراجہ نے سلطنت کے کاروبار سے توجہ ہٹا لی - تمام وقت اُسی کی صحبت میں صرف کرنا شروع کیا بلکہ اُسی جنون کے دوران میں سونے کا ایک سکہ بھی مضروب کیا - اسی کو غالباً پنجابی زبان میں آرسی والی مہر کے نام سے پکارتے ہیں - *

سری گنگاجی کا اشنان

گو نوجوانی کی عمر میں ہی رنجیت سنگھ موران کے عشق کا گرویدہ ہو گیا تھا مگر مہاراجہ کی حیثیت سے اُس کی بڑی اہم ذمہ‌داری تھی - اور ابھی اُس نے سکھوں کی زبردست سلطنت قائم کرکے خالصہ نام کو چار چاند لگانے باقی تھے - پس خوش‌قسمتی سے جلد ہی یہ طوفان اُس کے سر سے اُتھ گیا اور اُس نے اپنی توجہ

---

* دیوان امرناتھ نے اس قصہ کو بہت طول سے بیان کیا ہے اور موران کے حسن کی بہت تعریف لکھی ہے - چنانچہ وہ لکھتا ہے - "چون مقدمہ تعشق این بانوے جہاں بہ نورجہاں بیگم کم در پیشین زمان در عہد جہانگیر بادشاہ ولد اکبر بادشاہ نسبت سرکار والا مطابقت پذیرفت - گاہے سوائے نامش بر زبان نمی رفت - و سکہ ولایات مستورہ بنام نامیش نیز روائی گرفت" - اس قصہ کے لکھنے کے لئے بھائی پریم سنگھ نے اپنی کتاب میں سید محمد لطیف کو سخت نکتہ‌چینی کا شکار بنایا ہے - مگر شاید بھائی جی کو یہ معلوم نہ تھا کہ سید صاحب نے اپنی کتاب کا بیشتر حصہ رنجیت سنگھ کے متعلق دیوان امرناتھ کی ہی کتاب سے اخذ کیا ہے -

سلطنت کے کاروبار کی طرف مبذول کی - شری گنگاجی کے اشنان کو روانہ ہوا - وہاں دو ہفتے قیام فرمایا - تقریباً ایک لاکھ روپیہ غربا و مساکین میں تقسیم کرکے لاہور واپس آیا - *

دوآبہ جالندھر کا دورہ

ھري‌دوار سے واپس آتے ہوئے مہاراجہ نے سردار فتح سنگھ اہلوالیہ سے ملاقات کی اور چند روز کے لئے جالندھر میں مقیم رہا - اِسي اثناء میں قصبہ پھگواڑہ اور اُس کے گرد و نواح کے قلعہ‌جات مفتوح کرکے سردار فتح سنگھ کو بطور جاگیر نذر کئے - اُس کے بعد راجہ سنسار چندوا والي کانگڑہ سے مٹھبھیڑ ہوئي - اُس وقت سنسار چند اپني ریاست کو وسعت دینے کي غرض سے ھوشیار پور کے میدانی علاقہ میں لوٹ‌مار شروع کر رھا تھا - مہاراجہ نے سنسار چند کو قصبہ بجواڑہ سے نکال دیا اور وھاں اپنا تھانہ قائم کر لیا -

امرتسر کی فتح

امرتسر سکھوں کا نہایت مقدس مقام ھے اور اُن کا مذھبي دارالخلافہ کہلاتا ھے - مہاراجہ کے دل میں امرتسر فتح کرنے کی خواھش چٹکیاں لے رھی تھي کیونکہ اِس سے مہاراجہ

---

* دیوان امرناتھ لکھتا ھے کہ موران نے مہاراجہ کا ساتھ نہ چھوڑا اور ساتھ ھي گنگاجی کے اشنان کو ھردوار گئي -

کا وقار دوچند ہو جاتا تھا - پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ سردار گلاب سنگھ بھنگی موضع بھسین میں زیادہ شراب نوشی کی وجہ سے یکایک مر گیا تھا - اُس کی زوجہ مائی سوکھاں اور ایک خوردسال بیٹا گوردت سنگھ رام گڑھیہ سرداروں کی مدد سے امرتسر پر قابض تھے - مہاراجہ نے اروڑا مل ساھوکار کے ذریعۂ مائی سوکھاں کے کار پردازوں سے سازباز شروع کی - اور خود زبردست فوج لیکر سردار فتح سنگھ اھلوالیہ اور رانی سداکور کی ھمراھی میں امرتسر کی طرف بڑھا - رام گڑھئے سردار بھنگیوں کی مدد کے لئے ٹھیک وقت پر نہ پہنچ سکے - جس وجہ سے کوئی کھلے میدان میں مہاراجہ کا مقابلہ نہ کر سکا - البتہ شہر کے دروازے بند کر لئے گئے اور بھنگی سرداروں نے فصیل پر سے مہاراجہ کی فوج پر گولہ‌باری شروع کی - مہاراجہ نے بھی توپخانہ آراستہ کیا - مگر یہ تال‌متول صرف ایک ھی دن رہا - اگلے روز ۱۴ پھاگن سمبت ۱۸۶۱ بکرمی کو سردار جودہ سنگھ رام‌گڑھیہ اور پھولا سنگھ اکالی کے سمجھانے سے قلعہ خالی کر دیا گیا - مہاراجہ شہر پر قابض ہو گیا - گوردت سنگھ اور اُس کی والدہ کی جاگیریں مقرر ہو گئیں -*

بھنگیوں کی توپ

اب مہاراجہ نے اپنے اھلکاروں سمیت شری دربار صاحب کے درشن کئے اور اشنان کیا - سری ھرمندر صاحب اور

---

* تاریخ کے لئے دیکھو عمدۃالتواریخ مصنفہ منشی سوھن لال -

اکال بنگہ کی خدمت کے لئے بھاری رقم نذر کی - بھنگیوں کے قلعے پر قبضہ ہو جانے کی وجہ سے بہت سے جنگی ہتھیار اور پانچ بڑی توپیں مہاراجہ کے ہاتھ آئیں - اِن میں سے ایک مشہور توپ آج تک بھنگیوں کی توپ کہلاتی ھے - یہ سنہ ۱۱۷۴ ھجری میں شاہ نظیر کاریگر نے احمد شاہ ابدالی کے لئے تیار کی تھی - یہ تانبے اور پیتل کی مرکب دھات کی بنی ہوئی ھے - پانی پت کی تیسری لڑائی کے بعد احمد شاہ اسے لاھور میں اپنے گورنر خواجہ اوبید خاں کی نگرانی میں چھوڑ گیا تھا - سنہ ۱۷۶۲ع میں سردار ھری سنگھ بھنگی نے دوھزار سواروں کے ساتھ گورنر لاھور کا اسلحہ خانہ لوٹا اور یہ توپ بھی اسکے ھاتھ آئی - اب سے اِسے بھنگیوں کی توپ کہنے لگے - بھنگیوں کے قلعہ امرتسر میں رکھی گئی - مہاراجہ نے ڈسکہ - قصور - سجان پور - وزیرآباد اور ملتان کی پانچ بڑی لڑائیوں میں اسے استعمال کیا - آخری جنگ میں اِس کی نالی قدرے خراب ھوگئی - اس لئے دھلی دروازہ کے باھر ایک چبوترہ پر مزین کردی گئی - سنہ ۱۸۶۰ع میں سرکار انگریزی نے اِسے موجودہ جگہ پر عجائب گھر کے قریب لا رکھا -

---

چھٹا باب

پنجاب کي پولیٹیکل حالت اور رنجیت سنگھ کی پالیسي

سنہ ۱۸۰۳ع سے سنہ ۱۸۰۶ع تک

رنجیت سنگھ کي زندگي میں نیا دور

امرتسر کی فتح کے بعد رنجیت سنگھ کي زندگي میں نیا دور شروع ہوتا ہے – لاہور اور امرتسر پنجاب کي ناک سمجھے جاتے تھے اور یہ دونوں مہاراجہ کے قبضہ میں آ چکے تھے - سکھ مثلداروں میں بھنگي مثل سب سے زیادہ طاقتور تسلیم کی جاتی تھی - کیونکہ لاہور اور امرتسر انھیں کے قبضے میں تھے – رنجیت سنگھ نے انھیں مغلوب کرکے اُن کے مقبوضات پر اپنا تسلط جما لیا – کنھیا مثل بھي کسي زمانہ میں افضل سمجھی جاتی تھي - مگر جے سنگھ کي وفات کے بعد یہ کمزور ہو چکی تھی - اِس کي سرداری رنجیت سنگھ کی ساس رانی سداکور کے ہاتھ میں تھی - رام گڑھیہ مثل بھی زبردست شمار ہوتي تھي - مگر اِس کا سردار جسا سنگھ اب ضعیف‌العمر ہو چکا تھا - چنانچہ دیگر سکھ سرداروں کے لئے اپني ہستی برقرار رکھنے کے واسطے رنجیت سنگھ کي پناہ لینے کے سوا اور کوئي چارہ نہ رہا - رنجیت سنگھ پکا سکھ تھا - مہاراجہ کا لقب اختیار کرکے گورونانک کے نام پر سکہ بھي جاري کر چکا تھا - اِس وجہ سے سکھوں میں ممتاز درجہ رکھتا تھا -

پنجاب کي پولیٹیکل حالت

اُس زمانہ کے پنجاب کے ملکی نقشہ پر غور کی نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ وسط پنجاب کابیشتر حصہ سکھ مثلداروں کے قبضہ میں آچکا تھا - باقي حصہ ملک میں خودمختار یا نیم خودمختار حکومتیں قائم ہو چکي تھیں - ملتان میں نواب مظفر خاں سروزئي حکمران تھا - ڈیرہ اسمعیل خاں نواب عبدالصمد خاں کے ماتحت تھا - منکیرہ ' ہوت ' اور بنوں و کوہاٹ کا علاقہ محمد شاہ نواز خاں کے قبضہ میں تھا - ٹانک نواب سرور خاں کي عملداری میں تھا - یہ تمام نواب ابتدا میں امیر کابل کے گورنر ہوتے تھے مگر درانيِ حکومت کا شیرازہ بگڑنے پر خود مختار ہو گئے تھے - ریاست بہاولپور نواب بہاول خاں داؤد پوترہ کے زیر تسلط تھی - پیشاور اور اُس کے قرب و جوار میں فتح خاں بارک‌زئی کا تصرف تھا - قلعہ اٹک اور اُس کے گرد نواح کا علاقہ جہاں‌داد خاں کی سرکردگی میں وزیر خیل قوم کے پٹھان دبائے بیٹھے تھے - کشمیر اور ہزارہ فتح خاں کے بھائی سردار عظیم خاں بارک‌زئی کی حکومت میں تھا - کوہستان کانگڑہ و جموں میں راجپوت حکمران تھے جن کي راجدھانیاں کانگڑہ ' کلو ' چنبہ ' بسوہلي ' منڈي ' سکیت ' جموں وغیرہ تھیں - یہ کوہستاني راجہ پہلے مغلوں کے باجگذار تھے - مگر اب خودمختار ہو چکے تھے - مشرق میں انگریزوں کي عملداري تھی - سنہ ۱۸۰۳ع میں مرہٹوں کي دوسری لڑائي کے بعد مرہٹوں کي طاقت زائل ہو چکی تھي اور انگریزوں نے دھلی اور سہارنپور تک کے علاقے مفتوح کر لئے تھے - اسی لئے جمنا تک کا علاقہ انگریزوں کے قبضہ میں آچکا تھا -

رنجیت سنگھ کا طرز عمل

مندرجہ بالا واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ سکھہ سرداروں کا علاقہ چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا - مغرب اور شمال مغرب میں مسلمانوں کی زبردست ریاستیں قائم تھیں - شمال مشرق میں راجپوت اپنی طاقت کو مستحکم کرنے میں کوشاں تھے - اور مشرق میں دریائے جمنا تک برٹش گورنمنٹ کی عملداری قائم ہو چکی تھی - سکھوں کا شیرازہ آپس میں بکھرا ہوا تھا - رنجیت سنگھ قدرتی طور سے ذہانت اور عقل کا پتلا تھا - اُسے خالصہ سرداروں کی ناگفتہ بہ حالت صاف طور سے عیاں ہو چکی تھی - چنانچہ اب اُس نے سکھوں کی جنگی طاقت کو یکجا اکھٹا کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا تا کہ غنیم سے مقابلہ کرنے میں بھی آسانی ہو اور پنجاب پر خالصہ کا تسلط ہونا بھی ممکن بن جائے - پس مہاراجہ اِسی طرز عمل کو کام میں لایا اور رفتہ رفتہ چھوٹے بڑے تمام خالصہ مثلداروں اور سرداروں کو مطیع کرکے پنجاب میں شاندار سلطنت قائم کر لی -

رنجیت سنگھ کی خوبی

اِسی ضمن میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جوں ہی مہاراجہ کسی سردار یا مثلدار کو مطیع کرتا تھا تو اُس کے مقبوضات کو اپنی سلطنت میں شامل کرکے سردار کو معقول جاگیر عطا کر دیتا تھا اور اپنے دربار میں کسی اعلیٰ منصب پر سرفراز کرتا تھا - اُس کی سپاہ کو تتر بتر کرنے کی بجائے اپنی فوج میں شامل کر لیتا تھا - اِس طریقہ سے نہ تو وہ سردار ہی اپنی کھوئی ہوئی

عظمت کو زیادہ محسوس کرتا تھا اور نہ ھي مہاراجہ تجربہ کار سردار اور اُس کی سپاہ کی خدمات سے اپنے آپ کو مستفید کرنے کے موقعہ کو هاتھ سے کھوتا - یہ سردار صاحبان مہاراجہ کي اوائل حکومت میں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ھوئے اور یہ اور اُن کی اولاد مہاراجہ کے لئے ایسے بارفا ثابت ھوئے کہ ھمیں اُن میں سے ایک بھي ایسي مثال نہیں ملتی جس نے مہاراجہ کے بعد اُس کے خاندان کے ساتھہ غداری کي ھو - خصوصاً سکھوں اور انگریزوں کي لڑائي کے وقت جب کہ لاهور کے دربار میں بےوفائي کا بازار گرم تھا تب بھی یہ خالصہ اپني ثابت‌قدمی سے نہیں ٹلے -

تسخیر جھنگ و علاقۂ اوچ - اکتوبر سنہ ۱۸۰۳ ع

جھنگ کا خودمختار علاقہ احمد خاں سیال کے زیر تسلط تھا - احمد خاں بڑا مالدار تھا - اِس کے اصطبل میں نہایت نفیس اور سبک‌رفتار گھوڑے تھے جن کي شہرت چاروں طرف پھیلی ھوئی تھي - شیر پنجاب نے اپنا قاصد جھنگ بھیجا اور احمد خاں کو کہلا بھیجا کہ اطاعت قبول کر لو اور چند گھوڑے بطور پیش‌کش دربار میں روانہ کر دو - احمد خاں نے اِس پیغام کو ھتک عزت خیال کیا اور قاصد سے بڑي نخوت سے پیش سے آیا - مہاراجہ نے جب یہ سنا فوراً لڑائی کي تیاري کر لی - احمد خاں نے بھی طاقت آزمائي کے موقعہ کو کھونا مناسب نہ سمجھا اور اپنے علاقہ کي جنگجو قوموں مثلاً سیال اور کھرل کو هزاروں کي تعداد میں بھرتی کر لیا -

دونوں فوجوں کے آمنے سامنے ھوتے ھي هر ایک نے توپوں کے

گولوں کے ذریعہ اپنے دل کا غبار نکالا - پھر تلوار کے ہاتھ چلنے لگے - سکھہ تلوار کے دھنی تھے - اِس جوش سے لڑے کہ چند گھنٹوں ھی میں کشتوں کے پشتے لگ گئے - سیالوں نے بھی اپنی بہادری کے خوب جوہر دکھائے - مہاراجہ گھوڑے پر سوار خالصہ فوج کا جوش و حوصلہ بڑھاتا ایک جگہ سے دوسری جگہ پھر رہا تھا - اتنے میں احمد خاں کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان جنگ سے نکل بھاگی - شہر میں داخل ہوکر دروازے بند کر لئے اور فصیل سے گولہ‌باری شروع کی - سکھوں نے بھی رات کو ھی شہر گھیر لیا اور توپیں چلانی شروع کیں - اِسی اثناء میں ایک گولہ مہاراجہ کے پاؤں کے نزدیک آکر گرا اور زمین میں دھس گیا - سکھہ فوج میں جوش پھیل گیا - آن کی آن میں دروازہ توڑ دیا اور شہر میں داخل ہو گئے - احمد خاں ملتان بھاگ گیا - بعد میں احمد خاں نے سفیدپوشوں کا ایک جرگہ مہاراجہ کی خدمت میں روانہ کیا - اپنے کئے کی معافی چاہی - اور بھاری خراج دینا منظور کیا - مہاراجہ بڑا فراخدل انسان تھا - فوراً معاف کر دیا - اِس جنگ میں بہت بڑا خزانہ ، بے شمار قیمتی گھوڑے اور ہتھیار مہاراجہ کے ہاتھ آئے - واپس آتے ہوئے مختصر سی لڑائی کے بعد علاقہ اوچ بھی فتح ہوا اور مہاراجہ ناگ سلطان بخاری سے نذرانہ و تحائف لیکر دھوم دھام سے لاھور آپہنچا -

سری امرتسر کا دربار - سنہ ۱۸۰۳ع

سنہ ۱۸۰۳ع کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے دیوان امرناتھہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ اِس سال چند ہندوستانی سپاہی

مہاراجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مہاراجہ کو انگریزي فوجی قواعد کے کرتب دکھلائے - یہ لوگ غالباً ایسٹ انڈیا کمپني کي فوج کے علحدہ‌شدہ سپاهي تھے - مہاراجہ نے اُنھیں اپنے هاں ملازم رکھ لیا - آگے چل کر یہي مصنف امرتسر کے بڑے فوجی دربار کا مفصل حال بیان کرتا ھے - اِس مقدس مقام پر تمام فوج حاضر ھوئي - صف‌آرائی کے بعد سپاہ نے اپنی قواعد دکھلائی -

فوجي اصلاحات

اِسي موقعہ پر بڑے بڑے سرداروں کو خطاب عطا ھوئے اور انھیں مندرجۂ ذیل طریقہ سے فوج کی کمان بخشی گئی :—

۱ — سردار دلیسا سنگھ مجیٹھیہ - چار سو گھوڑے کی سرداري -

۲ — سردار ھری سنگھ نلوہ - آٹھ سو سوار و پیدل -

۳ — سردار حکم سنگھ چمني - داروغۂ توپخانۂ خورد اور دو سو سوار اور پیادے -

۴ — چودھری غوثے خاں - داروغۂ توپخانۂ کلاں اور دو ھزار سوار -

۵ — شیخ عباد اللہ ' اور

۶ — روشن خاں ھندوستانی کو خطاب کمیدانی عطا کیا گیا اور دو ھزار پیدل سپاھیوں کی پلٹن کے وہ افسر مقرر کئے گئے -

۷ — قریباً اِسی قدر سپاہ بابو باج سنگھ کے زیرکردگی رکھی گئی -

۸ — سردار بھاگ سنگھ مرالی والہ - پانچ سو سوار -

۹ — ملکھا سنگھ والئی راولپنڈی - سات سو سوار و پیادہ -

۱۰ — سردار نودھہ سنگھ - چار سو سوار و پیادہ - نیز "پرگنہ گھیبی" کی جاگیر عطا ہوئی -

۱۱ — سردار عطر سنگھ خلف سردار فتح سنگھ دھاری - پانچ سو سوار کا رسالدار مقرر ہوا -

۱۲ — سردار مت سنگھ بھرانیہ - پانچ سو سوار و پیادہ -

۱۳ — سرداران مان - چار سو سوار و پیادہ -

۱۴ — سردار کرم سنگھ رنگھڑ نلگلیہ - ایک سو سوار -

۱۵ — سردار جودھ سنگھ سوڑیان والا - تین سو سوار و پیادہ -

۱۶ — سردار نہال سنگھ اٹاری والہ - پانچ سو سوار و پیادہ -

۱۷ — سردار گربھا سنگھ - ایک ہزار سوار و پیادہ -

۱۸ . دیگر سرداران کو دو ہزاروں کی مجموعہ کمان عطاہوئی* - اِن میں سے ہر ایک کو جاگیر مرحمت کی گئی - اور سرداری کا اعزاز بخشا گیا -

---

* سردار فتح سنگھ کالیانوالہ اس وقت سب سے بڑا سردار تھا - چنانچہ اس کی خوشنودی کیلئے اس کے متبنہ دل سنگھ نہیرنہ کو بھی سرداری کا اعزاز بخشا گیا -

میزان ــ تیرہ ہزار تین سو سپاہ

اعزازي سرداران

علاوہ ازین مندرجہ ذیل جاگیردار اعزازی سردار مقرر کئے گئے ۔ جو لڑائی کے وقت ضرورت پڑنے پر مہاراجہ کو فوج مہیا کرتے تھے :ــ

۱ ــ سردار جسا سنگھ ولد کرم سنگھ دولو ۔

۲ ــ سردار صاحب سنگھ ولد گوجر سنگھ بھنگی ۔

۳ ــ سردار چیت سنگھ ولد لہنا سنگھ بھنگی ۔

۴ ــ سردار بھاگ سنگھ اہلووالیہ ۔

۵ ــ سردار نار سنگھ چمیاری والہ ۔

یہ تمام تقریباً دس ہزار سپاہ فراہم کرینگے ۔

۶ ــ کنھیا مثل ــ پانچ ہزار سوار و پیادہ ۔

۷ ــ نکئی سرداران ۔ چار ہزار سوار و پیادہ ۔

۸ ــ پہاڑی راجا ــ پانچ ہزار سوار و پیادہ

۹ ــ سرداران دوآبہ ۔ سات ہزار سوار و پیادہ

میزان ۔ اکتیس ہزار سپاہ

شالامار باغ کا نام بدلنا

اسي سال کے واقعات کے سلسلہ میں دیوان امر ناتھ بیان کرتا ھے کہ ایک روز مہاراجہ صاحب لاھور کے شالامار باغ میں اپنے درباریوں سمیت سیر کر رھے تھے کہ شالامار کي وجہ تسمیہ پر بحث چھڑ گئي ۔ مہاراجہ نے کہا کہ پنجابي زبان میں

شالامار کے معنی " خدا کی مار " ہوتا ھے اس لئے یہ نام اچھا نہیں - درباریوں نے سمجھانے کی کوشش کی کہ شالامار ترکی زبان کا لفظ ھے جس کے معنی جائے فرحت یعنی خوشی کا مقام ہیں - مہاراجہ نے فرمایا کہ پنجاب میں ترکی باشندے آباد نہیں جو یہ مطلب سمجھ سکیں - ان کے لئے پنجابی کا لفظ ہونا چاھئے - چنانچہ اس باغ کے لئے 'شہلا باغ' نام تجویز کیا اور یہ اسی نام سے مقبول عام ھو گیا اور عام بول چال میں آج تک شہلا باغ ھی کہا جاتا ھے -

جسونت رائے ہولکر کی پنجاب میں آمد

۱۸۰۵ع میں ایک بار مہاراجہ ملتان کے دورہ میں مصروف تھا - اور شہر ملتان سے بیس کوس کے فاصلہ پر ڈیرے ڈالے پڑا تھا - یہاں لاھور سے چند تیز رفتار شہسوار مہاراجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے - اور عرض کی - کہ مرھٹہ سردار جسونت رائے ھولکر والئے اندور اور امیر خاں روہیلہ کثیر تعداد فوج کے ساتھ انگریز جرنیل لارڈ لیک سے شکست کھاکر پنجاب میں پناہ گیر ہوئے ہیں - انگریزی فوج بھی ان کے تعاقب میں آرھی ھے -

ملتان سے واپسی

مہاراجہ نے اپنا دورہ منسوخ کرکے فوراً لاھور کی راہ لی - یہاں پہنچتے ھی جسونت رائے کے وکیل بیش بہا تحائف کے ساتھ مہاراجہ سے ملے اور انگریزوں کے خلاف مدد طلب کی - مہاراجہ نے جسونت رائے کی رہائش کا

امرتسر میں انتظام کر دیا اور مہمان‌نوازی کے سب سامان بہم پہنچائے - خود معتبر سرداروں سمیت اجلاس کیا - سب نے کہا کہ اگر اس وقت ہولکر اور انگریزوں کے درمیان جنگ ہوئی تو یقیناً پنجاب میں ہوگی جس سے ہمیں ھي نقصان پہنچیگا نیز آج تک ہمارے تعلقات برٹش گورنمنٹ کے ساتھ دوستانہ رہے ہیں - پس اُنہیں کیوں توڑا جائے - مگر پناہ میں آئے شخص کو بھی مایوس کرنا دھم نہیں - چنانچہ یہ قرار پایا کہ جس طرح ہو سکے مہاراجہ بیچ بچائو کرکے دونوں فریقین میں صلح کرا دے -

کامیابی اور صلح

دوسرے دن مہاراجہ امرتسر پہنچا اور ہولکر کو سمجھایا - وہ راضي ہو گیا - اِسی مضمون کی ایک چٹھي لارڈ لیک کو لکھی گئي - اسی اثناء میں گورنر جنرل لارڈ ولزلی جس کے عہد میں مرہٹوں کے ساتھ جنگ شروع ہوئي تھی اپنے عہدہ سے واپس بلا لیا گیا تھا اور انگریزی حکومت کی جنگی پالیسی بند ہو چکی تھی - نیا گورنر جنرل لارڈ کارنوالس صلح کا رضامند تھا - چنانچہ لارڈ لیک بھي رضامند ہو گیا - ہولکر کا علاقہ جو لارڈ لیک نے چھین لیا تھا اُسے واپس مل گیا - اسی معاملہ مین راجہ بھاگ سنگھ اور سردار فتح سنگھہ اہلووالیہ نے بہت کوشش کی تھي - چنانچہ برٹش گورنمنٹ نے مہاراجہ صاحب اور اہلووالیہ

سرداروں کے ساتھ دوستی کے تعلقات زیادہ مضبوط کر نے شروع کر دئے * -

سری کٹاس جی کا اشنان

مہاراجہ ھولکر کے پنجاب سے واپس جانے کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سری کٹاس جی کے اشنان کا ارادہ کیا - کٹاس کھیوڑہ کی نمک کی کان کے نزدیک مقدس تالاب ھے جہاں بیساکھی کے روز بڑا بھاری میلہ بھرتا ھے - کٹاس سے واپس آتے وقت مہاراجہ کی طبیعت علیل ھو گئی - مگر وہ جلدی صحتیاب ھو گئے - پھر لاھور واپس آئے -

شالا مار باغ کی مرمت

لاھور پہونچ کر مہاراجہ نے شالامار میں ڈیرے لگائے - اُس کی مرمت پر بہت سا روپیہ صرف کیا - نہر ھنسلی یا نہر علی مردان خاں جو اِسے سیراب و شاداب کرتی تھی دوبارہ کھدوائی گئی - پھل پھول وغیرہ سے اِسے وہ رونق دی جو شاھجہاں کے بعد اِس کو کبھی نصیب نہ ھوئی تھی -

---

* اسی ضمن میں منشی سوھن لال ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتا ھے کہ ایک مرتبہ دوران گفتگو میں مہاراجہ نے کپتان وِیڈ کو بتلایا کہ جب جسونت رائے ھولکر اُس کے پاس مدد کے لئے آیا - تو مہاراجہ نے خالصہ کی مقدس اکتاب یعنی گرنتھ صاحب کی مدد طلب کی - دو کاغذ کے ٹکڑوں پر انگریزوں ور ھولکر کا نام لکھ کر ڈالا - گرنتھ صاحب نے انگریزوں کے حق میں فیصلہ دیا -

ساتواں باب

ستلج پار کی سکھ ریاستوں کے ساتھ تعلقات اور دیگر فتوحات سنہ ۱۸۰۶ع سے سنہ ۱۸۰۸ع

تمہیدی بیان

سنہ ۱۸۰۶ع سے ۱۸۰۸ع تک لگاتار مہاراجہ رنجیت سنگھ مہمات میں سر تا پا مشغول رہا گویا اس کا پاؤں ہر دم گھوڑے کی رکاب میں رہتا تھا - جوانی کا عالم تھا ، جسمانی طاقت پورے زوروں پر تھی - چنانچہ مہاراجہ نے ستلج پار کی سکھ مثلوں کی خانہ جنگی سے پورا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی - قصور کے زبردست پٹھانوں کی طاقت کو پائمال کر دیا - کوہستانی علاقہ پر اپنا تسلط جمالیا - فتوحات کے جوش نے انگریزوں کے ساتھ مٹھ بھیڑ تک کی نوبت پہنچا دی مگر اخیر میں اُن کے ساتھ دوستی کا عہدنامہ طے ہوا جس سے مہاراجہ کی زندگی میں نیا دور شروع ہوتا ہے -

ستلج پار کی سکھ ریاستوں کی خانہ جنگی

دلادی نام گاؤں راجہ صاحب سنگھ والئے پٹیالہ اور راجہ جسونت سنگھ والئے نابھہ کی سرحد پر واقع تھا جسے ہر ایک راجہ اپنی ملکیت خیال کرتا تھا - بھائی تارا سنگھ راجہ پٹیالہ کا نمائندہ اس گاؤں میں مقیم تھا - کسی نے اُسے

قتل کر دیا - راجہ پٹیالہ نے جسونت سنگھ نابھہ پر شک کیا - بدمزگی طول پکڑ گئي اور لڑائي کي نوبت پہنچ گئي - راجہ بھاگ سنگھ والئے جیند نابھہ کا ہمراہي بن گیا - سردار مہتاب سنگھ تھانیسر والا اور بھائي لال سنگھ کتھیل والا پٹیالہ کے ساتھ مل گئے - جنگ و جدل شروع ہو گیا اور ایک لڑائي میں سردار مہتاب سنگھ کام آیا - راجہ پٹیالہ غصہ کے مارے لال پیلا ہو گیا -

رنجیت سنگھ سے مدد کي درخواست

چنانچہ مہارجہ رنجیت سنگھ سے مدد کا خواہاں ہوا - اپنے وکیل سردار دھیان سنگھ کو مہاراجہ کي خدمت میں روانہ کیا - جس نے ایک نہایت ہی بیش قیمت مروارید کا ہار مہاراجہ کي نذر کرکے اپنے آقا کا پیغام جا سنایا - رنجیت سنگھ ایسے سنہري موقعہ کو کہاں کھونے والا تھا - اب ستلج پارکي ریاستوں میں دخل اندازی کا موقعہ ہاتھ آیا - چنانچہ اُدھر جانے کی فوراً تیاري کرلي - *

رنجیت سنگھ کی روانگي

رنجیت سنگھ نے اپنے توپخانہ کو کوچ کا حکم دیا ' دیگر سرداروں کے نام بھی احکام جاری کئے کہ اپنی اپني سپاہ لیکر دریائے بیاس کے پایاب مقام ویرووال حاضر ہو جائیں - دسہرہ کے اختتام پر مہاراجہ خود بھي روانہ ہو گیا - راستہ

* منشي سوھن لال لکھتا ھے : " سرکار دولتمدار کہ منتظر چنین روز بہروز بودند از استماع این خبر بسرعت باد و برق شتافتند "

میں فضیل پوریہ مثل کے سردار سے ایک ہاتھی اور بہت سا زر نقد بطور نذرانہ وصول کیا - پھر کپورتھلہ سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کے ہمراہ کرتارپور پہنچا - یہاں سوڈھی باوا گلاب سنگھ نے دو عمدہ توپیں مہاراجہ کی نذر کیں - زاں بعد جالندھر کا رخ کیا - جہاں کے حاکم بدھ سنگھ نے کئی گھوڑے اور زر نقد پیش کیا - اب تمام لشکر جمع ہوا - ڈلیے والیے مثل کا سردار تارا سنگھ گھیبہ اتنی کثیر فوج دیکھ کر گھبرا گیا اور پچیس ہزار روپیہ نقد بطور پیشکش نذر کیا اور مہاراجہ کی اطاعت قبول کر لی - وہاں سے پھلور پہنچے اور سردار دھرم سنگھ حاکم پھلور سے نذرانہ پایا - اس کے بعد لدھیانہ اور جگراؤں کے قلعجات پر تسلط جمایا - اِس طرح دورہ کرتا ہوا رنجیت سنگھ پٹیالہ کے علاقہ میں جا پہنچا -

رنجیت سنگھ کا فیصلہ

یہاں پٹیالہ ، نابھہ اور جیند کے راجاؤں نے پرجوش خیر مقدم کیا - اور مہمان‌نوازی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی - چند روز کے آرام بعد مہاراجہ نے فریقین کے مطالبات سنے اور کچھ جد و جہد کے بعد راجہ پٹیالہ کو دلادی گاؤں کا حقدار تسلیم کیا - راجہ نابھہ کو خوش کرنے کی غرض سے کوٹ بسیہ ، تلونڈی اور جگراؤں بمع اکتیس دیہات جن کی آمدنی چوبیس ہزار روپیہ سالانہ تھی عطا کئے - اِسی طرح راجہ جیند کو لدھیانہ اور اُس کے گرد و نواح کا علاقہ بخشا گیا - سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کو بھی بہت سا علاقہ مرحمت

کیا - اِس کے بعد مہاراجہ جالندھر کی طرف لوٹا جہاں چند روز شکار کھیلنے میں بسر کئے -

راجہ کانگڑہ کی مدد کے لئے درخواست

مہاراجہ ابھی جالندھر میں ھی مقیم تھا کہ راجہ سنسار چند والئے کانگڑہ کا بھائی میاں فتح چند مہاراجہ کے پاس آیا - اور بتایا کہ نیپال کا سپہ‌سالار امر سنگھ تھاپہ جرار گورکھا فوج کے ساتھ پہاڑی علاقہ کو تسخیر کر رہا ھے کئی پہاڑی ریاستیں مثلاً سرمور ، گڑھوال اور نالہ‌گڑھ وغیرہ فتح کر چکا ھے اور اب کانگڑہ پر چڑھ آیا ھے - راجہ سنسار چند قلعہ میں بند ھے اور آپ سے مدد کا محتاج ھے -

گورکھا فوج کی فراری

رنجیت سنگھ فوراً رضامند ہو گیا اور کانگڑہ کی طرف کوچ کیا - یہ سن‌کر سپہ‌سالار امر سنگھ گھبرایا اور اپنے معتبر نمائندہ زورآور سنگھ کو مہاراجہ کے پاس روانہ کیا جس نے رنجیت سنگھ سے سنسار چند کی مدد نہ کرنے کی درخواست کی اور اس عوض میں بھاری رقم نذرانہ کی پیش کرنے کا وعدہ کیا - مگر رنجیت سنگھ نے ایک نہ سنی - سکھ فوج آگے بڑھی اور جوالامکھی کے مقدس مقام میں جا پہنچی - گرمی کی شدت سے گورکھا فوج میں بیماری پھیل گئی تھی چنانچہ امر سنگھ نے راتوں رات قلعۂ کانگڑہ کا محاصرہ ترک کر دیا اور ملکی سکیت جا کر دم لیا - راجہ سنسار چند نے

دو گھوڑے اور تین ہزار روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا - مہاراجہ نے ایک ہزار فوج کا دستہ نادون کے قلعہ میں چھوڑا اور ساتھ ہی سردار فتح سنگھ کالیانوالہ کو امر سنگھ تھاپہ کی نقل و حرکت دیکھنے کے لئے کچھ دیر تک مقام بجواڑہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود واپس لاہور روانہ ہوا -

کنور شیر سنگھ و تارا سنگھ کی پیدائش

جوالامکھی کے قریب رانی سداکور کا تیز رفتار سوار خوشی کا پیغام لایا کہ اُس کی بیٹی مہارانی مہتاب کور کے بطن سے مہاراجہ کے دو بیٹے پیدا ہوئے ہیں چنانچہ بہت خوشیاں منائی گئیں اور دھوم دھام کے جلسے ہوئے - مبارک ساعت کی رو سے ایک کا نام کنور شیر سنگھ اور دوسرے کا کنور تارا سنگھ نام رکھا گیا - یہی کنور شیر سنگھ بعد میں مہاراجہ شیر سنگھ بنا -

شہزادوں کی ولادت کی نسبت مختلف رائیں

انگریز مؤرخ مثلاً کپتان مرے ، ویڈ اور ڈاکٹر ہانگ برگر لکھتے ہیں کہ یہ دونوں شہزادے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بیٹے نہیں تھے اور نہ ہی مہتاب کور کے بطن سے پیدا ہوئے تھے - بلکہ رانی سدا کور نے بڑی چالاکی کے ساتھ یہ دونوں بچے کسی پڑوسی سے حاصل کرکے اپنی بیٹی کے بطن سے پیدا شدہ بچے مشہور کر دیا - ہندوستانی مؤرخوں نے بھی یہ کہانی یہاں سے حاصل کر کے اپنی کتابوں میں درج کردی - سید محمد لطیف نے تو اِس کے متعلق ایک بڑا طولانی قصہ

گھڑ دیا ھے - بھائی پریم سنگھ نے اپنی کتاب میں اس قصہ کی تردید کرنے کی کوشش کی ھے - گو ھم یقین واثق کے ساتھ کچھ نہیں کہ سکتے لیکن یہ ضرور معلوم ھوتا ھے کہ سنہ ۱۸۳۳ع کے قریب یہ کہانی خواہ سچ ھو یا جھوٹ لوگوں میں مشہور ھو چکی تھی اور وہ اس میں اعتقاد بھی کرنے لگ گئے تھے - ھانگ برگر بھی اس زمانہ میں دربار لاھور میں رھتا تھا - کپتان ویڈ مہاراجہ کے ھاں بکثرت آتا جاتا تھا - دیوان امرناتھ جو اُس وقت نوخیز جوان تھا مہارجہ کی تاریخ لکھنے میں مصروف تھا - وہ بھی اس واقعہ کی طرف پوشیدہ طور سے اشارہ کرتا ھوا معلوم دیتا ھے * -

قصور پر فوجکشی سنہ ۱۸۰۷ع

نواب نظام‌الدین فوت ھو چکا تھا - اور اُس کا بھائی قطب‌الدین خاں قصور کا نواب تھا - یہ مہاراجہ کی اطاعت کے لئے تیار نہ تھا - در حقیقت پہلے بھی نواب قصور دل سے مہاراجہ کے مطیع ھونے میں راضی نہ تھا - نیز مہاراجہ کو بھی یہ گوارا نہ تھا کہ اُس کے اس قدر نزدیک پٹھانوں

---

* چون بانوہا رانی سداکور بطن قدسیہ عصمت توام سرکار مہتاب کور اولین پردہ نشین عفت حضور پرنور بارگوہر شہوار خلافت داشت و سرکار والا را همیشه به تولد فرزند سعادت توام تعلق خاطر بود و قاصدان سبک خرام بلا طلوع دو نیر نور - اعني دو فرزند مبارک ظهور چشم اقبال حضور بر افروختند ." ظفر نامہ رنجیت سنگھ صفحہ ۴۰ -

کي چھوٹي سي خودمختار رياست قائم رہے جس سے مہاراجہ کو ہر وقت يہ خدشہ رہے کہ اُس کے حاکم دشمنوں سے مل کر سازش کرتے رہيں - چنانچہ کانگڑہ سے واپس آتے وقت مہاراجہ نے قصور کی تسخير کا مصمم ارادہ کر ليا اور توپخانہ اور افواج کو حکم ديا - کہ وہ براہ راست قصور پہنچ جائيں - نيز ديگر سرداران کے نام بھي احکام جاري ہو گئے کہ وہ بمعہ اپني سپاہ قصور کا رخ کريں -

تسخير قصور

چنانچہ فروري سنہ ۱۸۰۷ع کو قصور پر چڑھائی ہوئي - اُدھر قطب‌الدين نے بھی مہاراجہ کا ارادہ بھانپتے ہوئے جہادي پٹھانوں کے گروہ کے گروہ جمع کر لئے اور مکمل طور سے جنگ کی تيارياں کر ليں - مہاراجہ کو جب اُن مستعديوں کا پتہ لگا تو خود بھي سپاہ کی تعداد ميں اضافہ کر ليا - خصوصاً بہادر اکاليوں کے جتھے کو امرتسر سے بلا ليا - ۱۰ فروري کي صبح کو قصور پر دھاوا بول ديا گيا - نواب کے غازی بھی خالصہ فوج پر ٹوٹ پڑے - دو سخت معرکوں کے بعد پٹھانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے - اُن ميں ھلہ پڑ گيا اور بے ترتيبی پھيل گئي - نواب بھاگ کر قلعہ ميں پناہ‌گزيں ہوا - سکھوں نے قلعہ کا محاصرہ کر ليا - ايک ماہ تک طرفين ميں گولہ‌باري جاري رھی مگر قلعہ کے فتح کي کوئی صورت نظر نہ آتي تھی کيونکہ قلعہ بہت مستحکم تھا اور اس ميں سامان رسد باافراط جمع تھا - چنانچہ مہاراجہ نے تجويز کي کہ قلعہ

کی ایک طرف کی دیوار کو سرنگ لگا کر اُڑا دیا جائے - ایک چیدہ دستہ نے راتوں رات قلعہ کی دیوار کے نیچے سرنگ کھود ڈالی - صبح ہوتے تک بارود بھر کر آگ لگادی - قلعہ کی مغربی جانب بھگ سے ایک طرف جا پڑی - سکھ فوج قلعہ میں داخل ہو گئی - اب تو غازیوں نے تلوار کا جواب تلوار سے دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - خون کی ندیاں بہ نکلیں مگر بہادر خالصہ قلعہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا -

نواب سے فیاضانہ سلوک

نواب بھاگتا ہوا پکڑا گیا اور مہاراجہ کے سامنے پیش ہوا - اُس نے جاں‌بخشی کے لئے درخواست کی - سردار فتح سنگھ کالیانوالہ نے بڑے زور سے نواب کی سفارش کی - رنجیت سنگھ نے معاف کر دیا اور ستلج پار " ممدوت " کا علاقہ جس کی سالانہ آمدنی تقریباً ایک لاکھ روپیہ تھی نواب کو بطور جاگیر عطا کیا - اِس جنگ میں اکالی پھولا سنگھ ' سردار دھنا سنگھ ملوئی اور سردار نہال سنگھ اٹاری‌والہ نے کارنمایاں سرانجام دئے - چنانچہ علاقہ قصور سردار نہال سنگھ اٹاری‌والے کو جاگیر کے طور پر عنایت کر دیا - قصور کے قلعہ سے بےشمار دولت نقد و جنس کی صورت میں مہاراجہ کے ہاتھ آئی - یہاں سے فتح و خوشی کے شادیانے بجاتے ہوئے مہاراجہ صاحب لاہور میں داخل ہوئے -

ملتان کی یورش

چونکہ نواب ملتان پوشیدہ طور سے نواب قصور کو مدد بہم پہنچاتا رہا تھا پس رنجیت سنگھ نے اُسے بھی اپنے کئے کی سزا دینے کا ارادہ کر لیا - شیر پنجاب خود بڑا ان تھک دلاور تھا اور ایسا ہی اپنی خالصہ فوج کو بنا رکھا تھا - چنانچہ لاہور میں صرف دو ہفتہ قیام کرکے ملتان کا کوچ کیا - خالصہ فوج نے شہر کی چاردیواری کے باہر کی عمارات کو تاخت و تاراج کر دیا - نواب مظفر خاں نے اپنے آپ کو مقابلہ کے ناقابل پایا اور نواب بہاول خاں والئے بہاولپور سے امداد طلب کی - نواب بہاولپور نے اپنا وکیل منشی دھنپت رائے مہاراجہ کی خدمت میں روانہ کیا - اُدھر مظفر خاں کو بھی سمجھایا - چنانچہ فریقین میں صلح ہو گئی - مظفر خاں نے ستر ہزار روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا اور مہاراجہ لاہور واپس آیا -

پٹیالہ کے خانگی تنازعات

اِنہی دنوں راجہ پٹیالہ اور اُس کی رانی آس کور کے درمیان خانگی تنازعات کی وجہ سے ناچاقی ہو گئی - رانی اپنے بیٹے کنور کرم سنگھ کو ولیعہد مقرر کرانا چاہتی تھی - لیکن راجہ اپنی زندگی میں ایسا کرنے کے لئے تیار نہ تھا - کشیدگی طول پکڑ گئی اور ریاست میں دو پارٹیاں قائم ہو گئیں - کچھ سردار اور فوج راجہ کی طرف ہو گئی باقی نے رانی کی امداد کی - جنگ کی تیاری

ہو گئی - لیکن کچھ مصاحبوں کے سمجھانے پر یہ قرین مصلحت خیال کیا گیا کہ اِس معاملہ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ثالث بننے کی درخواست کی جائے -

مہاراجہ کی وساطت

مہاراجہ فوراً زبردست فوج لیکر پٹیالہ پہنچا - راجہ پٹیالہ نے اپنے مصاحبوں سمیت مہاراجہ کا شاندار استقبال کیا اور غیر معمولی خاطر تواضع کی - چند روز کے بعد رنجیت سنگھ نے معاملہ کی طرف توجہ مبذول کی - فریقین کے مطالبات غور سے سنے اور یہ فیصلہ قرار دیا کہ صاحب سنگھ کے جیتے جی ولی عہد کے مقرر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں - رانی اور اُس کے بیٹے کرم سنگھ کو پچاس ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر دلوا دی - رانی آس کور بھی اِس پر رضامند ہو گئی -

نذرانوں کے انبار

مہاراجہ کی روانگی کے وقت راجہ پٹیالہ نے رواج کے مطابق رنجیت سنگھ کو نذرانہ پیش کیا جس میں ستر ہزار روپیہ کی مالیت کے جواہرات تھے اور اس کے علاوہ ایک خوبصورت پیتل کی توپ بھی مہاراجہ کی نذر کی - ستلج پار کے چھوٹے بڑے سردار مہاراجہ کی کثیرالتعداد جمعیت دیکھ کر خوفزدہ ہو رہے تھے - چنانچہ ہر ایک نے بیش قیمت نذرانے پیش کرکے آئی ہوئی بلا کو ٹالنا غنیمت خیال کیا - چنانچہ بھائی لعل سنگھ کیتھل والے نے بارہ ہزار روپیہ اور

مالیرکوٹلہ کے پٹھان حاکم نے چالیس ہزار روپیہ نذر کیا -
اسی طرح سے سردار کرم سنگھ شاہ‌آبادیہ سردار بگھوان
سنگھ شاہ‌پوریہ اور سردار گوربخش سنگھ انبالوی مرحوم کي
زوجہ نے بھي نذرانے پیش کئے -

قلعہ نرائن گڑھ کا محاصرہ

انبالہ پہنچکر مہاراجہ کو خبر ملی کہ ریاست
سرمور کا راجہ کشن سنگھ مہاراجہ کي اطاعت کے لئے
تیار نہیں ھے - چنانچہ مہاراجہ نے فوراً نرائن‌گڑھ کا
کوچ کیا - یہ قلعہ ایک خوش قطع مقام پر نہایت
پختہ بنا ہوا تھا - جس کے بلند دمدموں میں بہت
سی بھاری توپیں آراستہ تھیں - کشن سنگھ نے مقابلہ
کی تیاری کر لي - مہاراجہ نے قلعہ کا محاصرہ ڈال دیا -
سردار فتح سنگھ کالیانوالہ ایک دستہ فوج کے ساتھ
آگے بڑھا تاکہ دشمن کی توپوں پر قبضہ کر لے - یہ
بہادر بہت تہوّر کے ساتھ دشمن پر ٹوٹ پڑا اور دو
توپیں چھیننے میں کامیاب ہوا - ابھی یہ توپیں وہ اپني
طرف کھچوا ھي رہا تھا کہ سامنے سے ایک گولی آئی
اور سردار فتح سنگھ کی چھاتی میں بیٹھ گئی اور
آن کی آن میں یہ دلیر راھئے ملک عدم ہوا - رنجیت سنگھ
ایک بلند جگہ سے یہ سب رنگ دیکھ رہا تھا - ایسے
بہادر سردار کي موت سے اُسے بےحد رنج پہنچا - *

* سردار فتح سنگھ کالیانوالہ مہاراجہ کا بڑا منظور نظر سردار تھا -

اُسی وقت سردار موھن سنگھ کمیدان اور دیوان سنگھ بھنڈاری کے دو دستے آگے بڑھے - حسن اتفاق سے یہ دونوں سردار بھی وھیں کام آئے - یہ دیکھ کر خالصہ فوج کو بڑا طیش آیا - سکھ بہادر جوش جنوں میں آگے بڑھے - گولیوں کی موسلادھار بارش برپا کر دی اور چند لمحوں میں ھی قلعہ پر قابض ھو گئے - راجہ کشن سنگھ جان بچا کر بھاگا - مہاراجہ نے نرائن گڑھ کا علاقہ فتح سنگھ اھلووالیہ کو جاگیر میں بخش دیا - یہاں سے نوشہرہ مورنڈہ ' بہلولپور وغیرہ فتح کرکے مہاراجہ لاھور کی طرف روانہ ھوا -

ڈلی والی مثل کا مہاراجہ کے قبضہ میں آنا

لاھور واپس آتے وقت مہاراجہ جالندھر کے مقام پر مقیم تھا کہ اُسے خبر ملی کہ سردار تارا سنگھ گھیبہ جو چند روز پہلے پٹیالہ کے دورہ کے دوران میں مہاراجہ کا

فتح سنگھ کے خاندان اور مہاراجہ کے خاندان کا تین پشتوں سے دوستانہ رشتہ چلا آتا تھا - سردار مذکور سنہ ۱۷۹۸ع میں مہاراجہ کی فوج میں داخل ھوا - اور تسخیر لاھور و امرتسر میں اُس نے نمایاں خدمات سرانجام دیں - قصور اور چنیوٹ کی فتح اُسی کی بدولت نصیب ھوئی - چنانچہ مہاراجہ سردار فتح سنگھ سے بہت محبت کرتا تھا - اور اُسے تقریباً ساڑھے تین لاکھ سالانہ کی جاگیر عطا کر رکھی تھی - چھوٹے بڑے سکھ سردار بھی اُس کے جھنڈے تلے لڑنا بڑا فخر سمجھتے تھے -

همرکاب تھا فوت ہو گیا ھے - مہاراجہ فوراً اُس کی ماتم‌پرسی کے لئے پہنچا - سردار کے وابستگان کے گذارہ کے لئے معقول جاگیر عطا کرکے ڈلی والیے مثل کي فوج اور مقبوضات اپنے تصرف میں لے آیا - اِس طرح راهوں ' نکودر ' نوشہرہ وغیرہ کا تمام علاقہ جو سات لاکھ سالانہ کي مالیت سے زیادہ کا تھا مہاراجہ کے قبضہ میں آ گیا -

دیوان محکم چند کا مہاراجہ کي فوج میں داخل ہونا

اِسی سال مہاراجہ کا مشہور و معروف جرنیل دیوان محکم چند مہاراجہ کی فوج میں داخل ہوا * - محکم چند اول ھی اول سردار دل سنگھ اکال گڑھ والے کی ملازمت میں دیوان کے عہدہ پر ممتاز تھا - سنہ ۱۸۰۴ع میں مہاراجہ نے دل سنگھ کا علاقہ فتح کر لیا اور محکم چند سردار صاحب سنگھ گجرات والے کی فوج میں اعلے عہدہ پر سرافراز ہوا - دیوان اعلے درجہ کی فوجی قابلیتوں کا مجموعہ تھا جنہیں مہاراجہ نے صاحب سنگھ کے ساتھ جنگ کے وقت تاڑ لیا تھا - سنہ ۱۸۰۷ع میں صاحب سنگھ اور دیوان میں ان‌بن ہو گئی اور محکم چند اپنی ملازمت چھوڑ کر مہاراجہ کی خدمت میں حاضر ہوا - رنجیت سنگھ بہت خوش ہوا اور اُسے اعلے فوجي عہدہ پر ممتاز کر دیا - ایک هاتھي ' تازی گھوڑا

---

* گرفن یہ تاریخ چند ماہ پیشتر دیتا ھے -

اور علم و قلم عنایت کیا - سرکاری فوج کے ایک ہزار سوار اور جاگیرداران دوآبہ کی ڈیڑہ ہزار فوج کی کمان بخشی اور ڈلی والی مثل کا تقریباً تمام علاقہ جاگیر میں مرحمت فرمایا - دیوان محکم چند نے اپنے علاقہ کا انتظام اِس خوبي سے کیا کہ ڈلي والی مثل کا ہر ایک سردار اپنی سپاہ سمیت مہاراجہ کي فوج میں بھرتی ہو گیا - سرلیپل گرفن لکھتا ھے :-

" دیوان محکم چند رنجیت سنگھ کے جرنیلوں میں سب سے زیادہ قابل تھا - اُسی کی ھوشیاری اور دلیری کي بدولت رنجیت سنگھ چھوٹی سي ریاست سے سلطنت پنجاب قائم کرنے میں کامیاب ہوا - "

پہاڑي علاقہ کي تسخیر

جنوری سنہ ۱۸۰۸ع میں رنجیت سنگھ نے پہاڑی علاقہ کي تسخیر کا اِرادہ کیا - دیوان محکم چند سکھ فوج کا کمانڈر مقرر ہوا - سب سے پہلے قلعہ پٹھان کوٹ مفتوح کیا گیا اور سردار جیمل سنگھ سے چالیس ہزار روپیہ بطور تاوان جنگ وصول ہوا - اِس کے بعد قلعہ جسروٹہ کي طرف کوچ کیا - یہاں کا سردار مہاراجہ کي آمد کی خبر سن کر گھبرا گیا - اپني سرحد پر پہنچکر مہاراجہ کا استقبال کیا اور کثیر رقم نذر کرکے اطاعت قبول کر لی - چند روز قیام کرنے کے بعد چنبہ پر فوجکشي کي - راجہ چنبہ پر ھیبت طاري ھو گئی - اپنے

مصاحب مہاراجہ کي خدمت میں روانہ کئے اور آٹھ ہزار سالانہ خراج دینا منظور کرکے اطاعت قبول کر لی - پھر ریاست بسوھلی کی باري آئي - یہاں کے راجہ نے بھی آٹھ ہزار سالانہ خراج دینا منظور کرکے اپنی جان چھڑائی -

دربار منعقد کرنا

پہاڑي علاقہ سے واپس آکر مہاراجہ نے شاندار دربار منعقد کیا جس میں پنجاب کے میداني و پہاڑي علاقے کے سردار' راجے اور نواب شامل ہوئے - ہر ایک کو اُس کے منصب کے مطابق خلعتیں عطا ہوئیں - اِسي موقعہ پر سردار جیون سنگھ حاکم سیالکوٹ اور صاحب سنگھ گجرات والے کے نام بھی دربار میں حاضر ہونے کے لئے احکام جاري ہوئے - لیکن یہ دونوں اپنے آپ کو مہاراجہ کا ماتحت خیال نہ کرکے دربار میں نہ آئے -

تسخیر سیالکوٹ

اِن سرداروں کي غیر حاضري مہاراجہ کو بہت ناگوار گذري اور دربار سے فراغت پاتے ھی سردار فتح سنگھ اھلووالیہ کے ھمراہ سیالکوٹ پر چڑھائي کر دي - شہر کے نزدیک پہنچکر مہاراجہ نے اپنا وکیل جیون سنگھ کے پاس بھیجا اور دربار میں حاضر نہ ہونے کي وجہ دریافت کی - جیون سنگھ اپنے قلعہ کو ناممکن التسخیر خیال کرتا تھا - پس کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا بلکہ لڑائی کي تیاریاں کرنے

لگا اور فصیل پر توپیں چڑھوا دیں - مہاراجہ نے بھی جنگ کی اجازت دے دی - سردار جیون سنگھ بڑی بہادری سے لڑا اور کئی روز تک اپنے قلعہ کو بچائے رکھا - اسی اثناء میں رنجیت سنگھ نے قرب و جوار کے دو تین قلعے سر کر لئے - اِن میں سے ایک برج موسومہ اِتاری تھا جو قلعہ سیالکوٹ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا - مہاراجہ نے زنبورچے یعنی ہلکی شتری توپیں اِس برج پر متعین کر دیں اور یہاں سے قلعہ سیالکوٹ پر گولہ‌باری شروع ہوئی - اِس کے علاوہ رنجیت سنگھ کی فوج نے قلعہ سے کچھ فاصلہ پر نقب لگانی شروع کی اور چیدہ بہادر زمین‌دوز راہ سے ہوتے ہوئے کمند لگا کر قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے - دوسری جانب بہت سی توپیں لگاکر قلعہ کے دروازہ پر گولہ‌باری شروع ہوئی - چند لمحوں میں کواڑوں کو پاش پاش کر کے فوج قلعہ میں داخل ہو گئی - مہاراجہ کی اجازت سے فاتح سپاہ نے قلعہ کو خوب لوٹا - سردار جیون سنگھ کے گذارہ کے لئے جاگیر مقرر کر دی گئی اور سیالکوٹ مہاراجہ کے قبضہ میں آ گیا -

اکھنور پر فوج‌کشی

سیالکوٹ سے مہاراجہ کوہستان جموں کی طرف روانہ ہوا اور بارہ میل کے فاصلہ پر مقام کلوال کے پاس خیمہ‌زن ہوا - عالم سنگھ* حاکم اکھنور مہاراجہ کی

---

* سید محمد لطیف اِس کا نام عالم خاں لکھتا ہے -

فوج دیکھ کر گھبرایا - تیرہ ہزار روپیہ سالانہ خراج دینا منظور کر کے اطاعت قبول کر لی -

حاکم گجرات کی اِطاعت

اِس کے بعد رنجیت سنگھ گجرات کي طرف آیا - حاکم گجرات سیالکوٹ کی لڑائی کا حال سن کر پہلے ھی خوفزدہ ھو رھا تھا - اس نے فوراً مہاراجہ کي خدمت میں اپنے اھلکار روانہ کئے اور بڑي عاجزي کے ساتھ اپنی غلطی کي معافي مانگي - مہاراجہ نے بھي بابا صاحب سنگھ بیدي کي سفارش پر اُسے معاف کر دیا - اُسے گجرات کے علاقہ میں بحال رکھا اور آئندہ کے لئے باجگذار رھنے کا عہدنامہ لکھوا کر واپس روانہ ھوا -

جمیل سنگھ کے علاقہ کا دورہ

اِسی سال مہاراجہ نے سردار جمیل سنگھ کنھیا کے علاقہ کا دورہ کیا - اِسي سردار کي بیٹي کے ساتھ کنور کھڑک سنگھ کي منگني ھو چکی تھی - سردار مذکور نے پچیس ہزار روپیہ بطور پیشکش نذر کیا اور اِس کے علاقہ کا کثیر حصہ مہاراجہ نے اپني سلطنت میں شامل کر لیا -

تسخیر قلعہ شیخوپورہ - سنہ ۱۸۰۸ع

منشي سوھن لال لکھتا ھے ' کہ اِس زمانہ میں پنجاب میں تین قلعجات پٹھانکوٹ ' سیالکوٹ اور شیخوپورہ اپني اُستواری

کي وجہ سے مشہور تھے اور عوام میں ناممکن التسخیر
تصور کئے جاتے تھے - اِن میں سے پہلے دو تو مہاراجہ
مفتوح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر چکا تھا - تیسرا
باقی تھا - اِس کي طرف اب توجہ مبذول کي - قلعہ
شیخوپورہ لاھور سے بیس پچیس میل کے فاصلہ پر واقع
تھا یہاں کا حاکم سردار امیر سنگھ اِس بات پر رضامند
تھا - کہ اگر قلعہ میں اُسی کي تھانیداری قائم رھے تو
وہ مہاراجہ کي فرمانبرداری قبول کرنے کے لئے تیار ھے -
مگر رنجیت سنگھ کو یہ شرط منظور نہ تھي - چنانچہ
کثیرالتعداد فوج شہزادہ کھڑک سنگھ کي کمان میں
شیخوپورہ کي طرف روانہ ہوئي - شاھی توپخانہ نے قلعہ
کي دیواروں پر گولہباری شروع کي جس کا کچھ اثر
نہ ھوا - مہاراجہ کے کئي جانباز بہادر کام آئے - آخرکار
قوت بازو کی بجائے بے وفائی رنگ لائي - منشي سوھن لال
لکھتا ھے کہ مہاراجہ اِسي شش و پنج میں تھا اور
مایوسی کا شکار ھونےوالا تھا کہ ایک رات قلعہ کے اندر
سے ایک مرد غیب مہاراجہ کے پاس آیا - اور بتایا کہ
دروازہ کے برج کے عین پاس ھی بائیں طرف ایک طویل
تہخانہ ھے اور یہ قلعہ میں سب سے کمزور جگہ ھے
جہاں توپ کا گولہ اثر کر سکتا ھے - چنانچہ توپیں لگا
کر اُس جگہ بھاري شگاف پیدا کیا گیا اور مہاراجہ کي
فوج اندر گھس گئی اور قلعہ پر قابض ھو گئی - سردار
امیر سنگھ گرفتار کیا گیا - مہاراجہ نے قلعہ میں اپنا

مستحکم تھانہ قائم کر لیا اور شیخو پورہ کا علاقہ کنور کھڑک سنگھ کو جاگیر میں عطا ہوا ۔

دیوان بھوانی داس سنہ ۱۸۰۸ع

اِسي سال بھوانی داس پشاوری مہاراجہ کے دربار میں حاضر ہوا اور ملازمت کی خواہش ظاہر کي - دیوان بھواني داس لائق گھرانے کا شخص تھا ۔ اُس کا باپ اور دادا سرکار کابل میں دیوانی کے عہدہ پر سرفراز رہ چکے تھے ۔ دیوان بھواني داس بھی شاہ شجاع والئے کابل کے ھاں صیغۂ مال میں اعلے عہدہ پر ممتاز تھا ۔ امیر کابل کي طرف سے صوبۂ ملتان اور ڈیرہ‌جات کا مالیہ وصول کرنے کے لئے اُسي سال ھندوستان آیا تھا اور کسی وجہ سے شاہ شجاع سے ناراض تھا - چنانچہ اِس موقع کو غنیمت جان کر مہاراجہ کے دربار میں پہنچا - رنجیت سنگھ ایسے لائق شخص کي خدمات کا دل سے خواھشمند تھا - اُسے اپنا محکمہ مال ترتیب دینے کي سخت ضرورت تھي - اِس وقت تک مہاراجہ کے پاس کوئی باقاعدہ خزانہ نہ تھا اور نہ ھي آمدنی و خرچ کا درست حساب رکھا جاتا تھا - رنجیت سنگھ کا کل روپیہ امرتسر کے شاھوکار رامانند کے پاس جمع رھتا تھا - چنانچہ مہاراجہ نے دیوان بھوانی داس کو فوراً دیواني کے عہدہ پر مقرر کر دیا - بھواني داس نے اپنے عہدہ پر سرفراز ھو کر مالي دفاتر کا باقاعدہ سلسلہ جاری کیا - جا بجا

سرکاري خزانے کھولے گئے - رجسٹر جاری کئے جن میں کوڑي کوڑی کا حساب قلمبند کیا جاتا تھا - لائق فائق منشی مقرر کئے گئے جو حساب کتاب کی جانچ پڑتال کرتے تھے - *

جمعدار خوشحال سنگھ

اِنھي دنوں خوش حال نامی ایک شخص مہاراجہ کی خدمت میں آیا - یہ ذات کا گوڑ برھمن اور ضلع میرٹھ کے پرگنہ سردنا کا رھنےوالا تھا - یہ خوشرو ' خوش وضع اور دراز قد نوجوان تھا اور مالي لحاظ سے مفلسی کے پنجہ میں پھنسا ھوا تھا - مہاراجہ نے اُسے دھونکل سنگھ کمیدان کي پلٹن میں بطور سپاھي بھرتی کر لیا - اِس کي توانائي اور وجاھت اِس کے کام آئي اور مہاراجہ نے اِسے خاصہبردار مقرر کر دیا - غالباً مہاراجہ کو خوش کرنے کی غرض سے اِس نے سکھ مذھب قبول کر لیا اور اپنا نام خوشحال سنگھ رکھا - اب مہاراجہ اُسے خاص نظر عنایت سے دیکھنے لگا - کچھ عرصہ بعد اُسے جمعدار بنا دیا - اُس کے تھوڑے دنوں بعد ھی ڈیوڑھي بردار مقرر ھوا - سکھ دربار میں یہ معزز عہدہ خیال کیا جاتا تھا کیونکہ جو شخص مہاراجہ سے ملنے آتا ضرور

---

* مہاراجہ کے بڑے بڑے نامی سرداروں اور عہدہداروں کے مفصل حالات کے لئے دیکھو پنجاب چیفس حصہ اول و دوم مصنفہ سرلیپل گرفن -

ڈيوڑھي بردار کی وساطت حاصل کرتا - اِس طرح تمام بڑے بڑے سرداروں اور رئیسوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہونے کے علاوہ اسے ہزاروں روپیہ انعام اور نذرانہ کے طور پر ملتا تھا -

تیجا سنگھ

کچھ عرصہ کے بعد اُس نے اپنے بھتیجے تیج رام کو بھی اپنی مدد کے لئے بلا بھیجا اور اُس کو بھي سکھ بنا کر مہاراجہ کو زیادہ خوش کر لیا - اُس کا نام تیجا سنگھ رکھا گیا - * تیجا سنگھ کو فوج میں عہدہ دیا گیا - خوشحال سنگھ ڈیوڑھی برداري کے علاوہ کبھي کبھی میدان جنگ میں بھیجا جاتا تھا - مگر یہ قابل سپاھي کے فرائض سرانجام نہ دے سکتا تھا - البتہ دوسروں کي دیکھا دیکھي جنگی کاموں میں شوق سے حصہ لیتا تھا -

رام سنگھ

سنہ ۱۸۱۷ع میں اُس کا چھوٹا بھائي رام لال بھي لاھور آن پہنچا - مگر اُس نے سکھ بننے سے انکار کر دیا جس وجہ سے خوشحال سنگھ بھي مہاراجہ کي

* یہ وھی تیجا سنگھ ھے جو سنہ ۱۸۴۵-۴۶ع میں سکھ افواج کا کمانڈر انچیف بن کر ستلج پار انگریزوں سے لڑنے گیا تھا اور جس پر یہ الزام لگایا جاتا ھے کہ اُس نے دھوکا میں خالصہ فوج کو تباہ کرا دیا -

نظروں سے گر گیا - جوں ہی اُسے یہ معلوم ہوا اُس نے اپنے بھائی کو سمجھا بجھا کر سکھ مذہب میں داخل کر دیا، رام سنگھ نام رکھا، اور مہاراجہ کو از سر نو خوش کر لیا -

نئے امراء

خوشحال سنگھ اُن لوگوں میں پہلا شخص تھا جنھوں نے صرف مہاراجہ کو خوش کرنے کی غرض سے سکھ مذہب قبول کیا - یہ اُن نئے امرا کی ایک مثال ہے جو رنجیت سنگھ خاندانی سرداروں اور مثل‌داروں کے علاوہ پیدا کر رہا تھا -

---

آٹھواں باب

مہاراجہ اور سرکار انگریزی کے درمیان دریائے ستلج کو سرحد قرار دیا جانا

سنہ ۱۸۰۸ع سے سنہ ۱۸۰۹ع تک

نظر ثانی

گذشتہ چند سال کے واقعات مطالعہ کرنے سے واضح ہو گیا ہوگا کہ لاہور پر قبضہ کرنے کے دس سال کے اندر اندر رنجیت سنگھ اپنی فتوحات کو کس قدر وسعت دے چکا تھا - ایک ہی جگہ میں کئی مشہور مقامات کا اجتماع مہاراجہ کے تسلط میں آ چکا تھا - مثلاً لاہور ' امرتسر اور قصور ' ہوشیارپور ' پٹھانکوٹ ' منڈی ' سکیت ' بسوھلی اور جسروتہ ' گوجرانوالہ ' رامنگر ' وزیرآباد اور سیالکوٹ ' جہلم رھتاس ' پنڈدادنخاں اور نمکسار کھیوڑہ ' بھیرہ اور میانی ' دھنی ' پٹھوھار اور راولپنڈی - پنجاب کے چھوٹے یا بڑے تمام سکھ سردار مطیع ہو چکے تھے - قصور کی زبردست پٹھانی ریاست پائمال ہو چکی تھی - ملتان اور کانگڑہ کے حاکم مہاراجہ کا زور بازو آزما چکے تھے - غرضکہ پنجاب کا ہر فرد بشر اپنی سلامتی اور ترقی کے لئے رنجیت سنگھ کی طرف دیکھتا تھا - اور اُسی کی نظر عنایت کا خواہاں تھا -

رنجیت سنگھ کی دانشمندی

گو مہاراجہ خود حقیقت میں گورنمنٹ یعنی سرکار
تھا ' ہر کام اُسی کے حکم سے عمل میں لایا جاتا تھا '
تحریر و تقریر میں بھی سرکار کے نام سے مخاطب کیا
جاتا تھا ' مگر رنجیت سنگھ نے دوسرے بادشاہوں کی طرح
اپنے لئے کبھی بادشاہانہ القاب اختیار نہیں کئے اور نہ ہی
دوسری ریاستوں کے ساتھ خط و کتابت میں اپنے آپ کو
بادشاہ کے لقب سے نامزد کیا - وہ از روئے منصب ' سرکار
خالصہ جی ' ملقب کیا جاتا تھا اور شاہی مہر میں
" اکال سہائی رنجیت سنگھ " کے لفظ کندہ تھے - یہی
الفاظ بڑے سے بڑے سردار ادنیٰ سے ادنیٰ سکھ سپاہی کی مہر
میں بھی اکثر منقش ہوتے تھے - اِس کسرنفسی سے
رنجیت سنگھ کا یہ مدعا تھا کہ اُس کی ہستی
خالصہ پنتھ سے باہر کی چیز معلوم نہ ہو بلکہ وہ
خالصہ مشین کا جزو خاص سمجھا جائے - یہ دانشمندی
تھی ' جو رنجیت سنگھ کی مقصد براری کو سکھ مذہب
کی کامیابی کے ساتھ مطابقت دیتی تھی -

سہانہ کا جلسہ

پیشتر ذکر ہو چکا ہے کہ گذشتہ دو سال میں
مہاراجہ نے دو دفعہ ستلج پار کی سکھ ریاستوں کا دورہ
کیا تھا اور سرداروں سے نذرانے وصول کئے تھے - اُن پر
مہاراجہ کا وقار خوب جم چکا تھا - چنانچہ جب سنہ

۱۸۰۸ع میں تارا سنگھ گھیبہ کی وفات پر ڈلی والی مثل کے مقبوضات مہاراجہ کے قبضہ میں آئے تو ستلج پار کے تمام رئیس خوفزدہ ہو گئے - سب نے مل کر ریاست پٹیالہ کے سمانہ نامی گاؤں میں جلسہ کیا جس میں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اپنی ریاستیں برقرار رکھنے کے لئے کیا طرز عمل اختیار کیا جائے - انگریزی عملداری دریاے جمنا تک پہنچ چکی تھی اور جس کے آگے بڑھنے کا پورا امکان تھا - دوسری جانب سے مہاراجہ اپنی سلطنت کو وسعت دیتا چلا آ رہا تھا - پس ستلج پار کے سکھ سرداروں نے خیال کیا کہ ہم دو زبردست حکومتوں کے درمیان گھر گئے ہیں اور ہمارے لئے اپنی ہستی قائم رکھنے کے لئے ایک یا دوسری سلطنت کی پناہ لینی ضروری ہے - اگرچہ چند سردار برٹش گورنمنٹ کے تعلق میں. آکر اُن کی نیک‌نیتی دیکھ چکے تھے لیکن اُن میں سے بعض کو کچھ شبہہ تھا - مگر وہ سب کے سب مہاراجہ کی دست‌درازی کے قائل تھے - اِس لئے کچھ بحث مباحثہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ انہیں انگریزی راج کی پناہ لینی چاہئے اور اِس رائے پر سب نے رضامندی ظاہر کی - *

---

* منشی سوہن لال عمدۃالتواریخ صفحہ ۷۹ دفتر دوئم - چنانچہ اسی دن سے آج تک ستلج پار کی سکھ ریاستوں کے سرکار انگریزی کے ساتھ دوستانہ تعلق چلے آتے ہیں -

ستلج پار ریاستوں کے انگریزوں کے ساتھہ تعلقات

یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب ہوگا - کہ ستلج پار کے چند سرداروں کے انگریزوں کے ساتھہ تعلقات کئی سال پہلے وقوع میں آ چکے تھے * - سنہ ۱۸۰۳ع میں جب انگریزوں نے دھلی پر قبضہ کیا - تو بھائي لعل سنگھہ کیتھل والہ ' راجہ بھاگ سنگھہ والی جیند اور سردار بھنگا سنگھہ تھانیسوري نے اُن کی مدد کي تھي - بعد میں بھي وقتاً فوقتاً ایسا ہوتا رہا تھا † - اِس وجہ سے اُن کے باھمي تعلقات اور بھي مستحکم ہو گئے تھے - سنہ ۱۸۰۵ع میں جب جسونت رائے ھلکر مدد کے لئے مہاراجہ کے پاس آیا تب بھي راجہ بھاگ سنگھہ نے مہاراجہ کو مرھٹوں کي مدد کرنے سے منع کیا تھا - لارڈ لیک بھی اِن سرداروں کي قدر کرتا تھا - چونکہ لارڈ ولزلی کے بعد گورنمنٹ کی پالسي بدل چکی تھي - اور وہ دیسي ریاستوں کے باھمي تعلقات میں دخل اندازي کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے - اسی وجہ سے مہاراجہ کے ستلج پار کے دورہ کے وقت انگریزوں نے اِن سرداروں کي کوئي مدد نہیں کی بلکہ اپنے قلعہ کرنال کو احتیاطاً زیادہ مستحکم کر لیا -

---

* حوالہ کے لئے دیکھو سفرنامہ فورسٹر صاحب جلد اول و تاریخ سکھاں مصنفہ مالکم صاحب -

† حوالہ کے لئے دیکھو تاریخ سکھاں مصنفہ کننگھم صاحب -

برٹش رزیڈنٹ اور سکھ سفارت

عین اُسی وقت ستلج پار کے سکھ سرداروں کی سفارت برٹش رزیڈنٹ کے پاس پہنچی اور اُس سے التجا کی کہ ہمیں انگریزی حفاظت میں لے لیا جائے - لیکن رزیڈنٹ نے اُنھیں کوئی حوصلہ‌افزا جواب نہ دیا - صرف یہ وعدہ کیا کہ اُن کی درخواست گورنر جنرل کو بھیج دی جائیگی اور جو فیصلہ ہوگا اُس سے اُن کو مطلع کر دیا جائیگا -

سکھ سرداروں کی دعوت

یہ سردار مایوس ہوکر دھلی سے واپس آ رہے تھے کہ اِس معاملہ کی خبر رنجیت سنگھ کو پہنچ گئی - مہاراجہ نے فوراً اپنا ایجنٹ اُن کے پاس بھیجا اور اُنھیں امرتسر دربار میں حاضر ہونے کی دعوت دی - چنانچہ جب یہ سب جمع ہو گئے تو مہاراجہ اُن سے بہت تپاک سے ملا ، اُن کے دل سے خطرہ دور کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی - ۲۴ نومبر سنہ ۱۸۰۸ع کو اکھنور کے مقام پر مہاراجہ نے راجہ پٹیالہ سے دوبارہ ملاقات کی اور اِسی مضمون کے متعلق بات چیت ہوئی - دونوں میں دوستی کے عہد و پیمان ہوئے اور بابا صاحب سنگھ بیدی نے محبت بڑھانے کی خاطر اُن کی پگڑیاں بھی تبدیل کرا دیں -

برٹش گورنمنٹ کي پالیسي میں تبدیلي

انھی ایام میں برٹش گورنمنٹ کو یورپ سے اطلاع آئی کہ نپولین بوناپارٹ شاہان ترکی و ایران کی امداد سے ھند پر حملہ کرنے کا قصد رکھتا ھے - اُس زمانہ میں نپولین شاھنشاہ فرانس کی فوجی طاقت درجۂ کمال کو پہونچی ھوئی تھی - وہ یورپ کا بہت سا حصہ فتح کر چکا تھا اور روس کے ساتھ نیا عہدنامہ طے کر کے لڑائی جھگڑوں سے فارغ ھو چکا تھا - اُس کے حملہ کي وحشت ناک خبر نے گورنر جنرل لارڈ منٹو کو پیش‌بندیاں کرنے کے لئے مجبور کر دیا اور اُسے اپنی عدم مداخلت کي پالیسي بدلنے کي ضرورت محسوس ھوئی - چنانچہ دریائے ستلج اور جمنا کے درمیانی علاقہ کي ریاستوں کو زبانی یقین دلایا گیا کہ اگر وہ انگریزوں کے خیرخواہ رھینگے تو برٹش گورنمنٹ قدرتی طور سے اُن کی مدد کریگي - نیز ایک سفارت زیرکردگی مسٹر مٹکاف مہاراجہ کے دربار لاھور میں روانہ کی گئي - دوسري امیران سندھ تیسری شاہ شجاع والي کابل اور چوتھي شاہ ایران کے دربار میں بھیجي گئي - اِن سفارتوں کا مقصد یہ تھا کہ اِن ممالک کے حاکموں کو انگریزوں کا دوست بنایا جائے تا کہ نپولین کے حملہ کے وقت یہ اُن کي مدد کریں -

مسٹر مٹکاف کي سفارت

مہاراجہ اِس وقت اپني فوج اکھٹي کئے قصور کے قریب ڈیرے ڈالے پڑا تھا - غالباً ستلج پار کے علاقہ کا دورہ کرنے

کا قصد کر رہا تھا - کہ مسٹر مٹکاف ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۰۸ع قصور کے قریب موضع کہیم کرن کے مقام پر مہاراجہ کی خدمت میں حاضر ہوا - مہاراجہ نے سردار فتح سنگھ اہلووالیہ اور دیوان محکم چند کو دو ہزار کے قریب خوبصورت جوان ہمراہ بھیجکر مٹکاف کے استقبال کے لئے روانہ کیا - جب وہ مہاراجہ کے کیمپ کے نزدیک پہنچا - تو مہاراجہ خود خیمہ کے باہر اُس کے خیر مقدم کے لئے آیا - ایک ہاتھی - چند گھوڑے طلائی زین اور بیش قیمت کپڑے اُس کی نذر کئے - مہاراجہ کا دانا سیکریٹری فقیر عزیزالدین مٹکاف کی مہمان نوازی کے لئے مقرر ہوا - دوسرے روز مہاراجہ انگریزی سفیر کے کیمپ میں گیا اور مٹکاف نے گراں بہا تحائف گورنر جنرل کی طرف سے مہاراجہ کی خدمت میں پیش کئے - اِس کے بعد مٹکاف نے گورنر جنرل کے خیالات ظاہر کئے اور عہدنامہ کا مسودہ مہاراجہ کے سامنے پیش کیا -

شرائط عہدنامہ

عہد نامہ کی شرائط تقریباً اِس مطلب کی تھیں :—

۱ — اگر شاہ فرانس کبھی اِس ملک پر حملہ کرے تو سرکار انگریزی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ متفقہ طاقت سے اُس کا مقابلہ کریں -

۲ — اگر کبھی دشمن کے مقابلہ کے لئے انگریزی فوجیں اٹک سے پار یا افغانستان کے علاقہ میں لے جانے

کي ضرورت پیش آئے تو مہاراجہ اپني سلطنت
میں سے اُنھیں راستہ دے -

۳ — اگر کابل کے ساتھ سرکار انگریزي کو خط و کتابت
کرنے کي ضرورت محسوس ہو تو مہاراجہ اُن
ہرکاروں کي حفاظت کرے -

مہاراجہ نے سر دست اِن شرائط کو منظور نہ کیا اور اِن
کے مقابلہ میں اپني مندرجہ ذیل شرائط پیش کین :—

۱ — دربار لاہور اور حکمران کابل کے درمیان لڑائي یا
جھگڑا ہونے کی صورت میں برٹش گورنمنٹ دخل
اندازي نہ کرے -

۲ — سرکار انگریزي اور دربار لاہور میں ہمیشہ دوستي
رہے -

۳ — مہاراجہ رنجیت سنگھ کے شاہي حقوق تمام سکھ
ریاستوں پر سمجھے جائیں - جس سے مہاراجہ کي
مراد ستلج پار کي سکھ ریاستوں سے تھي -
انگریزي سفیر نے جواب دیا کہ مجھے اِن شرائط
کي منظوری کا کوئی اختیار نہیں - البتہ میں
دونوں مسودے گورنر جنرل کے پاس روانہ کر دیتا
ہوں -

مہاراجہ کا ستلج پار کے علاقہ کا دورہ

مہاراجہ کے لئے یہ باور کرنا شاید مشکل تھا کہ انگریز
یہ عہدنامہ صرف فرانس کے حملہ روکنے کے لئے کر رہے

ہیں بلکہ اُسے یقین تھا کہ یہ سب کارروائی ستلج
پار کی ریاستوں کے متعلق ہے - خالصہ کی متحدہ طاقت
قائم کرنے کے لئے مہاراجہ کے دل میں زبردست خواہش پیدا
ہو چکی تھی اور یہ خیال کہ سکھ ریاستیں انگریزوں کی پناہ
میں چلی جائیں اُسے بہت تکلیف دیتا تھا - چنانچہ
گورنر جنرل اور اُن کے سفیر کی خط و کتابت کے وقفہ
سے مہاراجہ نے فائدہ اُٹھانا چاہا اور فوراً ایک کثیرالتعداد
فوج کو ستلج پار جانے کا حکم دیا اور مقام کھائی پر
خیمہ زن ہوا - اُس وقت راجہ بھاگ سنگھ، راجہ جسونت
سنگھ والی نابھہ، بھائی لعل سنگھ کھتیل والہ اور سردار
گوردت سنگھ لاڈوہ والہ اور دیگر بہت سے سردار مہاراجہ کے
ہمراہ تھے - یہاں پر مہاراجہ نے فیروزپور کے حاکم سے
نذرانہ وصول کیا اور سردار کرم سنگھ چاھل کر فرید
کوٹ کی فتح کے لئے روانہ کیا - کرم سنگھ کی کامیابی
کی خبر آنے پر خود بھی آدھی رات گذرے کھائی سے کوچ
کیا اور اکتوبر سنہ ۱۸۰۸ع میں فریدکوٹ میں اپنا تھانہ
قائم کیا - پھر نواب مالیرکوتلہ سے نذرانہ وصول کیا - زاں
بعد مہاراجہ انبالہ پہنچا - قلعہ کو فتح کرکے وھاں بھی
اپنا تھانہ قائم کیا - اپنے ایک افسر سردار گنڈا سنگھ صافی
کو دو ہزار سوار کے ساتھ اِس قلعہ کا تھانہ‌دار مقرر کیا -
یہاں سے دورہ کرتا ہوا مہاراجہ شاہ‌آباد پہنچا - یہ مقام
دریائے مارکنڈہ کے کنارہ مرکزی مقام پر واقع ہے - اِس کے
ایک طرف سہارنپور، دوسری جانب جگادھری، تیسری سمت

تھانیسر اور چوتھی جانب دریائے جمنا ھے - یہاں سے نذرانے وصول کر کے مہاراجہ دسمبر سنہ ۱۸۰۸ع میں واپس امرتسر آیا -

برٹش گورنمنٹ کا رویہ

سرکار انگریزی نے مہاراجہ کے اِس رویہ کو نہایت ھی نامناسب خیال کیا - مسٹر مٹکاف وقتاً فوقتاً اِس کے خلاف گلہ آمیزی بھی کرتا رھا - مگر ابھی تک گورنر جنرل نے اِس بات کا قطعی طور پر فیصلہ نہیں کیا تھا کہ اُنہیں کیا رطیرہ اختیار کرنا چاھئے کیونکہ یورپ کی حالت ابھی تک مشتبہ تھی - مگر جب مہاراجہ شاہآباد تک جا پہنچا تو گورنر جنرل گھبرایا اور فیصلہ کیا کہ مہاراجہ کو روکنے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں - کیونکہ ایسی صورت میں ستلج پار کے سرداروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم ھونے مشکل ھو جائینگے - لہذا جنوری سنہ ۱۸۰۹ع میں انگریزی فوج زیر کمان کرنیل اختلرلونی دریائے جمنا سے پار اُتری اور بوریہ ، پٹیالہ ھوتی ھوئی لدھیانہ کے قریب آ پہنچی - انگریزی فوج کی آمد پر سرداران ستلج پار کی اُمیدیں اُمڈ آئیں - اُنھوں نے اپنے طرز عمل پر دوبارہ غور کیا اور یہی فیصلہ کیا کہ انگریزوں کے ساتھ ملنا ھی اُن کی ھستی قائم رکھنے کے لئے بہتر ھوگا - چنانچہ اختلرلونی نے اِس فیصلہ کی اطلاع گورنر جنرل کو دی - اور اُس کی منظوری سے ایک اِطلاع نامہ مورخہ ۹ فروری

سنہ ۱۸۰۹ع کو جاری کیا اور اُس کي نقل مہاراجہ رنجیت سنگھ کو بھیج دي -

اِطلاع نامہ کا لب لباب

اِس اِطلاع نامہ کا لب لباب یہ تھا کہ ستلج پار کے رئیسوں کو سرکار انگریزی نے اپنی پناہ میں لے لیا ھے - اس لئے جو فوج مہاراجہ نے ستلج کے اِس پار قائم کی ہوئی ھے وہ فوراً واپس بلائي جائے اور جن قلعجات میں مہاراجہ نے حال ھي میں اپنے تھانے مقرر کئے ھیں وھاں سے سپاہ اُٹھا لي جائے - عدم تعمیل کی صورت میں سرکار انگریزی جنگ کے لئے مجبور ھو جائیگی -

سر ڈیوڈ اخترلوني کا ۹ فروري سنہ ۱۸۰۹ع کا اطلاع نامہ

چونکہ انگریزی فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سرحد کے نزدیک ڈیرے ڈالے پڑی ھے اِس لئے یہ مناسب سمجھا گیا ھے کہ اِس اِطلاع نامہ کے ذریعہ مہاراجہ کی خدمت میں برٹش گورنمنٹ کی خوشنودی کا اظہار کیا جائے تاکہ مہاراجہ کے سرداروں کو سرکار انگریزی کے احساس سے آگاھی ھو جائے جس کا مقصد مہاراجہ کے ساتھ دوستی کو مستحکم کرنا اور اُس کے ملک کو نقصان سے بچانا ھے - دونوں سلطنتوں کے مابین محبت خاص شرائط کي وجہ سے ھی قائم رہ سکتی ھے - اس لئے وہ نیچے درج کی جاتی ھیں :—

۱ — کھرڑ خانپور اور دریائے ستلج کے اِس طرف کے دیگر قلعہ جات جو مہاراجہ کے ماتحتوں کے قبضہ

میں ہیں گرا دئے جائیں ، اور یہ مقامات اُن کے
پرانے مالکوں کو واپس کردئے جائیں -

۲ — مہاراجہ کی جس قدر پیادہ اور سوار سپاہ دریائے
ستلج کے اِس طرف ہو دریا کے پار مہاراجہ کے
ملک میں واپس بلالی جائے -

۳ — مہاراجہ کی جو سپاہ پھلور کے گھاٹ پر مقیم ہے کوچ
کرکے دریا پار چلی جائے اور آئندہ مہاراجہ کی فوج
دریا کے اِس طرف اُن سرداروں کے علاقہ میں نہ
آئے جو سرکار انگریزی کے تھانوں کی پناہ میں
آ چکے ہیں - گورنمنٹ نے دریا کی اُس طرف
سپاہیوں کی قلیل تعداد تھانوں میں مقرر کی
ہے - اگر اُتنی ہی سپاہ پھلور کے گھاٹ پر تھانہ
میں مقیم رکھی جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا -

۴ — اگر مہاراجہ مندرجہ بالا شرائط تکمیل میں لائے جیسا
کہ وہ کئی مرتبہ مسٹر مٹکاف کی موجودگی میں
اقبال کر چکا ہے تو یہ اپنا آپس کی دوستی کو
مستحکم کریگا - اگر اِن شرائط پر عمل‌در آمد نہ
ہوا تو یہ صاف عیاں ہوگا کہ مہاراجہ نہ صرف
انگریزوں کی دوستی کا کچھ لحاظ نہیں رکھتا
بلکہ دشمنی پر تلا ہوا ہے - ایسی صورت میں
فاتح انگریزی فوج اپنی حفاظت کے لئے ہر
طریقہ عمل میں لائیگی -

۵ — اِس اعلان کا مدعا صرف یہ هے کہ گورنمنٹ کے احساسات مہاراجہ پر ظاهر هو جائیں اور مہاراجہ کے خیالات همیں معلوم هو جائیں - گورنمنٹ کو اُمید کامل هے کہ مہاراجہ اِس اعلان کي شرائط پر غور کریگا اور اُنهیں اپنے حق میں بہت مفید پائیگا - اِس سے انگریزوں کي دوستی کا نمایاں ثبوت ملیگا کہ وہ جنگ کي پوری طاقت رکھنے کے باوجود بھي صلح کے آرزومند هیں -

رنجیت سنگھ کا جنگ کي تیاری کرنا

جب مہاراجہ کو یہ اِطلاع‌نامہ موصول هوا تو اُسے بڑا جوش آیا اور اُس کے منظور کرنے میں عذر کیا - رنجیت سنگھ کے لئے اب دو راستے کھلے تھے - یا تو سرکار انگریزي سے همیشہ کے لئے قطع تعلق کر لے ' یا اُن کے ساتھ عہدنامہ کرکے ستلج کو اپني حد قرار دے اور اپنی سلطنت کو وسعت دینے کے لئے کشمیر ' پشاور ' افغانستان ' ملتان وغیرہ کے علاقے فتح کرے - مہاراجہ کو پہلي تجویز پسند آئي - فوراً اپنے سرداروں کے نام احکام جاری کر دئے کہ تمام خالصہ فوج سمیت لاهور پہنچ جاؤ - اور اناج کے ذخیرے ' گولہ بارود و دیگر سامان جنگ با افراط جمع کرنا شروع کیا - قلعوں پر توپیں نصب کر دی گئیں - دیوان محکم چند کو حکم هوا کہ کانگڑہ سے تمام لشکر اور توپخانہ سمیت فوراً پھلور پہنچ جاؤ - اور دوسرا حکم پاتے هي انگریزوں کے ساتھ لڑائي شروع کر دو - اِسی طرح

تمام جاگیر داروں اور باجگزاروں کو حکمنامے روانہ کئے گئے اور سخت تاکید کی کہ بہت جلدی اپنی اپنی سپاہ اور توپوں کے ساتھ لاہور پہنچ جاؤ - لاہور کا قلعہ اور زیادہ مستحکم کیا گیا - خندق زیادہ گہری اور چوڑی بنا دی گئی - امرتسر کے نئے تعمیرشدہ قلعہ‌گوبند گڑھ کو اور بھی پکا بنا دیا گیا - قلعہ کی دیواروں پر توپیں چڑھا دی گئیں - منشی سوھن لال لکھتا ھے کہ چند دنوں میں ایک لاکھ کے قریب جرار لشکر لاہور میں جمع ھو گیا اور اُسے ستلج اور بیاس کے پار مختلف مقامات پر تعینات ھونے کا حکم جاری کر دیا -

سرکار انگریزی کی کارروائی

حکام انگریزی کو جب اِن تیاریوں کی خبر پہنچی - تو انھوں نے سرڈیوڈ اختر‌لونی کی فوج میں بہت سی ایزادی کر دی - راجہ نابھہ سے لدھیانہ کا قلعہ لےکر اپنی چھاؤنی قائم کرلی - گورنمنٹ انگریزی اپنی تیاریوں میں مصروف تھی - کہ یورپ سے نپولین بوناپارٹ کی کئی خانگی تکلیفات کی خبر یہاں پہنچی - جس سے صاف نظر آتا تھا - کہ اب نپولین کئی سال تک ھند پر حملہ نہیں کرسکتا - اب سرکار انگریزی نے بےدھڑک سابقہ کی نسبت زیادہ ٹھوس پالیسی اختیار کرلی - اور مہاراجہ کے ساتھ شدید خط و کتابت شروع ھوئی - اور یہ صاف طور سے واضح کر دیا - کہ خواہ کچھ ھو - برٹش گورنمنٹ مہاراجہ کی سلطنت کی مشرقی حد دریائے ستلج کے علاوہ اور کچھ قرار نہ دیگی -

اور ستلج کے اِس پار کی سکھ ریاستوں میں مہاراجہ کی دخل اندازی ہرگز گوارا نہ کی جائیگی -

رنجیت سنگھ کی دانشمندی

گو سرکار انگریزی کی یہ چال مہاراجہ کو ہرگز ہرگز پسند نہ تھی ' کیوں‌کہ اُسے صاف نظر آتا تھا کہ اِن شرائط کے منظور کرنے سے اُس کی زندگی کا مقصد درہم برہم ہو جائیگا اور وہ خالصہ کی متحدہ طاقت قائم نہ کر سکیگا - لیکن اُس کے ساتھ ہی اُس پر اپنی طاقت کی مضبوطی بھی عیاں تھی - اُس کی سلطنت ابھی ابتدائی مرحلہ بھی طے نہ کر چکی تھی اور سرکار انگریزی جیسی زبردست حکومت کے مقابلہ کی تاب نہ رکھتی تھی - نیز اُسے یہ خیال بھی ضرور آیا ہوگا کہ اگر وہ اِس موقعہ پر انگریزوں کے ساتھ جنگ میں مبتلا ہو گیا تو اغلب ہے کہ پنجاب کے وہ سردار اور رؤسا جنہیں مغلوب ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے شاید اُس کا ساتھ نہ دیں اور جو ابھی پورے طور پر مفتوح نہیں ہوئے ستلج پار کے سکھوں کی طرح انگریزوں سے پناہ نہ طلب کر بیٹھیں - ایسی صورت میں سکھ سلطنت کے قائم کرنے کا رہا سہا موقعہ بھی جاتا رہیگا -

مہاراجہ کا صلح کے لئے راضی ہونا

یہ دانشمندی اور عاقبت‌اندیشی مہاراجہ کے ایسے نازک وقت میں کام آئی - رنجیت سنگھ نے اپنے مشیران دولت سے دوبارہ مشورہ کیا - سارے معاملہ پر از سرنو غور

کرنے سے مہاراجہ اِس نتیجہ پر پہنچا کہ اِس وقت انگریزوں کے ساتھہ صلح کرنا ھي قرین مصلحت ھے گو چند سرداروں نے اِس رائے کي مخالفت بھي کی - اِسي اثناء میں مہاراجہ اور مٹکاف کے مسودوں سے کاٹ چھانٹ کرکے مرتب کیا ھوا نیا مسودہ کلکتہ سے آیا - اور دونوں طاقتوں کي متفقہ رائے سے پاس ھو گیا - یہ عہدنامہ مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۰۹ع کو تحریر ھوا - اور تاریخ میں مٹکاف کے عہد نامہ کے نام سے مشہور ھے -

عہد نامہ

یہ عہدنامہ ذکر کرتا ھے کہ سرکار انگریزي اور مہاراجہ رنجیت سنگھ والئے لاھور کے درمیان جو اختلافات پیدا ھو گئے تھے اب وہ دونوں کي خوشي و رضامندي سے طے ھو چکے ھیں - فریقین کی خواھش ھے کہ اُن کے مابین دوستانہ تعلقات قائم رھیں - اس لئے یہ عہدنامہ لکھا جاتا ھے جس کی پابندي دونوں سلطنتوں کے وارثوں اور جانشینوں کے لئے ضروري ھوگي - یہ عہدنامہ مہاراجہ رنجیت سنگھ فریق اول اور انگریزی گورنمنٹ کے ایجنٹ مسٹر سی' تی' مٹکاف فریق ثاني کي موجودگي میں تحریر ھوا -

شرائط

(۱) سرکار انگریزي اور ریاست لاھور میں ھمیشہ کے لئے دوستي رھیگي - دوسرا فریق یعني سرکار انگریزي پہلے فریق یعني سرکار لاھور کو بہت باعزت طاقتوں میں شمار کریگا اور برٹش گورنمنٹ

کو راجہ رنجیت سنگھ کے علاقے اور رعیت کے ساتھ جو دریائے ستلج کے شمال کي طرف واقع ھے کوئی سروکار نہ ہوگا۔

(۲) راجہ کے قبضہ میں آیا ہوا علاقہ * یا اُس کے نزدیکي علاقوں میں جو دریائے ستلج کے بائیں طرف ہیں اُس سے زیادہ فوج نہ رکھیگا جو اندروني انتظام کے لئے ضروري ھے اور نہ ھي ھمسایہ رئیسوں یا اُن کے علاقوں سے کوئي واسطہ رکھےگا۔

(۳) مندرجہ بالا شرائط میں سے کسي ایک کو توڑنے یا آپس کے دوستانہ برتاؤ میں پورا نہ اترنے کي صورت میں یہ عہدنامہ منسوخ سمجھا جائیگا۔

مٹکاف نے اِس عہدنامہ پر اپنے دستخط ثبت کرکے اِس کي نقل انگریزی اور فارسی میں رنجیت سنگھ کو دے دی اور دوسری نقل پر راجہ نے اپنی صحی اور مہر لگاکر مٹکاف کے حوالہ کر دي ۔ مٹکاف نے اقرار کیا کہ وہ دو مہینے کے اندر گورنر جنرل سے اُس کي منظوري منگوا دیگا اور تب یہ عہدنامہ پکا اور مکمل سمجھا جائیگا اور دونوں فریقوں پر اُس کي پابندي لازمي ہوگي ۔ چنانچہ یہ عہدنامہ مورخہ ۳۰ مئي سنہ ۱۸۰۹ع کو گورنر جنرل لارڈ منٹو نے اپني کونسل

---

* اِس علاقہ سے مراد اُن قصبوں اور قلعوں سے ھے جو انگریزي سفارت کے لاھور پہنچنے سے پہلے مہاراجہ نے اپنے قبضہ میں کئے ہوئے تھے اور جو مقامات انگریزي سفارت کے پہنچنے کے بعد مفتوح کئے تھے وہ سب کے سب اصل مالکان کو واپس کر دئے گئے تھے ۔

میں منظور کیا اور اِس پر اپنی مہر اور دستخط ثبت کرکے مہاراجہ کے پاس بھیج دیا -

عہدنامہ کے نتائج

اِس کشمکش کے اختتام پر رنجیت سنگھ کی زندگی کا ایک اہم اور ضروری مرحلہ طے ہوا - اِس میں شک نہیں کہ اب مہاراجہ کے نئے خالصہ کی متحدہ طاقت کو یکجا کرنے کا کوئی موقعہ نہ رہا اور اُسے نصف کے قریب سکھ مقبوضات سے محروم رہنا پڑا - کیونکہ چھ مثلیں ستلج کے پار واقع تھیں اور باقی چھ اِس طرف - مگر اب اُس کے لئے دریائے ستلج سے دریائے سندھ بلکہ اِس سے آگے تک میدان صاف ہو گیا اور انگریزوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کا کھٹکا دور ہو گیا - دوسری جانب انگریزی گورنمنٹ کا دائرہ رسوخ جان و مال کی ذرا سی بھی قربانی کئے بغیر قلم کی ایک زد سے یک لخت دریائے جمنا سے دریائے ستلج تک پہنچ گیا - مگر یہ سچ ہے کہ اِس عہدنامہ کی رو سے دونوں فریقین بخوبی مستفید ہوئے - کیونکہ اِس کے بغیر جلدی ہی غالباً دونوں سلطنتوں میں مٹھ بھیڑ کی نوبت پہنچ جاتی - یہ عہدنامہ رنجیت سنگھ کی فہم و ادراک کا اعلی نمونہ ہے -

مٹکاف کے شیعہ سپاہیوں اور اکالیوں میں فساد

ابھی اِس عہدنامہ پر فریقین کے دستخط نہیں ہوئے تھے کہ اتفاق سے محرم اور ہولی کے تہوار اکھٹے آ گئے - مسٹر مٹکاف کے ہمراہ چند شیعہ سپاہی بھی آئے تھے - اُنھوں نے

اپنے رواج کے مطابق تعزیہ نکالا ، اور جس وقت محرم کا جلوس تعزیہ سمیت دربار صاحب امرتسر کے پاس سے گذرا تو مسلمانوں اور اکالیوں میں فساد ہو گیا - مشہور اکالی لیڈر سردار پھولا سنگھ نے بڑے جوش سے حملہ کیا - طرفین کے کچھ آدمی کام آئے مگر متکف کے قواعددان سپاہیوں نے فوراً انگریزی طرز کے مطابق صف‌آرائی کر لی جس وجہ سے اکالیوں کا حملہ کارگر نہ ہو سکا - اِسی اثناء میں مہاراجہ کو بھی اطلاع پہنچ گئی - وہ قلعہ گوبندگڑھ سے فوراً موقع پر پہنچ گیا اور جھگڑا رفع کرا دیا - انگریزی فوج کے چھوٹے سے دستہ کی قواعد اور باقاعدہ صف‌آرائی دیکھی تو فوجی قواعد کی فضیلت اُس کے دل میں گھر کر گئی اور اِس حقیقت نے مہاراجہ کو انگریزوں کے ساتھ صلح کرنے پر مجبور کیا - ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اِس امر نے کس قدر مہاراجہ کو عہدنامہ پر دستخط کرنے کے لئے راغب کیا مگر اِس کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ مہاراجہ مغربی فوجی ٹریننگ یعنی طریقہ قواعد کا معتقد ہو گیا جس کو اُس نے اپنی فوج میں بھی پوری کوشش سے بعد میں رائج کیا -

ستلج پار کے رئیسوں کے لئے اِطلاع نامہ

ستلج پار کی ریاستیں فروری سنہ ۱۸۰۹ع میں سرکار انگریزی کی پناہ میں آ چکی تھیں - مگر یہ ضروری تھا کہ اُن کے تعلقات کو پورے طور پر واضح کر دیا جائے چنانچہ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۸۰۹ع کو مفصلہ ذیل اطلاع‌نامہ مشتہر کیا گیا اور ایک دربار منعقد کرکے یہ پڑھکر سنایا گیا -

یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے انگریزی فوج چند سرداروں کی زبردست خواہش کے مطابق دریائے ستلج کی طرف روانہ کی تھی جس کا مدعا یہ تھا کہ اُن کی دوستی کو مد نظر رکھتے ہوئے اُن کے علاقوں پر اُن کی خودمختاری قائم رکھی جائے - چنانچہ ایک عہدنامہ مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۰۹ع کو سرکار انگریزی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے درمیان طے ہو چکا ہے لہذا نہایت خوشی کے ساتھ برٹش گورنمنٹ مالوہ اور سرحد کے علاقے کے سرداروں اور رئیسوں کی تسلی کے لئے یہ دستاویز پیش کرتی ہے جس کی شرائط حسب ذیل ہیں :—

شرائط اطلاعنامہ

۱ — مالوہ اور سرحد کے علاقہ کے سردار سرکار انگریزی کے زیرسایہ آ چکے ہیں - چنانچہ اُنہیں آئندہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی تشدد کی پالیسی سے محفوظ رکھا جائیگا -

۲ — اُن رئیسوں سے جو برٹش گورنمنٹ کی پناہ لے چکے ہیں کوئی خراج نقد یا جنس کی صورت میں نہیں لیا جائیگا -

۳ — اُن سرداروں کے جو اختیارات اور حقوق سرکار انگریزی کی حفاظت میں آنے سے پہلے تھے وہی برقرار رہینگے -

۴ — جب کبھی امن قائم رکھنے کے لئے انگریزي فوج کو اِن رئیسوں کے علاقہ سے گذرنا پڑے تو ہر رئیس کے لئے لازمی ہوگا کہ جب اس کے علاقہ سے فوج کا گذر ہو تو وہ فوج کی ہر مناسب طریقہ سے مدد کرے ' یعنی غلہ ' جائے رہائش و دیگر ضروریات بہم پہنچائے -

۵ — جب کوئی دشمن اِس ملک پر حملہ کرے تو دوستی کے اصول کے مطابق ہر ایک سردار کے لئے ضروري ہوگا کہ وہ اپنی اپنی فوج کے ساتھ انگریزی سپاہ سے آ ملے اور اپنی پوری کوشش کے ساتھ دشمن کو شکست دینے میں مدد کرے - ایسے موقعہ پر اِن رئیسوں کی فوج انگریزی قواعدداں فوج کے ماتحت کام کریگی -

۶ — کسی ولایتی سامان پر جو ممالک یورپ سے انگریزي فوجوں کے اِستعمال کے لئے اِن کے علاقے سے گذرے کوئی محصول نہ لیا جائے -

۷ — خواہ کتنے هی گھوڑے انگریزی فوج کے رسالہ کے لئے اِس علاقہ سے خریدے جائیں یا کسی اور ملک سے خریدے ہوئے یہاں سے گذریں تو اُن پر کوئی محصول وغیرہ نہ لیا جائے - گھوڑے گذارنے یا خریدنے والوں کے پاس رزیڈنٹ دهلي یا سرحد کے انگریزي افسر کے دستخطي پروانۂ راهداري هوا کرینگے -

انجامِ اِطلاع نامہ

اِس اِطلاع نامہ کا یہ انجام ہوا کہ ستلج پار کے علاقہ کے رئیسوں کا ہمیشہ کے لئے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے تعلق ٹوٹ گیا - لدھیانہ میں انگریزی چھاؤنی قائم ہو گئی - سر ڈیوڈ اختر لونی جو اُن دنوں بڑا لائق فائق سول اور فوجی افسر مانا جاتا تھا برٹش فوج کا کمانڈر مقرر ہوکر لدھیانہ میں رہنے لگا - اُس کے ساتھ رہنے کے لئے بخشی نند سنگھ بھنڈاری مہاراجہ رنجیت سنگھ کا ایلچی مقرر ہوا اور سرکار انگریزی کی طرف سے خوشوقت رائے لاہور دربار میں اخبارنویس مقرر کیا گیا -

نواں باب

فتوحات کی بھرمار

سنہ ۱۸۰۹ع سے سنہ ۱۸۱۱ع تک

تسخیر قلعہ کانگڑہ - اگست سنہ ۱۸۰۹ع

پیشتر ذکر کیا جا چکا ہے کہ مارچ سنہ ۱۸۰۹ع میں مہاراجہ نے دیوان محکم چند کے نام تاکیدی حکم بھیجا تھا - کہ کانگڑہ کی مہم کا اِرادہ ترک کرکے فوراً پھلور پہنچ جاؤ - سرکار انگریزی کے ساتھ صلح ہو جانے کے بعد مہاراجہ نے پھر اپنی توجہ کانگڑہ کی طرف مبذول کی - گورکھا جرنیل امر سنگھ تھاپہ کچھ عرصہ سے جرار فوج * کے ساتھ کانگڑہ کی وادی میں راجہ سنسار چند کے ساتھ جنگ میں مشغول تھا اور قلعۂ کانگڑہ کا محاصرہ ڈالے پڑا تھا - سنسارچند کو تجان کے لالے پڑے ہوئے تھے - اُس نے اپنے بھائی فتح سنگھ کو مہاراجہ کے پاس مدد کے لئے بھیجا - مہاراجہ نے امداد کے عوض قلعہ کانگڑہ طلب کیا جسے سنسار چند نے منظور کر لیا - مہاراجہ نے پوری تیاری کے ساتھ کوچ کیا اور ماہ مئی کے آخر میں کانگڑہ پہنچا - مہاراجہ کے ساتھ

---

* دیوان امر ناتھ گورکھا فوج کی تعداد پچاس ہزار کے قریب درج کرتا ہے -

اِس وقت بھاری جمعیت تھی - تمام جاگیردار سردار اپنی اپنی سپاہ کے ساتھہ موجود تھے - منشی سوھن لال کے اندازہ کے مطابق تقریباً ایک لاکھہ سوار و پیادہ فوج مہاراجہ کے همرکاب تھی - کوھستانی راجاؤں کے نام جو اِس ملک کے راستوں سے بخوبی واقف تھے حکم جاری ہوا کہ گورکھا فوج کے سامان رسد حاصل کرنے کے راہ مسدود کر دو -

یہ بندوبست کرنے کے بعد مہاراجہ نے سنسار چند کو قلعہ خالی کرنے اور اُس پر خالصہ فوج کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے کہا - مگر اُس نے لیت و لعل کیا اور کہا کہ اتنی جلدی کیا پڑی ھے جب گورکھا فوج کانگڑہ سے واپس چلی جائیگی وہ فوراً قلعہ مہاراجہ کے حوالہ کر دیگا - لیکن رنجیت سنگھہ اِس چال میں کب آنےوالا تھا چنانچہ سنسار چند کے بیٹے انرودھہ‌چند کو جو مہاراجہ کی پیشی میں تھا نظربند کر لیا گیا - اب سنسار چند قلعہ خالی کرنے پر مجبور ہو گیا اور ۲۴ اگست سنہ ۱۸۰۹ع کو مہاراجہ کا قلعہ کانگڑہ پر تسلط ہو گیا -

گورکھا فوج سے جنگ

گورکھا فوج کے سامان رسد کے راستے کچھہ عرصہ سے بند ہو چکے تھے - اب مہاراجہ نے موقعہ پاکر اُن پر دھاوا بول دیا اور اُن کے سامنے کے مورچوں پر جو قلعہ سے میل بھر کے فاصلہ پر تھے قبضہ کر لیا - گھمسان کا معرکہ شروع ہو گیا - گورکھوں نے جان توڑ کر مقابلہ کیا - خالصہ فوج کے چار

پانچ افسر اور کچھ سپاھي کام آئے مگر گورکھوں کو پیچھے ھٹنا پڑا - پھر اُنھوں نے گنیش گھاتي کے قریب جم کر لڑنا شروع کیا - مہاراجہ نے تازہ دم فوج کو وھاں بھیجا - گورکھوں نے پہلی شکست کے دھبہ کو مٹانے اور قومي آن قائم رکھنے کی غرض سے پرجوش تیاریاں کیں - بڑي خونریز جنگ ھوئي - گولیوں کے بعد تلوار کي نوبت آئي - دونوں فریقین اپنے جوھر دکھانے میں آگے بڑھتے جاتے تھے مگر گورکھا سپاھی دراز قد سکھوں کي لمبی تلواروں کی خونریزي کی تاب نہ لا سکے - اُن کی کھوکھریاں خالصوں کی چمکیلي تلواروں کے سامنے رات کے اندھیرے کی طرح ماند پڑ گئیں - گورکھے یکایک پیچھے ھٹے اور نکل بھاگے - میدان سکھوں کے ھاتھ رھا -

مہم کا اختتام

گو اِس جنگ میں سکھوں کا بھاري نقصان ھوا لیکن تمام پہاڑي علاقہ مہاراجہ کے تابع ھو گیا - * ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۰۹ع کو مہاراجہ قلعہ کانگڑہ میں داخل ھوا اور عظیم‌الشان دربار منعقد کیا ' جس میں کانگڑہ ' چمبہ ' نورپور ' کوتلہ ' شاہپور ' جسروتہ ' بسوھلي ' مانکوت ' جسوان ' سب گولیر '

* گورکھا فوج گو شکست کھا چکي تھي مگر ابھي تک کانگڑہ وادي میں موجود تھي - مہاراجہ بھي جنگ کے خاتمہ ھي میں مصلحت سمجھتا تھا - چنانچہ خط و کتابت کے بعد مہاراجہ اور امر سنگھ میں یہ طے ھوا کہ اگر مہاراجہ اُسے باربرداري کا سامان اکٹھا کرنے میں مدد دے تو وہ وادي سے چپ‌چاپ چلا جائیگا -

منڈی ' سکیت ' کلو ' اور داتارپور ' وغیرہ کے حکمران شامل ہوئے - تمام پہاڑی راجاؤں نے مہاراجہ کو نذریں پیش کیں اور مہاراجہ کی طرف سے سب کو قیمتی خلعتیں ملیں - کانگڑہ کی قلعہ‌داری اور تمام کوھستانی علاقہ کی نظامت کے لئے مہاراجہ نے سردار دلیسا سنگھ مجیٹھہ کو مقرر کیا اور اُس کے ماتحت پہاڑ سنگھ نائب ناظم تقرر ھوا - ضرورت کے مطابق کچھ فوج کانگڑہ میں مقیم کی گئی - دیوان محکم چند کو حکم ھوا کہ ستلج کے کنارے قلعہ پھلور کو مستحکم کرے اور کچھ عرصہ کے لئے وھاں ھی قیام رکھے - یہ بندوبست کرکے مہاراجہ لاھور واپس آیا - کانگڑہ کی فتح کی خوشی میں لاھور اور امرتسر چراغاں کئے گئے ' غربا اور مساکین میں خیرات تقسیم ھوئی - رات کے وقت مہاراجہ خود بھی ھاتھی پر سوار ھوکر بازار کی رونق دیکھنے گیا -

ھریانہ پر قبضہ

ماہ ستمبر کے آخر میں مہاراجہ کانگڑہ سے واپس آتا ھوا جالندھر دوآبہ سے گذرا - اِنھی دنوں سردار بگھیل سنگھ اھلواولیہ والئے ھریانہ فوت ھو چکا تھا - چنانچہ مہاراجہ نے اُس کے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور اُس کی بیوہ کے لئے معقول جاگیر مقرر کر دی -

تسخیر گجرات سنہ ۱۸۱۰ع

کانگڑہ کی فتح کے بعد رنجیت سنگھ نے پنجاب کے مختلف مقامات پر اپنا مکمل قبضہ جمانے کی طرف

توجه مبذول کی - سب سے پہلے گجرات کي طرف متوجه هوا - گجرات کا حاکم سردار صاحب سنگھ بھنگي اگرچه مہاراجه کي اطاعت قبول کرچکا تھا مگر ابھي تک اپنے علاقه میں پورا اقتدار رکھتا تھا - اُس کا ملک کافي وسیع تھا جس میں جلال‌پور ' منگاور اور اسلام‌گڑھ وغیرہ بہت سے مستحکم قلعے تھے - نیز اُس کے پاس سامان جنگ بھي کافی مقدار میں موجود تھا اور روپیه کي بھی کمی نه تھي - حسن اتفاق سے اُنھی دنوں صاحب سنگھ اور اُس کے بیٹے گلاب سنگھ میں ناچاقي پیدا هو گئی اور بیٹا باپ کی مرضي کے بغیر جلال‌پور وغیرہ ایک دو قلعوں پر قابض هو چکا تھا - رنجیت سنگھ نے اِس واقعه سے پورا فائدہ اٹھایا اور دو تین ماہ کے عرصه هي میں گجرات کے تمام علاقه پر تسلط جما لیا - صاحب سنگھ دیواوتاله کے کوهستاني علاقه کي طرف بھاگ گیا - * فقیر عزیزالدین کا بھائی فقیر نورالدین اس ضلع کا پہلا ناظم مقرر هوا -

قلعجات کوچک کي بہتات

یہاں یه بتا دینا ضروري معلوم هوتا هے که اُس زمانه میں پنجاب میں تھوڑی دور کے فاصله پر چھوٹے چھوٹے قلعے بنے هوئے تھے اور بڑے بڑے قصبے مضبوط فصیلوں سے گھرے هوئے تھے -

---

* ایک سال کے بعد رنجیت سنگھ نے صاحب سنگھ کو واپس بلا لیا اور گذارے کے لئے معقول جاگیر عنایت کی

اٹھارھویں صدي کے آغاز میں مغل حکومت کمزور ہو چکی تھي - اور نادر شاہ و احمد شاہ ابدالي وغیرہ کے آئے دن کے حملوں سے ملک میں بدامني پھیلي ہوئی تھی - چنانچہ لوگوں نے اپنا جان و مال بچانے کی خاطر یہ تمام بندوبست کر رکھے تھے - بعض بعض جانباز بہادر موقعہ پاتے ھی ایک آدھ قلعہ تعمیر کر لیتے تھے اور گرد و نواح کے علاقہ میں اپنا تسلط قائم کر لیتے تھے - مگر ایسی حالت میں ملک میں امن قائم رکھنا محال تھا - چنانچہ ایسي چھوٹي چھوٹي طاقتوں کو دور کر دینے میں ھی مہاراجہ نے ملک کي بہتري سمجھی - گجرات کے بعد اُس نے موجودہ ضلع شاہپور کا دورہ کیا اور قصبہ میاني اور بھیرہ میں قیام کرنے کے بعد خوشاب کی طرف روانہ ہوا -

خوشاب و ساھیوال وغیرہ کي فتح
فروری سنہ ۱۸۱۰ع

خوشاب اور ساھي‌وال کے علاقہ میں جنگجو بلوچ قبیلے آباد تھے اور انھوں نے کئی جگہ مستحکم قلعے بنا رکھے تھے - جس وقت مہاراجہ کا لشکر خوشاب کے نزدیک پہنچا تو وھاں کا حاکم جعفر خاں بلوچ مقابلہ کی تاب نہ لاکر شہر چھوڑکر بھاگ گیا اور اپنے مضبوط قلعہ کچھ میں جاکر پناہ‌گزیں ہوا - مہاراجہ نے خوشاب پر قبضہ کرکے وھاں اپنا تھانہ قائم کر لیا پھر قلعہ کا محاصرہ شروع کیا - بلوچ سپاہ نے جان توڑ کر سکھوں کا مقابلہ کیا - سکھ سپاھي جوش و

خروش سے آگے بڑھتے مگر تھوڑي سي دير ميں پسپا ھو جاتے - اِس طرح کئي سکھ کام آئے -

امن پسند کارروائي

آخر مہاراجہ نے جعفر خاں کو پيغام بھيجا کہ اگر وہ قلعہ خالي کر دے تو اُسے معقول جاگير عطا کي جائيگی مگر بہادر بلوچ سردار نے جواب ميں کہلا بھيجا کہ اگر آپ خوشاب ھميں واپس کر ديں تو بہتر ھے ورنہ ھم اپنے مال و ملک کي خاطر جان دينے کے لئے تيار ھيں - چنانچہ نجيت سنگھ نے محاصرہ جاري رکھا اور دو تين جانب قلعہ کي ديوار کے نيچے سرنگ کھدوا کر اُسے بارود سے بھر ديا تاکہ قلعہ کو اُڑا ديا جائے - مگر مہاراجہ غير ضروري خون بہانے کا معتقد نہيں تھا اور جہاں تک اُس کا بس چلتا تھا طرفين کے جان و مال کے نقصان کے بغير ھی اپنا مقصد حل کرنے کی کوشش کرتا تھا - چنانچہ ايک بار پھر جعفر خاں کو پيغام بھيجا کہ قلعہ خالي کردو تمہيں بيش بہا جاگير دي جائيگي ورنہ چند منٹوں ميں ھي قلعہ پيوند زمين ھونےوالا ھے - اگر يقين نہ ھو تو کسی معتبر شخص کو بھيجکر سرنگوں کي حالت ملاحظہ کرالو -

اب جعفر خاں بھي لاچار ھو چکا تھا - اُس کے لئے سامان رسد مہيا کرنا ناممکن ھو چکا تھا - چنانچہ قلعہ خالی کرنے ميں ھي مصلحت وقت خيال کيا - مہاراجہ اُس کے

ساتھ بڑی عزت سے پیش آیا - اُسے بمعہ عیال خوشاب میں رہنے کی اجازت دے دی اور گذارے کے لئے معقول جاگیر عطا کی -

فتح خاں کی شکست

اِس کے بعد مہاراجہ ساھی‌وال کی طرف متوجہ ہوا - یہاں کا حاکم فتح خاں بڑا امیر تھا - اُس کے علاقہ میں تقریباً اڑھائی سو گاؤں آباد تھے اور دس بارہ قلعے تھے - اُس کے صدر مقام ساھی‌وال کا قلعہ نہایت مضبوط تھا - جس کی دیواروں پر توپیں اور رھکلے نصب؛ تھے - گو ایک سخت معرکہ کے بعد ۱۰ فروری سنہ ۱۸۱۰ع کو مہاراجہ نے قلعہ فتح کر لیا مگر فتح خاں نے شہر میں داخل ہوکر کچھ دیر تک پھر مقابلہ جاری رکھا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کو بہت نقصان پہنچا - کئی مکانات توپوں کی گولہ‌باری سے مسمار ہو گئے - آخر فتح خاں اور اُس کا بیٹا مقابلہ کرتے ہوئے گرفتار کر لئے گئے - اُنھیں قلعہ کانگڑہ میں قید کر دیا گیا - * اور فتح خاں کا کل علاقہ مہاراجہ کے قبضہ میں آ گیا -

تسخیر جموں سنہ ۱۸۱۰ع

خوشاب روانہ ہونے سے پیشتر مہاراجہ نے فوج کا ایک دستہ زیر سرکردگی سردار حکما سنگھ چمنی جموں کی

---

* جنوری سنہ ۱۸۱۱ع میں مہاراجہ نے فتح خاں کو رہا کرکے معقول جاگیر عطا کی -

جانب روانہ کیا تھا - جموں کی حکومت کا شیرازہ اُس وقت بگڑ رہا تھا - راجہ اور رانی میں نااتفاقی پھیلی ہوئی تھی - ریاست کا مدارالمہام میاں موتا بہت طاقت پکڑ چکا تھا - مہاراجہ کی فوج کے حملہ‌آور ہوتے ہی مختصر سی لڑائی کے بعد میاں موتا نے ریاست مہاراجہ کے حوالہ کر دی -

الحاق وزیرآباد

سردار جودھ سنگھ وزیرآبادیہ نومبر سنہ ۱۸۰۹ع میں فوت ہو گیا تھا - مہاراجہ نے اُس کے بیٹے گنڈا سنگھ کو علاقہ کی سرداری پر متعین کر دیا اور وفات کے تیرہ دن بعد کریا کے روز اپنے ہاتھ سے دستار سرداری اور دوشالہ گنڈا سنگھ کو عنایت کیا اور اُس سے حق وراثت کی معقول رقم طلب کی - * جون سنہ ۱۸۱۰ع میں گنڈا سنگھ اور اُس کے رشتہ‌داروں میں باہمی فساد شروع ہو گیا - مہاراجہ نے خلیفہ نورالدین حاکم گجرات کو حکم بھیجا کہ جاکر وزیرآباد پر قبضہ کر لو - چنانچہ معمولی سے مقابلہ کے بعد وزیرآباد مہاراجہ کے تصرف میں آ گیا اور گنڈا سنگھ کو معقول جاگیر عنایت کر دی گئی -

---

* منشی موہن لال کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ دو لاکھ روپیہ طلب کیا گیا مگر آخر میں چالیس ہزار پر فیصلہ ہوا - دیوان امر ناتھ ایک لاکھ روپیہ لکھتا ہے -

سلطنت کابل کي حالت

سنہ ۱۷۹۹ ع میں لاہور سے واپس جانے پر امیر شاہ زمان کا زمانۂ زوال شروع ہوا - پنجاب ہاتھ سے جاتا رہا اور تھوڑے ہي عرصہ میں تخت کابل سے بھی محروم کیا گیا اُس کے بھائي شاہ محمود نے خود تخت پر قبضہ کر لیا - اور شاہ زماں کو قید کرکے اُس کی آنکھیں نکلوا دیں ' مگر شاہ محمود کو بھي دیر تک تخت پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا - اُس کے دوسرے بھائی شاہ شجاع الملک نے فوج جمع کرکے شاہ محمود کو تخت سے اُتار دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا - ستمبر سنہ ۱۸۰۸ ع میں لارڈ منٹو نے زیر سرکردگی مسٹر ایلفنسٹن انگریزي سفارت کابل بھیجا جس نے شاہ شجاع الملک کے ساتھ دوستي کا عہدنامہ کیا مگر ابھي یہ سفارت کلکتہ واپس نہیں پہنچی تھی کہ اُنہیں خبر ملی کہ شاہ شجاع کو تخت سے اُتار دیا گیا ہے - اُس زمانۂ انقلاب میں فتح خاں بارک زئي وزیر کابل تھا - بارک زئی قبیلہ بڑا بارسوخ تھا - جس کے بہت سے اراکین سلطنت افغانستان کے معزز عہدوں پر ممتاز تھے - اُن میں بڑا اتفاق اور یکجہتی تھی - چنانچہ وزیر فتح خاں نے شاہ محمود کو قیدخانہ سے نکلوایا اور شاہ شجاع کو تخت سے اُتار کر شاہ محمود کو کابل کا بادشاہ بنایا -

شاہ شجاع کی مہاراجہ سے ملاقات

شاہ شجاع الملک اس حالت میں اپنی جان کی حفاظت کے لئے پنجاب کی طرف بھاگا - شروع فروری سنہ ۱۸۱۰ ع میں

مہاراجہ خوشاب کے مقام پر مقیم تھا - اسے خبر ملی کہ شاہ شجاع دریائے اٹک عبور کر چکا ھے اور مہاراجہ سے ملاقات کرنے کا خواھشمند ھے - مہاراجہ اس کے ساتھ بڑي تکریم سے پیش آیا - بڑي خاطر مدارات کی - دوران گفتگو میں مہاراجہ نے ملتان اور کشمیر فتح کرنے کے ارادہ کی طرف اشارہ کیا - یہ بات یاد رکھنے کے قابل ھے کہ یہ دونوں صوبے ابھي تک گورنمنٹ کابل کے ماتحت سمجھے جاتے تھے - گو یہ تعلق اس وقت صرف برائے نام تھا کیونکہ یہاں کے گورنر کابل کي کمزوري سے فائدہ اٹھاکر اپنے آپ کو خودمختار تصور کرتے تھے - شاہ شجاع مہاراجہ کے پاس زیادہ قیام نہ کر سکا - فوراً خوشاب سے روانہ ھوکر راولپنڈی واپس چلا گیا اور وھاں سے پشاور میں قیام پذیر ھوا -

ملتان پر یورش - فروري سنہ ۱۸۱۰ع

مہاراجہ ابھی خوشاب ھی میں مقیم تھا کہ سردار فتح سنگھ اھلووالیہ اور دیگر سرداروں کے نام احکام جاري ھوئے کہ اپنـي اپني افواج لےکر مہاراجہ سے آ ملیں - اُن کے پہنچنے پر ۲۰ فروري سنہ ۱۸۱۰ع کو مہاراجہ نے ملتان کی طرف کوچ کیا اور چار ھي روز میں طول طویل سفر کرکے منزل مقصود پر جا پہنچا - اِس دفعہ نواب بھي جنگ کے لئے پوري طرح سے مستعد تھا - سرداران نہال سنگھ اٹاری والے اور عطر سنگھ دھاري کي زیرسرکردگی ایک بہادر دستے نے شہر پر حملہ کر دیا - جنگ کا سرگرم بازار جاري ھوا

بعد دو پہر تلواروں کے داؤ چلنے لگے - ایسا گھمسان کا معرکہ سکھ نوجوانوں کو بہت مدت کے بعد نصیب ہوا تھا - مہاراجہ گھوڑے پر سوار میدان جنگ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ اُڑتا ہوا اپنے بہادروں کا دل بڑھاتا پھرتا تھا - شام تک خونریز جنگ جاری رہی - خون کی ندیاں بہ نکلیں - کشتوں کے پشتے لگ گئے - نواب کی فوج نے پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا جوش و ثابت‌قدمی دکھلائی مگر آخر ان کے قدم اُکھڑ گئے اور رات کی تاریکی میں پٹھان میدان خالی کرکے قلعہ میں جا گھسے ' چنانچہ ۲۵ فروری کو سکھوں نے شہر پر قبضہ کر لیا -

اب قلعہ کا محاصرہ ڈال دیا گیا - طرفین کی طرف سے گولہ‌باری شروع ہوئی - اگرچہ قلعے میں تازہ‌دم فوج خوب جوش و خروش سے معرکہ میں مشغول تھی مگر مہاراجہ بھی اس دفعہ ملتان سر کرنے پر تلا ہوا تھا - چنانچہ اُس نے اپنی رسد رسانی کے انتظام کو اور بھی پختہ کیا - چند دنوں کے بعد ہی سردار نہال سنگھ نے قلعہ کی مغربی جانب میں سرنگیں کھدوانی شروع کیں - اُن میں بارود بھر کر آگ لگا دی گئی - اتفاق سے سردار نہال سنگھ اُس وقت سرنگوں سے بہت فاصلے پر نہ تھا - جب دیوار کا ایک حصہ بارود کے دھماکے سے زمین پر جا پڑا تو چند پتھر سردار کے آ لگے جس سے وہ بری طرح زخمی ہو گیا - مہاراجہ کا عزیز افسر سردار عطر سنگھ دھاری بھی اس کے نزدیک ہی کھڑا تھا - اُسے ایسی

سخت چوٹ آئي کہ فوراً مر گیا - یہ دیکھ کر خالصہ فوج کو بہت جوش آیا - انہوں نے گري ہوئي دیوار سے حملہ کیا اور آن کی آن میں قلعہ کے اندر جا گھسے اور ہاتھوں ہاتھ تلوار چلانی شروع کی - اب تو نواب مایوس ہو گیا - صلح کا سفید جھنڈا بلند کیا اور بھاري رقم تاوان جنگ و نذرانہ کے طور پر دینے کے لئے تیار ہو گیا * - مہاراجہ نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا اور اِس پر رضامند ہو گیا کہ نواب ملتان آئندہ کے لئے اپنے آپ کو کابل کا صوبہ‌دار تصور نہ کرے اور بوقت ضرورت سکھ حکومت کي مدد کرے - چنانچہ نذرانہ وصول کرنے کے بعد مہاراجہ لاہور واپس آیا † -

علاقۂ تسکہ کي فتح

ملتان سے واپس آتے وقت سردار ندھان سنگھ ہتو جو علاقۂ تسکہ کا مالک تھا بغیر مہاراجہ کي اجازت کے اپنے علاقہ میں چلا گیا - ندھان سنگھ تجربہ‌کار اور بہادر سپاہي تھا اور مغرور بھي تھا - اُس کا قلعہ بہت مضبوط تھا - مہاراجہ

---

* دیوان امرناتھ یہ رقم ایک لاکھ اسي ہزار بیان کرتا ھے -

† ابھي تک شجاع‌الملک ہندوستان ھي میں تھا اور پشاور کے تمام علاقہ پر قابض ہو چکا تھا - غالباً اِسي لئے رنجیت سنگھ نے مظفر خاں سے یہ شرط طے کرائي تھي کہ وہ آئندہ کے لئے حکومت کابل سے کچھ واسطہ نہ رکھے - نواب مظفر خاں نے اِس حملہ کے دوران میں گورنر جنرل سے بھي خط و کتابت شروع کر دي تھي - اغلب ھے یہ بھي ایک وجہ ہو جس سے مہاراجہ نے صرف نذرانہ لینے پر ھي اکتفا کیا ہو اور قلعہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ فی‌الحال ملتوي کر دیا ہو -

نے فوج کا ایک دستہ روانہ کرکے قلعۂ تسکہ کا محاصرہ کر لیا ۔ سردار ندھان سنگھ نے ایک ماہ تک بڑی دلیری سے مقابلہ کیا ۔ آخرکار مہاراجہ کی اطاعت منظور کرلی اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا ۔ مہاراجہ نے اُسے کچھ دیر تک نظربند رکھ کر رہا کر دیا اور اپنی گھوڑچڑھا فوج میں ایک اعلیٰ عہدہ پر ممتاز کیا اور قابل‌قدر جاگیر بھی بخش دی ۔ مہاراجہ میں یہ خاص وصف تھا کہ جہاں تک ممکن ہوتا وہ مفتوح شدہ بہادر سرداروں کو اعلیٰ عہدوں پر سرفراز کرکے اُن کا رتبہ قائم رکھتا تھا جس وجہ سے وہ سردار مہاراجہ کے لئے پوری وفاداری رکھتے تھے اور مہاراجہ بھی اُن کی بہادری اور لیاقت سے مستفید ہوتا تھا ۔ چنانچہ سردار ندھان سنگھ نے اس کے بعد کئی موقعوں پر اپنی بہادری کے جوہر دکھائے ۔

منڈی و سکیت کی یورش

اسی سال فوج کا ایک دستہ زیر کمان سردار دلیسا سنگھ مجیٹھیہ ناظم کوہستان کانگڑہ بطرف منڈی و سکیت روانہ کیا گیا جس نے وہاں کے راجاؤں سے نذرانے وصول کئے ۔ مہاراجہ نے سردار دلیسا سنگھ کو اُس کی فتحیابی پر بہت سا انعام و اکرام دیا ۔

پرگنہ ہلوال پر نصرت

جیسا کہ گذشتہ واقعات کے مطالعہ سے ظاہر ہو چکا ہوگا مہاراجہ نے اُس وقت چھوٹے چھوٹے قلعوں کی تسخیر کی باقاعدہ پالیسی اختیار کی ہوئی تھی ۔ چنانچہ راوی اور

چناب کے درمیان علاقہ ھلووال جو سردار باگھ سنگھ کے تصرف میں تھا مہاراجہ کی فوج نے جا گھیرا - باگھ سنگھ کو گذارہ کے لئے اچھي جاگیر دے کر اُس کا علاقہ سلطنت لاھور میں شامل کر لیا گیا -

تسخیر قلعۂ کسک

کسک کا مستحکم قلعہ نمکسار کھیوڑہ کے قریب پہاڑي کی چوٹي پر واقعہ ھے - اُس زمانہ میں یہ قلعہ چوھا سیدن شاہ، کٹاس، اور نمکسار کھیوڑہ کي ناک خیال کیا جاتا تھا - مہاراجہ نے یہاں اپنا تھانہ قائم کرنا ضروري خیال کرکے قلعہدار کو اُس کے خالی کرنے کے لئے کہلا بھیجا - ساتھ ھی یہ بھی لالچ دیا کہ تمھیں معقول جاگیر دي جائیگي اور دو آنے في روپیہ قدیم طریقہ کے بموجب جو تمھیں نمک کی آمدني پر ملتا ھے بدستور جاري رکھا جائیگا - مگر جنگجو قبیلہ کے سپاھی قلعہ خالي کرنے پر تیار نہ ھوئے - چنانچہ قلعہ کا محاصرہ شروع کیا گیا - مگر خالصہ فوج کے سب بہادرانہ حملے نا کام رھے - آخرکار مہاراجہ نے چوھا سیدن شاہ جو کہ قلعہ کے دامن میں تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور جہاں سے قلعہ میں پہلے کا پاني جاتا تھا اپنے قبضہ میں کر لیا - چنانہ کچھ دیر کے بعد پاني کي تنگي کي وجہ سے قلعہ خالی کر دیا گیا - قلعہ والوں کو حسب وعدہ جاگیریں عطا کي گئیں - مہاراجہ نے وھاں اپنا تھانہ قائم کر لیا اور سردار حکما سنگھ چمنی کو جو اِس مہم کی کمان میں تھا خلعت فاخرہ مرحمت ھوئي -

قلعۂ منگلا کی فتح

پیشتر ذکر آ چکا ھے کہ سردار صاحب سنگھ گجرات سے بھاگ کر کوھستانی علاقہ دیواوتالہ میں پناہگزین ھوا تھا - چنانچہ مہاراجہ نے فوراً اُس کے قلعہداروں کے نام احکام جاری کئے کہ وہ اُس کی مدد سے گریز کریں - مہاراجہ کو اُس وقت اور مہم در پیش تھی - اس لئے فی الحال اِس علاقہ کی فتح کو معطل رکھا - زاں بعد قدرے فراغت ہونے پر اس طرف اپنی توجہ مبذول کی - قلعۂ منگلا کوھستانی قلعوں میں سب سے زیادہ مستحکم تھا جو دریائے جہلم کے کنارے بلند پہاڑی پر واقع تھا * - خالصہ فوج نے جان توڑ کوشش کے بعد قلعہ فتح کر لیا - اِس کے بعد دوسرے قلعہداروں نے بھی بلا مقابلہ مہاراجہ کی اطاعت قبول کر لی - اِس طرح جہلم پار کے پہاڑی ملک پر مہاراجہ کا پورا تسلط قائم ھو گیا -

فضیلپوریہ مثل کے مقبوضات کا الحاق
ستمبر سنہ ۱۸۱۱ ع

فضیلپوریہ مثل کے مقبوضات دریائے ستلج کے دونوں جانب واقع تھے - اِس مثل کا سردار بدھ سنگھ بڑا بہادر -

---

* آج کل بھی اسی مقام پر ایک قلعہ واقع ھے - دریائے جہلم یہاں سے تیز خم کھاتا ھوا پہاڑی علاقہ چھوڑ کر میدانی علاقہ میں داخل ھوتا ھے - غالباً اسی جگہ سے سکندر اعظم نے دریائے جہلم عبور کرکے بے خبری کی حالت میں مہاراجہ پورس پر حملہ کیا تھا -

باوقار اور مغرور انسان تھا اور دوسرے سرداروں کي طرح مہاراجہ کي اطاعت قبول کرنے پر تیار نہ تھا - چنانچہ مہاراجہ نے دیوان محکم چند کو بدھ سنگھ کے مقبوضات فتح کرنے کی ھدایت کی - جرنیل محکم چند نے فوراً پھلور سے کوچ کیا ، رام گڑھیہ مثل کے سردار جودھ سنگھ کے ھمراہ جالندھر کا محاصرہ ڈال دیا - سردار بدھ سنگھ موقعہ پاکر ستلج پار چلا گیا اور لدھیانہ میں انگریزوں کے پاس پناہ گزیں ھوا - مگر اُس کی وفادار سپاہ مقابلہ پر ڈٹی رھی - آخرکار مغلوب ھوئي - دیوان محکم چند نے فضیلپوریہ مثل کے قلعۂ جالندھر اور گرد و نواح کے علاقہ پر قبضہ کر لیا - دوسری جانب سے بدھ سنگھ کے اصل وطن قلعۂ پٹی کو جو ترنتارن کے قریب واقع تھا مہاراجہ کے داروغہ توپخانہ غوثي خاں نے سر کر لیا - اس طرح یہ تمام ملک جس کي سالانہ آمدني تقریباً تین لاکھ تھي سلطنت لاھور میں شامل کر لیا گیا - علاوہ ازیں بہت سا زر نقد اور سامان حرب جو ان قلعوں میں موجود تھا مہاراجہ کے ھاتھ آیا - دیوان محکم چند کو بیش قیمت خلعت فاخرہ ، جڑاؤ دستہ‌والی تلوار ، مرصع قلغی اور ایک ھاتھي معہ سنہري ھودہ عطا کیا -

نکئی مثل کے مقبوضات پر تسلط

خالصہ سلطنت قائم کرنے کے لئے ضروري تھا کہ دیگر مثلیں بھي فتح کي جائیں چنانچہ اب نکئی مثل کی باري آئي جس کے مقبوضات ملتان سے لیکر قصور تک پھیلے ھوئے تھے اور تقریباً نو لاکھ سالانہ کی مالیت تھي - اِس

میں چونیاں ' دیپال‌پور ' شرق‌پور ' ستگھرہ ' کوٹ کمالیہ اور گوگیرہ وغیرہ بڑے بڑے قصبے شامل تھے - مہاراجہ کی دوسری شادی نکئی مثل کے سردار گیان سنگھ کی همشیرہ کے ساتھ ہوئی تھی اور کنور کھڑک سنگھ اِسی رانی کے بطن سے تھا - مگر یہ رشتہ نکئیوں کے لئے خاص طور سے سودمند ثابت نہ ہوا - مہاراجہ نے اُن کا تمام ملک شاہزادہ کھڑک سنگھ کو جاگیر میں بخش دیا - دیوان محکم چند کو شاہزادہ کے همراہ علاقہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا - سردار کاہن سنگھ نکئی جو اپنے بھائی گیان سنگھ کی وفات پر اُس وقت مثل کی سرداری پر ممتاز تھا مہاراجہ کی طرف سے نواب مظفر خاں والئے ملتان سے زر نذرانہ وصول کرنے گیا ہوا تھا - جونہی اُس کے مختارالمہام دیوان حاکم رائے کو اِس بات کی خبر لگی تو وہ فوراً چونیاں سے بھاگا بھاگا مہاراجہ کے پاس لاہور آیا اور گذارش کی کہ سردار کاہن سنگھ کی غیر حاضری میں ایسا کرنا نامناسب ہے اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اگر اُس کا ملک سردار کے پاس ہی رہنے دیا جائے تو وہ معقول زر نذرانہ بھی ادا کر دیا کریگا - مہاراجہ نے بجائے تسلی‌بخش جواب دینے کے دیوان کی بات کو ہنسی مذاق میں اُڑا دیا اور کہا کہ " ہمارا اِس معاملہ میں کچھ واسطہ نہیں - شاہزادہ کھڑک سنگھ نکئیوں کا نواسہ ہے - وہ جانے اور اُس کا کام " * چنانچہ دیوان محکم چند

* منشی سوہن لال لکھتا ہے کہ " سرکار دولتمدار در جواب آن ظاہر فرمودند کہ صاحب زادۂ موصوف نواسۂ نکیاں است - او داند و کار او - "

نے جاتے ہي چونیاں ' دیپال‌پور ' سنگھرہ وغیرہ قلعوں پر قبضہ کر لیا اور کچھ دنوں بعد جیتھ‌پور اور حویلیاں وغیرہ کے مستحکم قلعوں میں بھي مہاراجہ کے تھانے قائم ہو گئے - سردار کاهن سنگھ یہ وحشت‌ناک خبر سنتے ہي ملتان سے لوٹتا بہتیرہ تلملایا مگر قہر درویش بر جان درویش کے مطابق غصہ کھاکر چپ رہ گیا - کیونکہ اُس میں مہاراجہ کے مقابلہ کی تاب کہاں تھی - مہاراجہ نے پرگنہ بھڑوال میں اُسے بیس ہزار کی جاگیر عنایت کي - اس طور پر نکئی مثل کا خاتمہ ہو گیا -

کنھیا مثل پر قبضہ

سردار جے سنگھ کي وفات کے بعد کنھیا مثل کے مقبوضات دو حصوں میں تقسیم ہو چکے تھے - اِس مثل کا کثیر حصہ رنجیت سنگھ کي ساس راني سدا کور بیوہ گور بخش سنگھ کے قبضہ میں تھا - باقي تھوڑا سا علاقہ جو مکیریاں کے گرد و نواح میں کوهستان کے دامن میں پھیلا ہوا تھا اور جس میں حاجی‌پور اور سوهیاں وغیرہ کے قلعے واقع تھے سردار جے سنگھ کے دوسرے دو لڑکوں بھاگ سنگھ اور ندهان سنگھ کے حصے میں آیا تھا جہاں وہ اپنی والدہ سردارني راج کور کے ساتھ گذر اوقات کرتے تھے - ندهان سنگھ نوجواني کي عمر میں بداعتدالی کا شکار ہوا اور اپني ریاست کے انتظام کے نااهل ثابت ہوا - چنانچہ مہاراجہ نے کسي بات پر ناراض ہوکر اُسے قید کر دیا اور دسمبر سنہ ۱۸۱۱ع میں دریائے بیاس کے پار قلیل سي فوج بھیجکر اُس کے

علاقہ پر قبضہ کر لیا گو بعد میں اُس کی والدہ اور اُس کے لئے معقول جاگیر دے دی گئی ۔

افغانستان کی خانہ‌جنگی

شاہ شجاع مہاراجہ سے رخصت ہوکر سیدھا اٹک کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کے قلعدار جہاں‌داد خاں اور گورنر کشمیر عطا محمد خاں سے امداد لیکر پشاور پر قابض ہو گیا - یہاں اُس نے بہت سی فوج فراہم کر لی - دوبارہ کابل کا رخ کیا - اپنے بھائی شاہ محمود کو تخت سے اُتار کر خود گدی‌نشین ہو گیا مگر حکومت افغانستان انقلابات کی وجہ سے ناپائدار ہو گئی تھی - شاہ شجاع کو تخت پر بیٹھے ابھی چار ماہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ وزیر فتح خاں کے بھائی محمد عظیم خاں نے درانی لشکر جمع کرکے شجاع‌الملک کو کابل سے نکال دیا - شاہ محمود اور وزیر فتح خاں کو حکومت کابل پر پھر قائم کر دیا - شاہ شجاع مارا مارا پھرنے لگا - شروع میں جہانداد خاں والئے اٹک نے شجاع‌الملک کی امداد کی بعد میں اُسے شبہہ ہو گیا کہ شاہ شجاع پوشیدہ طور سے وزیر فتح خاں سے سازباز کر رہا ہے - چونکہ جہانداد خاں کی وزیر فتح خاں سے ذاتی دشمنی تھی اس لئے شاہ کا یہ رویہ اُسے ناپسندیدہ معلوم ہوا اور شاہ شجاع کو گرفتار کرکے اپنے بھائی عطا محمد خاں کے پاس کشمیر بھیج دیا ۔

شاہ شجاع کی بیگمات اور شاہ زماں کا لاھور میں وارد ھونا

شاہ شجاع‌الملک ایک سال سے زیادہ عرصہ تک انقلاب زمانہ کا بری طرح سے شکار رہا - اُس کی بیگمات اور شہزادے اپنے نابینا چچا شاہ زمان کے ساتھ راولپنڈی میں مقیم تھے - چنانچہ جب رنجیت سنگھ کسک کی فتح سے فارغ ہوا تو شاہ زمان سے ملاقات کرنے کی غرض سے اُدھر روانہ ہوا - شہر سے دو میل کے فاصلہ پر شاہی خیمے ایستادہ کئے گئے - شاہ زماں مہاراجہ کی ملاقات کے لئے آیا - مہاراجہ کی طرف سے پورے شاہانہ طریقہ پر شاہ کا استقبال کیا گیا - دیوان بھوانی داس اور اُس کا بھائی دیوان دیوی داس جو شاہ کی ملازمت میں دیوانی کے عہدہ پر ممتاز رہ چکے تھے اور دربار کابل کے رسم و رواج سے بخوبی واقف تھے مہمان‌نوازی کے فرائض کی ادائیگی پر تعینات کئے گئے - رنجیت سنگھ نے شاہ زماں کی ہر طرح سے دلجوئی کی - اُسے لاھور میں رہائش اختیار کرنے کی دعوت دی اور اُس کے گذارہ کے لئے پندرہ سو روپیہ ماھوار وظیفہ مقرر کر دیا - شاہ کی ملاقات سے فارغ ھوکر مہاراجہ لاھور واپس آ گیا - *

---

* جب مہاراجہ لاھور پہنچا - تو سرکار انگریزی کا وکیل منشی عوض علی خاں مہاراجہ کے دربار میں آیا اور گورنر جنرل کی طرف سے بیش قیمت تحائف ساتھ لایا جن میں ایک نفیس فٹن تھی جس کی نشستوں میں نہایت عمدہ اُچھلنے والے گدے لگے ہوئے تھے - پنجاب میں اِس قسم کی گاڑیاں دیکھنے میں نہ آتی تھیں - چنانچہ اُسے دیکھ کر

شاہ زماں کچھ عرصہ راولپنڈی میں قیام‌پذیر رہ کر بھیرہ مقیم ہوا - پھر ماہ نومبر سنہ ۱۸۱۱ع میں لاہور وارد ہوا اور روضۂ داتا گنج بخش کے نزدیک قیام کیا - مہاراجہ نے اُس کا پرتپاک خیر مقدم کیا - دیوان بھوانی داس کی معرفت ایک ہزار روپیہ ضیافت کے لئے ارسال کیا اور شہر کے اندر وسیع اور کشادہ مکان شاہ کی رہائش کے لئے خالی کر دیا - بعد میں شاہ شجاع‌الملک کے شاہزادے اور بیگمات بھی لاہور آ پہنچیں -

---

مہاراجہ بہت خوش ہوا - اُس میں دو گھوڑے ایک دوسرے کے آگے پیچھے جوتے گئے - اور مہاراجہ صاحب اِس میں سوار ہوئے مگر سڑکیں ناہموار ہونے کی وجہ سے یہ گاڑی بہت دیر تک استعمال نہ ہو سکی - تفصیل کے لئے دیکھو عمدۃالتواریخ مصنفہ منشی سوہن لال -

دسواں باب

کوہ نور کا ماجرا و دیگر معاملات

سنہ ۱۸۱۲ع سے سنہ ۱۸۱۴ع تک

شہزادہ کھڑک سنگھ کي شادي

جنوري سنہ ۱۸۱۲ع کے شروع میں شاہزادہ کھڑک سنگھ کي شادی کی تیاریاں ہونے لگیں - ستلج پار کے والیان ریاست اور تمام سرداران و رؤسائے پنجاب کے ہاں شیرینی روانہ کی گئی اور برات میں شمولیت کی دعوت دي گئی - مسٹر مٹکاف اور رزیڈنٹ دھلي کي معرفت سرکار انگریزي کو بھی نوید کیا گیا - چنانچہ کرنیل اختر لونی کو برات میں شامل ہونے کي اجازت ملي - کرنیل موصوف کے ہمراہ راجہ بھاگ سنگھ والئے جیند ' راجہ جسونت سنگھ نابھہ والا ' اور بھائی لعل سنگھ والئے کتھیل بھی آئے اور مہاراجہ کي حوصلہ افزائی کي - بہاولپور ' ملتان ' اور منکیرہ کے معزز قائم مقام بھی آ پہنچے - راجہ سنسار چند و دیگر کوہستانی راجے بھي شامل ہوئے -

دیوان امر ناتھ اور منشي سوہن لال اپنی کتابوں میں شادی کا مفصل حال درج کرتے ہیں - اُن کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس موقعہ پر مہاراجہ نے فراخدلی سے خرچ کیا - فوج کے تمام سپاہیوں اوو افسروں کو حسب

منصب نئی پوشاکیں ' کلغیاں اور سونے کے کنٹھے وغیرہ عطا کئے گئے - اور وہ پورے طور پر لیس ہوکر برات میں شامل ہوئے - آتش‌بازوں کے حیرت‌انگیز کرشموں نے حاضرین سے بےاختیار آفرین اور واہ واہ کے نعرے حاصل کئے - مہاراجہ کو تقریباً دو لاکھ چھتیس ہزار روپیہ تمبول میں وصول ہوا - *

برات کی روانگی

برات لاہور سے روانہ ہوکر امرتسر پھر مجیٹھیہ ٹھیری اور وہاں سے بہت دھوم‌دھام کے ساتھ ہاتھیوں کے جلوس

---

* تمبول کی یہ رقم با تفصیل مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دفتر کے کاغذات میں درج ہے جسے مصنف نے دس سال گذرے مرتب کیا تھا - اِس کی تفصیل یہ ہے :

۱ — راجگان علاقہ کوہستان	...	...	۵۰۰۰۰ روپیہ
۲ — مہاراجہ کے اپنے علاقہ سے	...	...	۳۰۷۵ ,,
۳ — سرداران و رؤسا کی طرف سے		...	۱۰۶۴۰۰ ,,
۴ — فوج کے افسروں اور سپاہیوں سے		...	۲۳۷۰۷-۸-۶ ,,
۵ — رسالہ کے سرداروں سے	...	...	۱۶۰۰۰ ,,
۶ — صرافان شہر کی طرف سے		...	۴۰۵۰ ,,
۷ — متفرق	...	...	۱۲۰۵ ,,
کل میزان	...	...	۲۳۶۰۳۷-۸-۶ روپیہ

ضمن ۳ میں مبلغ پانچ ہزار کی رقم بھی شامل ہے جو سرکار انگریزی کی طرف سے معرفت کرنیل اختولونی مہاراجہ کو تمبول میں ملی تھی - منشی سوہن لال نے بھی تمبول کی کچھ تفصیل اپنی کتاب میں درج کی ہے - اور اُن سرداروں اور رئیسوں کے نام درج کئے ہیں جنھوں نے تمبول کی بھاری رقم مہاراجہ کو نذر کی تھی - دفتر والے کاغذات کی رقم اور منشی سوہن لال کی رقومات کی میزان مطابقت نہیں کھاتی -

میں سردار جیمل سنگھ کنھیا کے گھر قصبہ فتح پور ضلع گورداس پور پہنچی - تمام براتی زرق برق پوشاکیں پہنے ہوئے تھے - کنھیا سرداروں نے مہمان نوازی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی اور روپیہ پانی کی طرح بہایا - دیوان امر ناتھ لکھتا ہے کہ سردار جیمل سنگھ نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ ملنے کے وقت مہاراجہ کو بطور پیش کش نذر کیا اور پندرہ ہزار روپیہ روزانہ بطریق ضیافت مہاراجہ کے لئے روانہ کرتا رہا - رخصت کے وقت ہر مہمان کو رتبہ کے مطابق پگڑی اور خلعت دی ' گراں بہا جہیز پیش کیا جس میں ہاتھی ' گھوڑے ' اونٹ ' سونے چاندی کے بےشمار برتن اور زربفت و کمخواب کی وردیاں شامل تھیں - ۹ فروری سنہ ۱۸۱۲ع کو برات لاہور واپس آئی - راہ میں مہاراجہ نے مقام امرتسر قیام کیا اور دربار صاحب میں بہت سا زر نقد بتقریب شادی بھینٹ کیا -

انگریزی ایجنٹ کی آؤ بھگت

اِس موقعہ پر مہاراجہ نے انگریزی ایجنٹ کرنیل اختر لونی کی خوب آؤ بھگت کی - اور موقعہ سے پورا فائدہ اُٹھا کر میل جول بڑھانے کی کوشش کی - اُس کے دل میں مہاراجہ کی طرف سے جو شکوک تھے وہ سب دور کر دئے - لاہور پہنچکر اُسے چند روز اور اپنا مہمان رکھا - قلعہ لاہور دکھایا ' اُسے فوجوں کی پریڈ دکھا کر محظوظ کیا - پرنسپ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ جب مہاراجہ انگریزی ایجنٹ

کو اپنا قلعہ اور سامان ضرب دکھاتا تھا تو دیوان محکم چند اور سردار گنڈا سنگھ مہاراجہ کو روکتے تھے لیکن رنجیت سنگھ اپنی نیک طبیعت کے مطابق جب ایک دفعہ کسی کو اپنا دوست بنا لیتا تھا تو اُس سے کوئی بات چھپا نہ رکھتا تھا -

حکومت کابل کا وکیل لاهور میں

یہ واضح ہو چکا ہوگا کہ درانی حکومت کا شیرازہ تن بدن بکھر رہا تھا مرکزی حکومت کے روزانہ انقلابات کی وجہ سے پشاور، اٹک، اور کشمیر کے صوبہ‌دار گورنمنٹ کابل سے منحرف ہو چکے تھے - چنانچہ جب شاہ محمود اور وزیر فتح خاں دوبارہ طاقت پکڑ گئے تو اُنھوں نے عطا محمد خاں صوبہ‌دار کشمیر کو زیر کرنے کا عزم کیا - مگر اُس وقت رنجیت سنگھ کی طاقت زوروں پر تھی جس سے وہ پورے طور پر واقف ہو چکے تھے - جموں، جہلم اور گجرات کے ناکے جن کے ذریعہ کشمیر وادی میں داخل ہوتے ہیں مہاراجہ کے قبضہ میں آ چکے تھے - اس لئے مہاراجہ کی رضامندی بغیر کشمیر پر حملہ کرنا فوجی نقطۂ نگاہ سے خطرہ سے خالی نہ تھا - چنانچہ وزیر فتح خاں نے اپنا معتبر وکیل گودڑ مل مہاراجہ کے دربار میں روانہ کیا - ماہ دسمبر سنہ ۱۸۱۱ع میں وہ افغانستان کی ولایت کے نفیس تحائف لےکر لاهور دربار میں پہنچا اور اپنے آقا کا پیغام کہہ سنایا - مہاراجہ نے ہر طرح سے اُس کی تسلی کی اور

کہا کہ فی الحال وہ شاہزادہ کی شادی کے انتظام میں مصروف ہے۔ زاں بعد وزیر فتح خاں کی امداد کریگا - وکیل موصوف یہ جواب لےکر واپس ہوا -

بھمبر، راجوری اور اکھنور پر یورش

مئی سنہ ۱۸۱۲ع

جونہی مہاراجہ شادی کے معاملات سے فارغ ہوا کوہستانی علاقہ بھمبر اور راجوری کی طرف متوجہ ہوا اور جموں اور اکھنور پر بھی مکمل طور سے قبضہ کرنے کا ارادہ کر لیا - مشرق کی جانب یہ مقامات وادئی کشمیر کے ناکے ہیں - کشمیر فتح کرنے کے لئے ان مقامات پر مہاراجہ کا پیشتر ہی سے قبضہ ہونا لازمی تھا چنانچہ کنور کھڑک سنگھ کی سرکردگی میں بھائی رام سنگھ جرار فوج لے کر روانہ ہوا - راجہ سلطان خاں بھمبر والے اور راجہ اُگر خاں راجوری والے نے سخت مقابلہ کیا - دیوان محکم چند کی کمان میں کمک پہنچنے پر اطاعت قبول کرلی - مہاراجہ نے کچھ دنوں کے لئے اُنھیں اپنے پاس لاہور میں نظربند رکھا - اکھنور بھی سلطنت لاہور میں شامل کر لیا گیا -

وفا بیگم کا کوہ نور دینے کا وعدہ کرنا

جب شجاع الملک کشمیر میں قید کیا گیا - تو اُس کی بیگمات اور شہزادے لاہور میں آ گئے تھے اور مہاراجہ نے اُنھیں نہایت عزت و تکریم سے پناہ دی تھی - جب وزیر فتح خاں اور شاہ محمود کے کشمیر فتح کرنے کے ارادہ

کا حال شاہ شجاع کي بیگمات کو معلم ہوا تو وہ بہت گھبرائیں - شاہ شجاع اور شاہ محمود ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے - شاہ محمود فطرتاً بے رحم تھا - اُس نے اپنے دوسرے بھائي شاہ زماں کی آنکھیں نکلوا دی تھیں - اُنھیں اندیشہ ھوا کہ فتح کشمیر کے بعد ظالم کہیں شاہ شجاع کے ساتھ بھي ایسا ھی سلوک نہ کرے - چنانچہ شاہ کی بیوی وفا بیگم نے جب یہ سنا کہ مہاراجہ بھی اپنی کچھ فوج فتح خاں کے ھمراہ کشمیر روانہ کرنے کا قصد کر رھا ھے تو اُس نے فقیر عزیزالدین اور دیوان بھوانی داس کي معرفت یہ پیغام بھیجا کہ اگر مہاراجہ شاہ شجاع کو قید سے چھڑا لائے اور وہ اپنے بال بچوں کے پاس لاھور پہنچ جائے تو وہ مشہور ھیرا کوہ نور مہاراجہ کی نذر کر دیگی - چنانچہ رنجیت سنگھ نے یہ بات منظور کرلی - اور جب اُس کي فوج کشمیر روانہ ھونے لگی تو مہاراجہ نے جرنیل محکم چند کو سخت تاکید کی کہ جس طرح ھو سکے وہ شاہ شجاع کو اپنے ھمراہ لاھور لے آئے - *

وزیر فتح خاں کي مہاراجہ سے ملاقات
نومبر سنہ ۱۸۱۲ ع

فتح خاں کا وکیل گودڑ مل جب واپس کابل پہنچا اور مہاراجہ کا تسلی بخش جواب اپنے آقا کو دیا - تو فتح خاں نے کشمیر کی چڑھائي کی تیاریاں شروع کر دیں - اور نومبر

* اس تفصیل کے لئے دیکھو منشي سوھن لال ' دیوان امر ناتھ اور میک گریگر - ان سب نے وفا بیگم کے وعدہ کا صاف ذکر کیا ھے -

سنہ ۱۸۱۲ع میں دریا اٹک عبور کرکے پنجاب کی جانب بڑھا - اِدھر مہاراجہ نے بھی اپنے لشکر کے ہمراہ دریائے جہلم پار کرکے رھتاس کے نزدیک ڈیرے ڈال دئے - چنانچہ مہاراجہ کے خیمے میں دونوں کی ملاقات ھوئی اور مشترکہ چڑھائی کا فیصلہ ھوا - مہاراجہ کے سمجھانے پر وزیر فتح خاں بھی راضی ھو گیا کہ بجائے مظفرآباد والے راستہ کے جو اُس وقت برف کی وجہ سے دشوارگذار ھو رھا تھا - بھمبر اور راجوری کے راستہ کوچ کیا جائے اور پھر پنجال کو عبور کرکے وادئے کشمیر میں داخل ھوں -

مہاراجہ کا مشترکہ مہم کا مقصد

کشمیر کی مشترکہ مہم کے متعلق مہاراجہ نے اپنے اُمراء و زراء سے مشورہ کیا - سب نے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کی رائے دی کیونکہ آسانی سے شاہ شجاع کو گورنر کشمیر کی قید سے چھڑایا جاسکیگا جس کے بدلے اُس کی بیگم نے مہاراجہ کو کوہ‌نور دینے کا وعدہ کر رکھا تھا اور مہاراجہ اِس مطلب کے لئے اکیلا فوج بھیجنے والا تھا - دوسرے شیر پنجاب موزوں موقعہ ملنے پر کشمیر کی فتح کا خود بھی قصد رکھتا تھا - چنانچہ اِس موقعہ پر خالصہ افواج دروں ' گھاٹیوں اور راستوں سے بخوبی آشنا ھو جائینگی جو بعد میں بہت مفید ثابت ھوگا -

سفر کشمیر

چنانچہ بارہ ھزار سکھ نوجوان سرداران دل سنگھ ' جیون سنگھ پنڈی والا - اور پہاڑی راجگان جسروتہ ' بسوھلی '

نورپور وغیرہ کی زیرسرکردگی کشمیر روانہ ہوئے - دیوان محکم چند اس فوج کا افسر اعلی تھا - دونوں فوجوں نے یکم دسمبر سنہ ۱۸۱۲ع کو جہلم سے کوچ کیا - بھمبر ' راجوری اور تھنہ کے راستہ ہوتی ہوئی پیر پنجال عبور کرکے وادئے کشمیر میں داخل ہوئیں -

وفا بیگم کی تسلی و تشفی

رنجیت سنگھ جہلم سے لاہور واپس پہنچا - اور وفا بیگم کی تسلی اور حوصلہ‌افزائی کے لئے فقیر عزیزالدین اور دیوان بھوانی داس کو اس کے پاس بھیجا تاکہ اُسے بتاویں کہ خالصہ سرداروں کو خاص ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ شاہ شجاع کو اپنے ہمراہ لاہور لے آئیں - جس پر وفا بیگم نے اپنے معتبر مصاحب میر ابوالحسن ' ملا جعفر ' اور قاضی شیر محمد کو مہاراجہ کی خدمت میں روانہ کیا - اور کہلا بھیجا کہ میں اپنے وعدہ پر پکی ہوں - جس وقت شاہ شجاع لاہور پہنچیگا قطع الماس بغیر حیل و حجت آپ کی نذر کیا جائیگا - *

دیوان محکم چند کی ہوشیاری

دونوں فوجیں بڑی عجلت سے سفر طے کر رہی تھیں -

---

* تفصیل کے لئے دیکھو عمدةالتواریخ مصنفہ منشی سوہن لال - سکھوں کا مشہور مؤرخ دیوان امر ناتھ تو یہ لکھتا ہے - کہ مہاراجہ کا مدعا صرف شاہ شجاع کو ہی رہا کرانا تھا - " سرکار والا دیوان محکم چند را ظاہراً بہ کومک - و باطناً باوردن شاہ شجاع الملک مامور فرمودند " - ظفرنامۂ رنجیت سنگھ صفحہ ۷ - کننگھم بھی اسی کی تائید کرتا ہے -

سکھ اور افغان ہمت اور جوانمردی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے - ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ میری سپاہ زیادہ بہادر ثابت ہو - اِسی دوڑ دھوپ میں افغانی فوج جو پہاڑی دشوارگذار راستوں کے عبور کرنے میں عادی تھی خالصہ فوج سے بہت آگے نکل گئی - مگر دیوان محکم چند بڑا صاحب تدبیر تھا - اُس نے فوراً بھمبر اور راجوری کے راجاؤں کو جو اُس وقت خالصہ فوج کے ہمراہ تھے بھاری جاگیر کا لالچ دیا اور اُنہیں کہا کہ ایسا نزدیک راستہ بتاؤ جس سے خالصہ فوج افغان فوج کے ساتھ ہی وادئے کشمیر میں جا پہنچے - چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سکھ سپاہ فتح خاں کی فوج سے پہلے ہی کشمیر کی وادی میں داخل ہو گئی -

تسخیر قلعۂ شیرگڑھ

عطا محمد خاں کو جب اِس حملے کا حال معلوم ہوا تو اُس نے قلعۂ شیرگڑھ کے نزدیک اِن افواج کو روکنے کا پختہ انتظام کر لیا - تنگ دروں اور دشوارگذار راستوں کو پتھروں اور درختوں کے ساتھ بند کرکے اور بھی ناقابلِ‌گذر بنا دیا - موسم سرما پورے زوروں پر تھا - برفباری بکثرت ہو رہی تھی - خالصہ فوج اس قسم کی شدت کی سردی کی عادی نہ تھی - چنانچہ تقریباً دو سو سپاہی مر گئے * -

* منشی سوہن لال لکھتا ہے " قریب یکصد پیادہ در آن آفت ناگہانی ؑمنہلک و منعدم گشت و یک صد سوار در خانۂ زین بخواب عدم استراحت پذیر گردید " -

اشیائے خوردنی نہایت گراں ہو گئیں مگر سکھوں کے جوش کے سامنے یہ تکلیفات کچھ حقیقت نہ رکھتی تھیں اور وہ افغانی فوج کے پہلو بہ پہلو آگے بڑھتے تھے - چنانچہ شیرگڑھ کا محاصرہ ڈال دیا گیا - عطا محمد نے کچھہ دیر تک مقابلہ کیا مگر آخرکار مغلوب ہوا - خالصہ اور افغانی فوجوں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا - بہت سا بیش قیمت لوٹ کا مال فاتحوں کے ہاتھ لگا - * شاہ شجاع الملک بھی اسی قلعہ میں پا بہ زنجیر قید تھا چنانچہ شاہ کو فوراً دیوان محکم چند کے کیمپ میں لایا گیا - اُس کی زنجیریں کٹوا کر اُس کی بہت تسلی وار دلجوئی کی گئی -

محکم چند اور فتح خاں میں بدمزگی

وزیر فتح خاں نے بھی قلعہ میں داخل ہوتے ہی شاہ شجاع کی تلاش کی مگر وہ وہاں کہاں تھا - اُس نے شاہ کو دیوان محکم چند سے حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی - مگر دیوان بڑا دانشمند تھا - اُس نے شجاع الملک کو اپنے پاس رکھنے میں کوئی احتیاط باقی نہ چھوڑی - چنانچہ اسی وجہ سے وزیر فتح خاں اور دیوان محکم چند میں بدمزگی پیدا ہو گئی - چنانچہ دیوان محکم چند یہاں سے ہی افغان فوج

* پرنسپ اور اُس سے نقل کرکے بہت سے مؤرخوں نے یہ لکھا ہے کہ وزیر فتح خاں نے اکیلے ہی عطا محمد خاں کو شکست دی تھی - اور خالصہ فوج پیچھے رہ گئی تھی - یہ بیان سراسر غلط ہے - تفصیل کے لیئے دیکھو منشی سوہن لال -

سے علیحدہ ہو کر خالصہ فوج اور شاہ شجاع کے ہمراہ لاہور واپس روانہ ہو پڑا اور وزیرآباد پہنچکر مہاراجہ کو مفصل حال تحریر کر دیا - پھر دو روز بعد لاہور جا پہنچا - مہاراجہ نے شاہ شجاع کا پرتپاک استقبال کیا - ایک وسیع اور کشادہ مکان جو لاہور میں آج تک مبارک حویلي کے نام سے مشہور ہے شاہ کي رہائش کے لئے پیش کیا -

کوہ‌نور پر جھگڑا

اب مہاراجہ نے حسب وعدہ شاہ شجاع سے کوہ‌نور طلب کیا اور اِس مطلب کے لئے فقیر عزیزالدین اور بھائي رام سنگھ کو شاہ کے پاس بھیجا - مگر اِس بیش‌بہا ہیرہ سے جدا ہونا معمولی بات نہ تھي چنانچہ شاہ اور اُس کی بیگم نے ٹال مٹول کیا اور اپنے وکیل حبیب‌الله خاں اور حافظ روح‌الله خاں کو مہاراجہ کے پاس قلعہ میں روانہ کیا - اُنھوں نے ظاہر کیا کہ کوہ‌نور اس وقت اُن کے قبضہ میں نہیں ہے - بلکہ وفا بیگم نے اُسے قندھار میں ایک شخص کے پاس چھہ کروڑ روپیہ کے عوض گروی رکھا ہوا ہے - یہ روپیہ شاہ نے اپني مہمات پر خرچ کیا تھا - بھلا رنجیت سنگھ جیسا ہوشیار آدمي اِن چکموں میں کہاں آنےوالا تھا - اُس نے کوہ‌نور حاصل کرنے کي خاطر کشمیر کي مہم پر دو لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا - سیکڑوں سکھ نوجوان ہاتھ سے کھوئے تھے - خود اور اُس کے جرنیلوں نے اِس قدر مشقت و مصائب برداشت کي تھیں - نیز شاہ کي وجہ سے اُس نے وزیر فتح خاں

کو آخر میں ناراض کیا تھا - کیا لیت و لعل کے دو چار الفاظ اِن بےشمار قربانیوں کے لئے کافی تھے - قدرتاً مہاراجہ کو اِس وعدہخلافی پر بہت غصہ آیا - چنانچہ فوراً شادی خاں کوتوال کو حکم ہوا کہ شاہ کے مکان پر شدید پہرہ لگایا جائے تاکہ وہاں سے کوئی اندر یا باہر نہ جا سکے - کچھ روز کے بعد شاہ کو یہ بھی پیغام بھیجا کہ آپ کو کوہ نور کے عوض تین لاکھ روپیہ نقد اور پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر دی جائیگی - آخر شاہ نے ان مصائب سے مجبور ہوکر اقرار کیا کہ پچاس روز کے اندر اندر کوہنور مہاراجہ کے حوالہ کر دیا جائیگا - چنانچہ جب یہ عرصہ ختم ہونے کو آیا تو شروع جون سنہ ۱۸۱۳ع میں شاہ شجاع کے کہنے پر مہاراجہ یک ہزار سوار و پیادہ اور چند سردار اپنے ہمراہ لیکر مبارک حویلی میں شاہ کے پاس پہنچا - شاہ شجاع نے اُٹھ کر مہاراجہ کا استقبال کیا - اور کوہنور نذر کر دیا مہاراجہ نے شاہ کو یہ تحریر میں دیا کہ چوکی و پہرہ شاہ کے مکان سے اُٹھا لیا جائیگا اور آئندہ اُس کے ساتھ کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائیگی -

اس معاملہ کی نسبت مورخین کی رائیں

اِس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کپتان مرے نے اپنی رپورٹ میں اور اُس سے نقل کرکے سید محمد لطیف نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مہاراجہ نہایت لالچی تھا - اُس نے خود دیدہ و دانستہ وفا بیگم کو اُس کے خاوند کی زندگی کے متعلق ڈرایا اور یہ اُمید دلائی کہ اگر وہ اُسے کوہنور دینے کا وعدہ

کرے تو مہاراجہ اُس کے خاوند کو فتح خاں کے پنجہ سے صحیح و سلامت چھڑا لائیگا - بعد میں طرح طرح کے مصائب دیکر یہ ہیرہ اُن سے چھین لیا - اِس کے برعکس بھائی پریم سنگھ نے اپنی کتاب میں یہ ظاہر کیا ہے کہ اِس معاملہ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کا کوئی دخل نہ تھا - وفا بیگم نے دیوان محکم چند اور فقیر عزیزالدین سے کوہ‌نور دینے کا وعدہ کیا تھا - اب اُنھی دونوں نے شاہ اور اُس کی بیگم سے یہ ہیرہ نکلوانے کی کوشش کی تاکہ وہ مہاراجہ کے سامنے جھوٹے اور شرمندہ نہ ہوں - ہمیں مہاراجہ رنجیت سنگھ کو بےگناہ ثابت کرنے یا اُس میں عیب‌بینی سے کوئی سروکار نہیں - صرف واقعات کو صحیح طور سے پیش کرنا ہمارا فرض منصبی ہے - ہماری رائے میں مذکورہ بالا مورخین کی رائے تعصب سے خالی نہیں - یہ رنگ‌آمیزی اور واقعات کا چھپانا اُن کی اپنی ایجاد ہے - ہمارا بیان منشی سوہن لال اور دیوان امر ناتھ کی کتابوں پر مبنی ہے - یہ دونوں مہاراجہ کے دربار کے وقائع‌نگار تھے اور جہاں تک ہمیں علم ہے اِنھوں نے واقعات کو صحیح طور سے بیان کیا ہے - جہاں اُنھوں نے وفا بیگم کے وعدہ کا وصاف صاف ذکر کیا ہے وہاں کھلے طور سے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جب شاہ اور اُس کی بیگم نے کوہ‌نور دینے میں لیت و لعل کیا تو مہاراجہ کے حکم سے اِن کے مکان پر پہرہ تعینات کیا گیا اور شاہ کو سخت اذیت پہنچائی گئی * -

* " چوکی و پہرۂ شبانروزی بدرجۂ اتم بر دروازۂ حویلی (شاہ) بعرصۂ نمائش‌رسید " - سوہن لال - دیوان امرناتھ اِس سے بھی زیادہ صاف الفاظ میں

شاہ شجاع بھی اپنی خودنوشت سوانح عمری میں اِس واقعہ کا ذکر کرتا ہے جس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے قدرے تکلیف ضرور دی گئی تھی - مگر جس قدر کپتان مرے نے سنی سنائی باتوں کا بتنگڑ بنا دیا ہے ایسا نہیں ہے - کپتان مرے اور شاہ شجاع کے بیان میں بہت فرق ہے - (دیکھو سوانح عمری شاہ شجاع ' باب پندرہ -)

شاہ شجاع کی سرگذشت

اِس واقعہ کے بعد شاہ شجاع اور اُس کا خاندان ڈیڑھ سال تک لاہور میں مقیم رہا - مگر شاہ کے دل میں ابھی بادشاہی کی ہوس چٹکیاں لے رہی تھی - (در دل شاہ ہوائے شاہی پدیدار آمد - دیوان امر ناتھ) - چنانچہ اُس نے لاہور سے بھاگ نکلنے کا مصمم اِرادہ کر لیا - یکم نومبر سنہ ۱۸۱۴ع کو شاہ کی بیگمات شہر لاہور سے روپوش ہو گئیں اور دریائے ستلج کو عبور کر کے لدھیانہ میں پناہگزیں ہوئیں - جب مہاراجہ کو یہ بھید معلوم ہوا تو اُس نے چوکی اور پہرہ تعینات کر دیا - مگر اپریل سنہ ۱۸۱۵ع کو شاہ شجاع بھی بھیس بدل کر بھاگ نکلا - اور سنہ ۱۸۳۸ع تک

لکھتا ہے " سرکار والا شادی خاں کوتوال را بہ نگہبانی بر گذاشتہ - بہ ہزاران شداید و مصائب شاہ را از نقص عہد کہ دخول جہنم و وبال و نکال اُخروی در ضمن آن مظلومیت محفوظ داشتہ - بر کوہ نور عجوبۂ قدرت پروردگار ملحوظ فرمودند - " دیکھو ظفرنامہ رنجیت سنگھ ص ۷۳ - عمدۃالتواریخ دفتر دوئم ص ۱۳۱ سے ۱۳۲ -

سرکار انگریزی کا پنشن‌خوار رہا - اس عرصہ میں شاہ نے کئی بار کشمیر، پشاور، سندھ اور کابل کی طرف مراجعت کی مگر ہمیشہ ناکام رہا - آخر سنہ ۱۸۳۹ع میں انگریزوں کی مدد سے کابل کے تخت پر بیٹھا مگر اگلے سال ہی قتل کر دیا گیا - مہاراجہ نے شاہ شجاع کی نسبت قیافہ شناسی کے ذریعہ یہ رائے قائم کی تھی - کہ یہ بادشاہت حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوگا - چنانچہ ویسا ہی ہوا - *

قلعہ اٹک پر مہاراجہ کا قبضہ مارچ سنہ ۱۸۱۳ع

اٹک کا مستحکم قلعہ دریائے سندھ کے عین کنارے پر واقع ہے - اور شمال مغربی دروں کی راہ آنے جانے والوں کے لئے پنجاب کا دروازہ سمجھا جاتا ہے - اُس وقت قلعہ اٹک افغانی سردار جہاندار خاں کے قبضہ میں تھا - مہاراجہ رنجیت سنگھ کے یہ امر ذہین‌نشین ہو چکا تھا - کہ جب تک یہ قلعہ اُس کے قبضہ میں نہیں آئیگا حملہ آور افغانی لشکر کی روک تھام نہایت مشکل ہوگی - چنانچہ خوش قسمتی سے مہاراجہ کو موقعہ جلد ہاتھ آ گیا - اٹک کا قلعہ‌دار

---

* "سرکار والاتبار بخواشی در اثنائے مکالمہ فرمودند - روزیکہ شاہ بملاقات ما رسیدہ بود در آں وقت از سواد پیشانیش چناں بمطالعہ در آمدہ کہ شاہ را تخت نشینی ہرگز نصیب نخواہد شد - و شاہ دریں باب ہر چند دست و پا خواہد زد - کشتی مرادش بہ ساحل مقصود نخواہد رسید" - دیوان امر ناتھ - صفحہ ۹۰ -
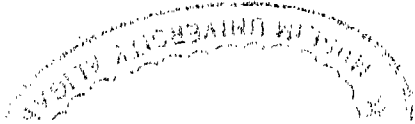
جہانداد خاں کشمیر کے صوبہ دار عطا محمد خاں کا بھائی تھا - کشمیر کی شکست کا حال سن کر اُسے اپنے لئے بھی خطرہ ہو گیا - وہ صاف طور سے جانتا تھا کہ وہ اکیلا شاہ محمود اور اُس کے وزیر فتح خاں کا مقابلہ نہ کر سکےگا - پس اُس نے رنجیت سنگھ سے خط و کتابت شروع کی اور اس شرط پر قلعہ خالی کرنے پر آمادہ ہو گیا - کہ اُسے گذارہ کے لئے مہاراجہ کی طرف سے معقول جاگیر دیدی جائے - مہاراجہ نے فوراً وزیرآباد کا پرگنہ جہانداد خاں کی جاگیر کے لئے مقرر کر دیا - اور خالصہ فوج کا ایک زبردست دستہ اٹک پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا - افغانی فوج نے قلعہ خالی کرنے سے پیشتر تقریباً ایک لاکھ روپیہ جو ان کی تنخواہوں کا جہانداد خان کے ذمہ کا بقایا تھا مہاراجہ کے افسروں سے طلب کیا - مہاراجہ نے روپیہ ادا کر دیا اور خالصہ فوج قلعہ پر قابض ہو گئی -

وزیر فتح خاں کی تلملاہٹ

وزیر فتح خاں سے یہ سب معاملہ مخفی رہا اور اُسے جہانداد خاں کی کارروائی کی کچھ خبر نہ ملی - اُس کی آنکھیں اُس وقت کھلیں جب مہاراجہ کا قلعہ اٹک پر قبضہ ہو چکا تھا - چنانچہ وہ بہت تلملایا - فوراً کشمیر کی صوبیداری اپنے بھائی عظیم خاں کے سپرد کی - خود پکھلی اور دمتور والے راستہ سے ہوتا ہوا بالا بالا پشاور پہنچ گیا اور مہاراجہ کو قلعہ اٹک خالی کرنے کے لئے کہلا بھیجا - مہاراجہ قلعہ میں اپنی فوج بڑھانے کے لئے وقت حاصل کرنا چاہتا تھا - چنانچہ اُس نے فتح خاں کے ساتھ عہد و پیمان میں

کچھ وقت گذار دیا اور اسی وقت قلعہ اٹک کی فوج بھی بڑھا دی - بعد میں قلعہ خالی کرنے سے صاف انکار کردیا -

سکھوں اور افغانوں کی پہلی جنگ

فتح خاں نے فوراً جرار افغانی فوج کے ساتھ علاقہ چھچھ میں ڈیرے ڈال دئے اور قلعہ کا محاصرہ شروع کر دیا - اِدھر سے مہاراجہ کا توپخانہ اور لشکر زیر کردگی دیوان محکم چند جہلم کو عبور کرکے قلعہ کی حفاظت کے لئے پہنچ گیا - دونوں فوجیں تین ماہ تک آمنے سامنے پڑی رہیں - اِس محاصرہ کے دوران میں قلعہ والوں کو رسد پہنچانا مشکل ہو گیا - چنانچہ دیوان محکم چند نے مہاراجہ سے اجازت منگواکر افغانی لشکر پر دھاوا بول دیا - ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۱۳ع کو خالصہ فوج کے چیدہ سواروں کا ایک دستہ آگے بڑھکر دشمن کی دیکھ‌بھال کر رہا تھا کہ اُنھیں نزدیک ہی افغانوں کا ایک کیمپ دکھائی دیا - انھوں نے موقعہ پاکر یکایک اُن پر حملہ کر دیا - اِسی اثناء میں باقی‌ماندہ سکھ فوج بھی پہنچ گئی - بہت گھمسان کا معرکہ ہوا - فریقین کے بہت سے جوانمرد کام آئے - رات کے اندھیرے نے دونوں فوجوں کی تلواریں میان میں رکھوا دیں - ۱۳ جولائی کو دیوان محکم چند نے مقام حضرو کے نزدیک اپنی فوج کو صف آرا کیا - رسالہ چار حصوں میں منقسم کیا - توپخانہ اور پیادہ فوج مربع کی شکل میں آراستہ کی - دوست محمد خاں کی کمان میں افغانوں کے لئے بھی کمک پہنچ گئی - چنانچہ

افغانی تذبذب دل فوج نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ سکھ فوج پر حملہ کیا - خالصہ نوجوان بھی اپنے مورچوں اور دمدموں سے باھر نکل پڑے اور ایسا مقابلہ کیا کہ دشمن کے دانت کھٹے ھو گئے - افغانوں نے پیچھے ھٹنا شروع کیا - خالصہ گھوڑسواروں نے اُن کا پیچھا کیا - تلوار کے وہ کرتب دکھائے کہ پل کي پل میں ھزاروں کو کھیت رکھا * - میدان خالصہ کے ھاتھ رھا - افغانی فوج کا بےشمار زر نقد و جنس خیمے ، اونٹ ، گھوڑے ، اور تقریباً سات چھوٹی توپیں اُن کے ھاتھ آئیں - فتح کی خبر موصول ھونے پر لاھور میں خوشي کے شادیانے بجے - خوشخبري لانےوالے قاصد کو مہاراجہ نے سونے کے کڑں کي ایک جوڑی اور خلعت فاخرہ عطا کیا - وزیر فتح خاں نے بھاگ کر پیشاور میں دم لیا - مہاراجہ نے مکھڈ وغیرہ کے قلعوں پر قبضہ کرکے کل علاقہ اپنے تصرف میں کر لیا - میک گریگر لکھتا ھے کہ یہ سکھوں کی افغانوں پر پہلی زبردست فتح تھي - اُس دن سے خالصہ کا ایسا سکہ افغانوں پر جما جو بعد میں سکھوں کے لئے نہایت ھي مفید ثابت ھوا -

کشمیر کي چڑھائی کي تیاریاں -
اکتوبر سنہ ۱۸۱۳ع

خالصہ فوج نے کشمیر اور اٹک کی مہموں میں افغانی لشکر

---

* دیوان امر ناتھ کي تحریر کے بموجب دو ھزار افغان سپاھي اِس جنگ میں کام آئے - " کہ دو ھزار افغان بر خاک نیستی غلطید " -

کی طاقت کا اندازہ کر لیا تھا کہ یہ لوگ اُن سے کسی صورت میں بھی زیادہ جنگجو یا بہادر نہیں ہیں - فوجی نقطۂ نگاہ سے قلعۂ اٹک پر قبضہ قائم رکھنے کے لئے مہاراجہ نے یہ ضروری خیال کیا کہ صوبۂ کشمیر اور اُس کے گرد و نواح کا کوھستانی علاقہ وزیر فتح خاں کے مددگاروں کے ھاتھ میں دیر تک نہیں رھنا چاھئے - چنانچہ ماہ اکتوبر کے شروع میں مہاراجہ نے تسخیر کشمیر کا ارادہ کیا اور اپنے مشیران دولت سے مشورہ کیا - چنانچہ اِس مہم کے لئے تیاریاں شروع ھو گئیں - مہاراجہ صاحب خود دوسہرہ سے پہلے نوراتہ کے روز روانہ ھو پڑے - امرتسر ھوتے ھوئے ضلع کانگڑہ میں جوالا جی کے مقدس مقام پر نیاز پیش کی - * پھر پٹھانکوٹ اور آدینہ‌نگر ھوتے ھوئے سیالکوٹ میں خیمہ‌زن ھوئے - یہاں تمام خالصہ افواج جمع کی گئی - سردار نہال سنگھ اٹاری‌والہ ' سردار دیسا سنگھ مجیٹھہ ' دیوان رام دیال ' سردار ھری سنگھ نلوہ ' اور بھیہ رام سنگھ وغیرہ کے تحت میں علیحدہ علیحدہ دستہ تقسیم کئے گئے - نومبر میں مہاراجہ رھتاس پہنچا - یہاں اُسے خبر ملی کہ وزیر فتح خاں پشاور سے ڈیرہ‌جات کی طرف آ رھا ھے اور تسخیر ملتان کا ارادہ رکھتا ھے اور پیر پنجال میں بھی برف پڑ رھی ھے - چنانچہ فی‌الحال کشمیر کی فتح کا اِرادہ ملتوی کرنا پڑا - تاھم ایک دستہ فوج دیوان رام دیال کی سرکردگی میں جو دیوان محکم چند کا

---

* تفصیل کے لئے دیکھو منشی سوھن لال عمدۃالتواریخ - دفتر دوم ص ۱۴۷

پوتا تھا اور بیس سال کی عمر کا بہادر نوجوان تھا راجوری کی طرف روانہ کیا گیا تاکہ وہ اُس راستہ کے دروں پر قبضہ کر لے اور اناج وغیرہ کے ذخیرے جمع کرنے کے موزوں مقامات دیکھ آئے - مہاراجہ خود ۲۶ دسمبر کو لاھور واپس پہنچ گیا -

عزم کشمیر - اپریل سنہ ۱۸۱۴ع

چنانچہ اب موسم کھلنے پر ماہ اپریل سنہ ۱۸۱۴ع میں کشمیر کی چڑھائی کا دوبارہ ارادہ ہوا - راجگان کوھستان کانگڑہ کے نام احکام جاری ہوئے کہ اپنی اپنی فوج لیکر مہاراجہ کے ساتھ شامل ہوں - چنانچہ مورخہ ۴ جون کو وزیرآباد کے مقام پر تمام فوج کا معائنہ کیا گیا * اور اُسے مختلف دستوں

* وزیرآباد پہنچنے سے پہلے مہاراجہ کو خبر ملی کہ نزدیک کے جنگل میں دو بڑے شیر رہتے ہیں اور انسان و مویشی کی جان کا نقصان کر رہے ہیں - مہاراجہ بھی شیر کے شکار کا عاشق تھا - چنانچہ وہاں پر ایک دن کے لئے شکار کی غرض سے قیام کیا - چند ایک سوار ہمراہ لیکر مہاراجہ ہاتھی پر سوار ہوکر جنگل میں نکل گیا - ہری سنگھ ڈوگرہ راجپوت جو بڑا پھرتیلا اور بہادر سوار تھا مہاراجہ کے ہاتھی کے آگے آگے تھا - اتنے میں شیر سامنے آیا - ہری سنگھ نے اپنی تلوار کے ساتھ شیر پر وار کیا - آن کی آن میں سردار جگت سنگھ اٹاری والہ جو مہاراجہ کے ہمرکاب تھا - گھوڑے کو ایڑی لگا کر نزدیک پہنچ گیا - شیر جھنجھلاکر جگت سنگھ پر لپکا اور گھوڑے کے بدن پر ایسا پنجہ مارا کہ گھوڑا اُسی دم جان بحق ہو گیا - سی اثنا میں ہری سنگھ نے شیر پر تلوار سے اس زور سے حملہ کیا کہ اُس کا کام تمام ہو گیا - مہاراجہ شیر کو اپنے ہاتھی پر لاد کر وزیرآباد لایا - اور اپنے توشہ‌خانہ کے افسر کو حکم دیا کہ طلائی کنگن کی ایک جوڑی اور قیمتی خلعت ہری سنگھ کو دی جائے - اور ایک عمدہ تازی گھوڑا اور دو ہزار روپیہ نقد جگت سنگھ کو عطا کئے -

میں تقسیم کیا - یہاں سے لشکر کوچ کرکے گجرات اور بھمبر ہوتا ہوا ۱۱ جون کو راجوری پہنچا - یہاں مہاراجہ نے مہم کا مناسب انتظام کیا چنانچہ توپخانہ کا بھاری بھاری اسباب یہاں ہی چھوڑ دیا اور ہلکی شتری توپوں کو اپنے ہمراہ لیا - فوج کو دو بڑے حصوں میں بانٹا - ایک دستہ فوج جس کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی زیر کمان دیوان رام دیال، سردار دل سنگھ، غوث خاں داروغۂ توپخانہ، سردار ہری سنگھ نلوہ، اور سردار مت سنگھ پدھانیہ بہرام گلہ کے راستے ہوکر شوپیان کے مقام پر وادئی کشمیر میں داخل ہونے کے لئے روانہ ہوئی اور دوسرا حصہ فوج جس کی تعداد زیادہ تھی اور جس کی کمان مہاراجہ کے ہاتھ میں تھی پونچھ والے راستہ سے ہوکر توشہ میدان کے درہ سے نکل کر وادی میں پہنچنے کے لئے چل پڑی -

یورش کشمیر کی ناکامیابی

دیوان رام دیال اپنے دستہ فوج کو لے کر راستہ میں منزل در منزل قیام کرتا ہوا ۱۸ جون کو بہرام گلہ پہنچ گیا اور پیر پنجال کی گھاٹیوں کے دروں پر قابض ہو گیا - بہرام گلہ کے مقام پر خفیف سی ایک دو لڑائیاں ہوئیں - خالصہ نوجوان بدستور آگے بڑھتے گئے - اور سرائے سے ہوتے ہوئے آمادپور جا پہنچے اور فوراً ہمیرپور قبضہ میں کر لیا - عظیم خاں گورنر کشمیر کی فوج کا زبردست دستہ مقابلے کے لئے آگے بڑھا اور ۲۴ جون کو سکھوں اور افغانوں میں گھمسان کا معرکہ ہوا - افغان شکست کھاکر لوٹے - سکھ فوج یہاں سے شوپیاں

پہنچي - وهاں افغانی فوج محمد شکور خاں کي زیر کمان بهاري تعداد میں موجود تهی - بڑی خون‌ریز جنگ هوئی - شہزادہ کهڑک سنگھ کی فوج کا بہادر افسر جیون مل جو اگلي صف میں تلوار لئے لڑ رها تها اسي لڑائي میں مارا گیا - اُدهر قدرت کو بهي خالصه کي کامیابی شاید منظور نه تهي عین لڑائی کے موقعه پر موسلادهار بارش شروع هوگئي - اب خالصه فوج کو سري‌نگر کي طرف بڑهنے کے سوا اور کوئي چارہ نه رها - چنانچه دیوان رام دیال نے سري‌نگر کے نزدیک جا ڈیرے لگائے اور تازہ کمک کي اُمید کرنے لگا - لیکن بارش کي زیادتی اور بهیه رام سنگھ کی بزدلي کي وجه سے جس کی کمان میں پانچ هزار کی کمک مہاراجه کی طرف سے روانه کی گئی تهی - وقت پر مدد نه پہنچ سکي - اسی وجه سے رام سنگھ کچھ عرصه کے لئے اپنے عہدہ سے معزول بهی رها -

مہاراجه کي واپسي

خالصه فوج کا دوسرا دسته جو مہاراجه کی اپنی همراهی میں تها بارش کی کثرت کی وجه سے آخر جون تک راجوری هی میں رکا رها - آخر وہ ۲۸ جون کو پونچھ پہنچ گیا - یہاں بهی پندرہ روز ٹهیرنا پڑا کیونکه روح‌الله خاں والئے پونچھ صوبه‌دار کشمیر سے ملا هوا تها - چنانچه مہاراجه کی فوج کو سامان سد حاصل کرنے میں بہت دقت پیش آئي - اب مہاراجه نے توشه میدان کے درہ سے گذرنے کا ارادہ کیا - مگر یہاں بهی کامیابي کی کوئی صورت نظر نه آتی تهی - چنانچه مہاراجه مونڈہ کی طرف بڑها مگر اوپر سے روح‌الله خاں نے خالصه

فوج کو تنگ کرنا شروع کیا - پہاڑوں کی چوٹیوں سے گولیوں کی بوچھاڑ نے مہاراجہ کے پاؤں اُکھاڑ دئیے - اُدھر سے عظیم خاں نے بھی موقع پر حملہ کر دیا - مہاراجہ چاروں طرف سے گھر گیا چنانچہ واپس آنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا - اور پونچھ، کوتلی، میرپور وغیرہ سے ہوتا ہوا اگست سنہ ۱۸۱۴ع میں مہاراجہ لاہور واپس پہنچا -

دیوان رام دیال کی شجاعت

دیوان رام دیال کی فوج جو سری‌نگر کے قریب مقیم تھی- بہت ثابت‌قدم رہی اور بڑی دلیری اور جانفشانی سے عظیم خاں کا مقابلہ کرتی رہی - دیوان امرناتھ لکھتا ہے - کہ رام دیال کے معرکوں میں تقریباً دوہزار افغان کام آئے * غالباً عظیم خاں بھی یہی قرین مصلحت خیال کرتا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے خالصہ فوج اس کی ریاست سے باہرچلی جائے - چنانچہ رام دیال کی الوالعزمی اور ثابت‌قدمی دیکھ‌کر اُس کے ساتھ صلح کر لی اور جیسے سید محمد لطیف لکھتا ہے اُس نے مہاراجہ کے لئیے گراں‌بہا تحائف ارسال کئیے اور دیوان رام‌دیال کو تسلی دلائی کہ وہ آئندہ مہاراجہ کی خیر خواہی کا دم بھرے گا - †

* ظفرنامہ رنجیت سنگھ ص ۸۴

† اس کے متعلق پرنسپ وغیرہ کا یہ لکھنا کہ عظیم خاں نے رام دیال کے دادا دیوان محکم چند کی دوستی کا پاس رکھکر اُسے کشمیر سے بے مزاحمت نکل جانے کی اجازت دے دی بالکل غلط ہے اور واقعات پر مبنی نہیں ہے ۔

دیوان محکم چند کی وفات
اکتوبر سنہ ۱۸۱۴ع

خالصہ فوج کا بہادر جنگجو اور الوالعزم جرنیل دیوان محکم چند کچھ عرصہ سے بیمار چلا آتا تھا مگر جانبر نہ ہو سکا اور اکتوبر سنہ ۱۸۱۴ع میں راهئے ملک عدم ہوا - دیوان محکم چند اُن برگزیدہ ہستیوں میں سب سے پہلا غیر سکھ عہدہدار تھا جس نے خالصہ کی دل و جان سے خدمت کی اور یہی فرائض سرانجام دیتا ہوا جان بحق ہوا - محکم چند کا دل محبت اور وفاداری کا سرچشمہ تھا جس نے مہاراجہ کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - دل کی اعلی خوبیوں کے علاوہ دیوان مذکور دماغی ، ذهنی ، اور جسمانی جوہروں کا زندہ مجسمہ تھا - کڑی سے کڑی مشکل کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا - قدرتاً اعلی درجے کا جرنیل تھا - حب الوطنی کا مادہ اُس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا -

رنجیت سنگھ کو دیوان مذکور پر بڑا ناز تھا - اور اُس کے مرنے کا مہاراجہ کو بہت بڑا صدمہ ہوا - تمام خالصہ دربار رنج و غم میں مبتلا ہو گیا تھا - اُس کی تجہیز و تکفین نہایت عزت سے فوجی طریقہ پر عمل میں لائی گئی - اور پھلور کے بڑے باغ میں دیوان کی سمادھ بنائی گئی جو اب تک موجود ہے - مہاراجہ نے دیوان کے بیٹے موتی رام کو دیوان کا خطاب عطا کیا اور اُس کے والد کی

جاگیر پر بحال رکھا - موتي رام کے ہونہار نوجوان بیٹے رام دیال کو دیوان محکم چند کي جاگیرداري فوج کا افسر مقرر کیا -

برٹش گورنمنٹ کا ایلچي

اِس کے تھوڑے دنوں بعد عبدالنبي خاں اور رائے نند سنگھ برٹش گورنمنٹ کے ایلچي لاھور آئے اور گورنرجنرل کي طرف سے بیش‌قیمت تحائف مہاراجہ کو پیش کئے - مہاراجہ نے اُنھیں اپنے ھاں مہمان رکھا ، خوب خاطر مدارات کی اور گورنرجنرل اور سر ڈیوڈ اخترلوني کے لئے گراں‌بہا پیش‌کش کے ساتھ واپس روانہ کیا -

گیارھواں باب

مہمات کا سلسلہ اور فتح ملتان

سنہ ۱۸۱۵ع سے سنہ ۱۸۱۸ع تک

برٹش گورکھا جنگ سنہ ۱۸۱۴ع - سنہ ۱۸۱۶ع

سنہ ۱۸۱۴ع سے سنہ ۱۸۱۶ع تک انگریزوں اور گورکھوں میں لگاتار جنگ جاري رھي - شروع شروع میں برٹش فوج کو ایک دو بار شکست ھوئي - اِس موقعہ پر دربار نیپال کا ایجنٹ پرتھي بلاس مہاراجہ کے پاس انگریزوں کے خلاف مدد کے لئے آیا مگر رنجیت سنگھ نے صاف انکار کر دیا - ایجنٹ مایوس ھوکر چلا گیا - چنانچہ اُسی وقت مہاراجہ نے فقیر عزیز الدین کو کرنیل اختر لونی کے پاس لدھیانہ روانہ کیا کہ اگر آپ کو میری مدد کي ضرورت ھو تو میں حاضر ھوں - اِسي مطلب کا پیغام گورنر جنرل کو بھي بھیجا گیا - چنانچہ سرکار انگریزي مہاراجہ کي بہت مشکور ھوئي -

اصلاحات کی ضرورت

مہم کشمیر میں مہاراجہ کو صاف معلوم ھو گیا کہ اُس کي فوج میں بہت سي اصلاحات کي ضرروت ھے - چنانچہ مہاراجہ فوراً اِس طرف متوجہ ھوا - بہت سی نئي فوج بھرتی

کی گئی جن میں دو گورکھا رجمنٹیں بھی شامل تھیں
اور کئی اصلاحات عمل میں لائی گئیں - *

دیوان گنگا رام اور پنڈت دینا ناتھ

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ دیوان بھوانی داس نے محکمۂ مال کا نہایت اعلیٰ بندوبست کیا تھا اور ہر سال کی آمدنی و خرچ کے باقاعدہ حساب کا سلسلہ جاری کیا تھا - † چنانچہ مہاراجہ بہت خواہشمند تھا کہ اِس قسم کے اور لائق اشخاص بھی اس کی ملازمت میں آئیں - اُن دنوں مہاراجہ کی سلطنت بڑی سرعت کے ساتھ وسعت پکڑ رہی تھی - آمدنی و اخراجات کے وسائل روزافزوں ترقی پر تھے - خرچ کی مدیں بڑھ رہی تھیں - چنانچہ مہاراجہ نے سنہ ۱۸۱۳ع میں دیوان گنگا رام کاشمیری پنڈت کو دھلی سے بلا بھیجا - دیوان کی لیاقت کی شہرت مہاراجہ سن چکا تھا - دیوان گنگا رام نے آتے ھی محکمۂ فوج کے حساب کتاب کو سنبھالا - دیوان مذکور کے پاس کام کی اس قدر بھرمار تھی کہ وہ اُسے اکیلا نہ نپٹا سکتا تھا - چنانچہ مہاراجہ نے دو سال بعد اُسے اجازت

---

* فوجی اصلاحات کے لئے دیکھو باب ۱۵ -

† سکھ حکومت کے سنہ ۱۸۱۲ع سے لےکر سنہ ۱۸۴۹ع تک کے دفتری کاغذات پنجاب گورنمنٹ کے ریکارڈ اونس میں موجود ھیں جنہیں چند سال گذرے مصنف نے مرتب کیا تھا اور اُن کی تفصیلوار فہرست انگریزی زبان میں دو جلدوں میں شائع کی تھی -

دے دی کہ وہ کسی آدمی کو اپنی مدد کے لئے بطور نائب مقرر کرلے - دیوان گنگا رام نے پنڈت دینا ناتھ کو بلا لیا جو بعد میں بہت لائق اور ہوشیار افسر ثابت ہوا اور رفتہ رفتہ محکمۂ مال کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا ' دیوان کا خطاب حاصل کیا - بعد میں راجہ کے نام سے نامزد ہوا -

مہم راجوری و بھمبر سنہ ۱۸۱۵ ع

سال گذشتہ میں مہاراجہ کی فوج مہم کشمیر میں نمایاں کامیابی حاصل نہ کر سکی تھی اِس وجہ سے کوہستانی علاقہ کے راجا بھی منحرف ہونے لگے - مہاراجہ نے اُن کی گوشمالی کو ضروری خیال کیا - چنانچہ موسم برسات کے اختتام پر ماہ اکتوبر کے شروع میں سرداروں کے نام احکام جاری ہو گئے کہ سیالکوٹ کے مقام پر اپنی اپنی فوج لے کر حاضر ہوں - وہاں انہیں راجوری ' بھمبر ' اور پیر پنجال کے تمام دامن کوہ کو مفتوح کرنے کے احکام ملے - مہاراجہ نے خود براستہ وزیرآباد بڑھنا چاہا - راجہ اگر خاں والئے راجوری رنجیت سنگھ کے ارادہ سے بےخبر نہ تھا - اُس نے تمام دروں اور راستوں پر جا بجا اپنی فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے تعینات کر دئے - خود راجوری کے قلعہ میں پناہگزیں ہوا - یہ قلعہ ایک بلند چوٹی پر واقع تھا چنانچہ خالصہ فوج کو قلعہ فتح کرنے میں بڑی دقت پیش آئی - آخر انہیں ایک تجویز سوجھی اور آٹھ توپیں قوی ہیکل ہاتھیوں پر لاد کر قلعہ کے سامنے سے گولہباری شروع کی اور قلعہ کی دیوار چھلنی کر دی - اب تو اُگر خاں کے ہوش اُڑے اور وقت حاصل کرنے کی غرض سے

صلح کی گفت و شنید جاری کر دی - اسی اثنا میں موقعہ پاکر وہاں سے نکل بھاگا اور اپنے دوسرے قلعہ کوٹلی میں جا پناہگزیں ہوا - مہاراجہ کے بہادر سرداروں دیوان رام دیال، پھولا سنگھ اکالی، اور ہری سنگھ نے راجوری کے قلعہ پر قبضہ کر لیا - اب سکھ فوج کوٹلی کی طرف بڑھی اور اگر خاں کو بھگا دیا - چنانچہ مہاراجہ کا راجوری کے علاقہ پر قبضہ ہو گیا - زاں بعد اِسی طرح علاقہ بھمبر کے قلعوں پر بھی مہاراجہ کا تسلط ہو گیا اور دونوں پہاڑی راجاؤں کو لاھور میں قیام رکھنے کا حکم ملا - *

تسخیر نورپور اور جسوان - جنوری سنہ ۱۸۱۶ع

۲۸ دسمبر سنہ ۱۸۱۵ع کو مہاراجہ مہم راجوری سے واپس آیا - اس مہم کے دوران میں مہاراجہ نے کئی بار راجہ بیر سنگھ نورپوریہ کو حاضر رکاب ہونے کے لئے لکھا مگر راجہ ٹال مٹول کرتا رہا کیونکہ اُس نے عرصہ سے خراج ادا نہیں کیا تھا - آخر لاچار ہوکر جنوری سنہ ۱۸۱۶ع میں دربار میں حاضر ہوا اور معذرت کی - اپنے آپ کو نذرانہ کی کثیر رقم ادا کرنے کے ناقابل ظاہر کیا - مہاراجہ نے اُسے اپنی ریاست سے دست بردار ہونے کے لئے کہا چنانچہ وہ رضامند ہو گیا - مہاراجہ نے اُسے معقول جاگیر عطا کی اور نورپور میں سکھوں کا تھانہ قائم ہو گیا -

---

* اِس ضمن میں منشی سوھن لال لکھتا ھے کہ قلعہ کوٹلی پر قبضہ کرنے میں ایک راجپوت جاگیردار عورت مسمات بیوی سے مہاراجہ کی فوج کو بہت مدد ملی - عمدۃالتواریخ صفحہ ۱۸۲ --

نورپور کے بعد دوسرے کوہستانی علاقہ جسوان کی باری آئی - اِس علاقہ میں دو تین مضبوط قلعے تھے جن پر عرصہ سے مہاراجہ کی نظر تھی چنانچہ راجہ جسوان کو بھی عدم ادائیگی زرنذرانہ کی وجہ سے ریاست سے علیحدہ کیا گیا اور دس ہزار کی مالیت کی جاگیر عطا ہوئی -

وادئی کانگڑہ پر مہاراجہ کا مکمل تسلط

آہستہ آہستہ راجپوتوں کی تمام چھوٹی چھوٹی ریاستیں مہاراجہ کے قبضہ میں آ چکی تھیں - بعض راجہ باقاعدہ باجگذار بن چکے تھے اور بعض کا علاقہ سلطنت لاہور میں شامل کیا جا چکا تھا - قلعۂ کانگڑہ جو وادی کی ناک تھا مہاراجہ کے تسلط میں پہلے آ چکا تھا - راجہ سنسار چند جو پہلے اپنی سلطنت کو وسعت دینے میں سرگرمی سے کوشاں تھا اس وقت تک وہ بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کا باجگذار ہو چکا تھا - اِس طرح سے وادئی کانگڑہ پر مہاراجہ کا مکمل تسلط جم چکا تھا -

بہاولپور کا دورہ - مارچ سنہ ۱۸۱۶ ع

نواب بہاولپور اپنا سالانہ نذرانہ ارسال کرنے میں ہمیشہ حیلہ و حجت کیا کرتا تھا - چنانچہ اس سال مہاراجہ نے اُس طرف اپنی توجہ مبذول کی اور ایک جرار لشکر زیرکردگی مصر دیوان چند جو لیاقت و قابلیت میں دیوان محکم چند مرحوم کی جگہ لے رہا تھا بہاولپور کی طرف روانہ ہوا - سکھ افواج کی آمد کو سنکر نواب نے اپنے وکیل صوبہ رائے اور کشن داس

کی معرفت مہاراجہ کے ساتھ خط و کتابت شروع کر دی اور نیا عہدنامہ لکھ دیا جس کی رو سے ستر ہزار روپیہ سالانہ بطور خراج دینا منظور کیا اور اُسی وقت اسی ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا جس کی وصولی کے لئے معتبر افسر مقرر کئے گئے۔

ملتان کا محاصرہ

مصر دیوان چند کو حکم ملا کہ یہاں سے ملتان کی طرف کوچ کرو اور موضع تلمبہ میں قیام کرو۔ اس مقام پر مہاراجہ بھی اُسے آ ملا۔ نواب ملتان کا وکیل بیش قیمت تحائف لےکر مہاراجہ کے پاس پہنچا۔ مہاراجہ نے کل بقایا رقم طلب کی جو ایک لاکھ سے قدرے زائد تھی۔ وکیل نے سر دست صرف چالیس ہزار دینے کا وعدہ کیا۔ مہاراجہ نے اپنی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ مصر دیوان چند نے قلعۂ احمدآباد کا محاصرہ ڈال دیا جس پر خالصہ فوج قابض ہو گئی۔ اُس کے بعد ترموں گھاٹ کے مقام پر دریائے چناب عبور کرکے مہاراجہ سالاروان کے نزدیک خیمہ‌زن ہوا اور ایک دستہ فوج شہر ملتان کو روانہ ہوا۔ مشہور اکالی سردار پھولا سنگھ کا نہنگ سپاہیوں کا دستہ بھی اِس میں شامل تھا۔ یہ لوگ نہایت ہی بےخوف اور جنگجو سپاہی تھے۔ چنانچہ شہر کے قرب و جوار میں لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم ہوا۔ ایک روز جوش میں آ کر پھولا سنگھ کے دستہ نے شہر فصیل پر دھاوا بول دیا۔ نواب نے صلح ہی میں مصلحت سمجھی۔ اسی ہزار روپیہ فوراً ادا کیا اور باقی ماندہ دو ماہ کے اندر دینے کا وعدہ کیا۔

علاقہ منکیرہ کا دورہ - اپریل سنہ ۱۸۱۶ ع

ملتان سے فراغت پاکر مہاراجہ علاقۂ منکیرہ کی طرف متوجہ ہوا - ابھی مہاراجہ کا لشکر منکیرہ پہنچا ھی تھا کہ نواب محمد خاں اتفاق سے فوت ھو گیا - شیر محمد خاں نے نوابی سنبھالی - مہاراجہ نے اُس کے ساتھ خراج کے متعلق بات چیت کی اور بقایا ملاکر کل ایک لاکھ بیس ھزار روپیہ طلب کیا - مگر نواب صرف بیس ھزار دینے کو تیار تھا اور س طرح مہاراجہ کو ٹالنا چاھتا تھا - رنجیت سنگھ کے اشارہ پر فوج نے حرکت شروع کی - منکیرہ کے علاقہ میں محمودکوٹ ' خان‌گڑھ ' محمدپور ' لیہ ' بھکر وغیرہ بہت سے قلعجات تھے - خالصہ فوج نے محمودکوٹ کا محاصرہ ڈال دیا اور اپنی زبردست وپوں کی مدد سے قلعہ کی دیوار چھلنی کر دی - پھولا سنگھ کالی کے نہنگ دستہ نے خان‌پور کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا - آخر نواب نے تنگ آ کر پچاس ھزار روپیہ ادا کرنا قبول کیا - مئی کا مہینہ شروع ھو چکا تھا - گرمی کی شدت سے مہاراجہ تنگ تھا - چنانچہ خراج وصول کرکے لاھور واپس آیا -

دوآبہ چناب کا دورہ - مئی سنہ ۱۸۱۶ ع

شیر پنجاب ترموں گھاٹ پر دریائے چناب عبور کرکے علاقۂ جھنگ میں داخل ھوا - نواب احمد خاں سیال والئے جھنگ مہاراجہ کا باجگذار نواب رھنا منظور کر چکا تھا اور کئی سال تک لاھور دربار میں خراج بھی بھیجتا رھا تھا مگر گذشتہ چند سال سے اُس نے کچھ ادا نہیں کیا تھا - مہاراجہ نے

تمام روپیہ طلب کیا - نواب نے معذرت پیش کی - شیر پنجاب کو در حقیقت ملتان فتح کرنے کی دھن لگ رہی تھی اور وہ اِس مطلب کے لئے موقعہ پیدا کر رہا تھا - پس اُس نے یہ مناسب خیال کیا کہ پہلے ملتان کے گرد و نواح کا علاقہ اُس کے اپنے تسلط میں ہونا چاہئے تاکہ ملتان حاصل کرنے میں آسانی رہے - چنانچہ نواب احمد خاں کو اُس کی ریاست سے الگ کرکے جھنگ کے تمام علاقہ کو جس کی سالانہ مالیت تقریباً چار لاکھ تھی سلطنت لاہور میں شامل کر لیا -

علاقہ اُوچ کی تحصیل

جب رنجیت سنگھ جھنگ کے معاملات میں مشغول تھا تو سردار فتح سنگھ اہلووالیہ علاقہ اُوچ کی فتح کے لئے روانہ ہو اور نواب رجب علی شاہ کو شکست دےکر اُس نے کوٹ مہاراجہ اور گرد و نواح کے علاقہ پر قبضہ کر لیا - اُوچ کے سجادہ نشین کے لئے معقول جاگیر وقف کر دی گئی اور وہاں فتح سنگھ نے مہاراجہ کا تھانہ قائم کر دیا -

دائرہ دین پناہ

مہاراجہ ابھی اِس علاقہ کے بندوبست سے فراغت پاکر لاہور واپس پہنچا ہی تھا کہ دائرہ دین پناہ کا سردار عبدالصمد خاں نواب مظفر خاں کی دست درازیوں سے تنگ آ کر دیوان رام دیال کی ہمراہی میں مہاراجہ کے پاس آیا اور پناہ طلب کی - مہاراجہ نے بڑی سرگرمی سے اُس کا استقبال کیا

اور مبارک حویلی میں جہاں شاہ شجاع‌الملک رہا کرتا تھا وہیں ٹھیرایا ۔ مہاراجہ چاہتا تھا کہ نواب عبدالصمد خاں اُس کے پاس رہے ۔ کیونکہ مہاراجہ کا خیال تھا کہ شاید تسخیر ملتان میں یہ کچھ کارآمد ثابت ہو ۔

شہزادہ کھڑک سنگھ اور بھیہ رام سنگھ کی طلبی

بھیہ رام سنگھ شہزادہ کھڑک سنگھ کا بچپن ہی سے اتالیق تھا مہاراجہ نے شہزادہ کو جاگیر عطا کر دی تھی اور وہ جوں جوں بڑا ہوتا گیا اُس کی جاگیر میں بھی اضافہ ہوتا گیا ۔ بھیہ رام سنگھ شہزادہ کی جاگیر کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا اور وہی ناظم سمجھا جاتا تھا ۔ رام سنگھ شہزادہ کے ساتھ ہر دم رہنےوالا مصاحب تھا ۔ اسی لئے اُس کا کنور کے ساتھ بہت رسوخ تھا ۔ مہاراجہ کو شبہہ ہو گیا کہ بھیہ رام سنگھ اپنے عہدہ کا نا جائز استعمال کر رہا ہے ۔ چنانچہ شہزادہ اور اُس کے اتالیق کو ایک دن دربار میں بلوایا اور بھیہ صاحب سے آمدنی و خرچ کا کل حساب طلب کیا ۔ مہاراجہ نے کنور کو جھڑک کر دربار سے رخصت کیا اور بھیہ رام سنگھ کو نظر بند کر دیا ۔ اُس کا صراف اُتم چند امرتسر سے طلب کیا گیا جس کے حساب کتاب سے معلوم ہوا کہ رام سنگھ کے ذاتی کھاتہ میں مبلغ چار لاکھ روپیہ نقد جمع ہے اور اس کے علاوہ ایک طبلۂ جواہرات ایک لاکھ روپیہ کی قیمت کا اُسی صراف کے پاس موجود ہے ۔ یہ تمام روپیہ ضبط کر لیا گیا اور رام سنگھ اپنے عہدہ سے موقوف کر دیا گیا ۔

شہزادہ کھڑک سنگھ کا راج تلک

نوراتہ کے دنوں اکتوبر سنہ ۱۸۱۶ع میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بڑی دھوم دھام سے اپنے بڑے بیٹے شہزادہ کھڑک سنگھ کی راج تلک کی رسم ادا کی - مہاراجہ بڑا ہوشیار تھا وہ ابھی ابھی شہزادہ پر خفا ہوا تھا اور اُس کے دیوان بھیم رام‌سنگھ کو معطل کر دیا تھا - چنانچہ رنجیت سنگھ اُسے خوش کرنا چاہتا تھا نیز اُس کی یہ بھی خواہش تھی کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سکے شہزادہ پر سلطنت کی ذمہ‌داری کا بوجھ پھینکا جائے - چنانچہ فرائض کی ادائیگی کی حس پیدا کرنے کے لئے اُسے جاگیریں عطا کی گئی تھیں مگر رنجیت سنگھ زیادہ اہم امور میں اُس کی شرکت لازمی سمجھتا تھا - پس اپنے مقاصد کی وجہ سے اُسے ولی عہد قرار دیا گیا - انارکلی کے گنبد کے نزدیک کشادہ میدان میں خیمے ایستادہ ہوئے - * تمام عہدہ‌دار زرق و برق پوشاکیں پہنے دربار میں حاضر ہوئے - شہزادہ کی خدمت میں نذریں گذاریں اور سہ‌پہری دربار کے وقت شہزادہ کو باقاعدہ حکم‌نامے جاری کرنے پر مامور کر دیا گیا - †

---

* اس میدان میں بعد ازاں مہاراجہ کے فرانسیسی جرنیل ونتورہ کی فوج کے لئے بارکیں تعمیر کی گئیں اور آج کل یہاں پر گورنمنٹ کے سکریٹریٹ دفتر بنے ہوئے ہیں - تفصیل کے لئے دیکھو منشی سوہن لال کی عمدۃالتواریخ دفتر دوم صفحہ ۱۹۲ -

† سید محمد لطیف اس دربار کی تاریخ ۵ ماگھ لکھتا ہے - اور بھائی پریم سنگھ نے اپنی کتاب میں اس کی تاریخ یکم بیساکھ درج کی ہے -

رام گڑھیہ مثل کے مقبوضات کا الحاق

سردار جودھ سنگھ رام گڑھیہ ستمبر سنہ ۱۸۱۵ع میں فوت ہو چکا تھا - اُس کی وراثت کے لئے اُس کے لواحقین یوان سنگھ، ویر سنگھ، اور کرم سنگھ وغیرہ میں جھگڑا شروع ہو گیا - ایک نے دوسرے پر دست‌اندازی شروع کی - نیز سردار جودھ سنگھ مرحوم کی زوجہ کو بھی دق کرنا شروع کیا - س مثل کا خاتمہ کرنے کے لئے رنجیت سنگھ کو یہ سنہری موقعہ ھاتھ آیا - تمام دعویداروں کو بلاکر لاھور میں نظربند کر دیا اور رام گڑھیہ مثل کے وسیع علاقہ کو سلطنت لاھور میں متعلق کرلیا - اِس کی سالانہ آمدنی تقریباً چار لاکھ روپیہ تھی اور اس علاقہ میں ایک سو سے زیادہ قلعے تھے - رام گڑھیہ فوج بھی لاھور فوج میں شامل کی گئی - سردار جودھ سنگھ کے لواحقین کے لئے تیس ہزار کی جاگیر عنایت ہوئی -

سکھ مثلوں کا خاتمہ

شیر پنجاب کی غیر معمولی ھستی کی یہ ادنیٰ مثال ہے - مہاراجہ کا مقصد آولین سکھ مثلوں کا خاتمہ کرکے سکھ سلطنت قائم کرنے کا تھا جس میں وہ بخوبی کامیاب ھوا - ستلج پار دست‌اندازی کرنے میں وہ بہت لاچار تھا لیکن دریا کے اِس طرف اب کوئی سکھ مثل آزادانہ ھستی نہ رکھتی تھی - اھلووالیہ مثل کے وسائل سردار فتح سنگھ کی دوستی کی وجہ سے مہاراجہ پورے طور پر استعمال کر رھا تھا - کنھیا مثل کی ایک شاخ اُس کے قبضہ میں آ چکی تھی - دوسری

شاہ اُس کی ساس سدا کور کے تسلط میں تھی مگر عملی طور پر اُس مثل کے تمام ذرائع مہاراجہ کے قبضہ میں تھے - وہ بخوبی جانتا تھا کہ سدا کور کی وفات کے بعد وہی اُس علاقہ کا مالک ہوگا - لہذا وہ بوڑھی رانی کو اُس کی آخری حصہ عمر میں تنگ کرنا پسند نہ کرتا تھا - اور اُسے ایسا کرنے کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ وہ اُس مثل کے وسائل کو جب چاہے استعمال کر سکتا تھا - نکئی مثل کے مقبوضات پہلے ہی ملحق ہو چکے تھے - علاوہ ازیں سیالکوٹ ، دسکہ ، شیخوپورہ ، وزیرآباد ، اکال گڑھ وغیرہ کے سرداروں کو وہ پہلے ہی مطیع کر چکا تھا اور اُنہیں معقول جاگیریں دے کر اُن کی خودمختاری کو قلع قمع کر چکا تھا -

مٹھہ ٹوانہ کی یورش سنہ ۱۸۱۷ع

مصر دیوان چند اور سردار دل سنگھ کو سنہ ۱۸۱۷ع میں مٹھہ ٹوانہ کی یورش کا حکم ہوا - چنانچہ لشکر نے کچھ توپخانہ کے ہمراہ اُدھر کا کوچ کیا مگر ٹوانہ سردار احمد یار خاں نے اپنے آپ کو نورپور کے مستحکم قلعہ میں بند کر لیا اور مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا - خالصہ فوج نے قلعہ کو گھیر لیا - احمد یار خاں وہاں سے بچ نکلا اور ملک منکیرہ میں پناہ‌گزیں ہوا - نورپور کے قلعہ میں مہاراجہ کا تھانہ قائم ہو گیا - سردار جوند سنگھ موکل قلعہ کا تھانیدار مقرر ہوا - احمد یار خاں نے قلعہ واپس لینے کی کوشش کی مگر ناکام

رہا - مہاراجہ نے احمد یار خاں کو جاگیردار سردار کا عہدہ بخشا اور ساتھ (۶۰) توانہ سوار رکھنے کے لئے اُسے دس ہزار روپیہ کی جاگیر عنایت کی -

سردار نہال سنگھ اٹاری والے کی قربانی

سنہ ۱۸۱۷ع کے موسم گرما میں ایک دفعہ مہاراجہ موضع و نیکی میں شکار کھیلنے گیا اور وہاں کچھہ تھوڑی سی لاپرواہی کی وجہ سے بیمار ہوگیا - لاہور میں آکر بیماری طول پکڑ گئی - ایک روز یکایک مہاراجہ کی زندگی کے لئے اُمراء و وزراء کو خوف پیدا ہو گیا - سرلیپل گرفن اپنی کتاب " پنجاب چیفس " میں لکھتا ہے کہ اٹاری والے خاندان میں یہ روایت مشہور ہے کہ جس وقت مہاراجہ کی حالت نازک تھی اور اُمرا خوفزدہ ہو رہے تھے تو سردار نہال سنگھ اٹاری والے نے وفاداری اور نمک حلالی کی ایک بے نظیر مثال قائم کر دکھلائی - مہاراجہ کے پلنگ کے گرد تین دفعہ پھرا ' سچے دل سے دعا کی اور بلند آواز سے کہا کہ میری باقی عمر سکھ راج کی ترقی کے لئے مہاراجہ کو ملے اور اُس کا مرض مجھے لاحق ہو جائے - چنانچہ اُس کی دعا منظور ہوئی - مہاراجہ کا مرض گھٹنا شروع ہوا اور سردار نہال سنگھ بیمار پڑ گیا - چند روز بعد شیر پنجاب بالکل تندرست ہو گیا اور اٹاری والہ سردار ہمیشہ کے لئے اِس جہان سے رخصت ہوا - *

* یہ کہانی پڑھ کر ہمیں بابر اور ہمایوں والا قصہ یاد آتا ہے جس سے ہماری مراد یہ ہے نہ ایسی باتوں میں لوگوں کا یقین ضرور تھا - نم

نواب منکیرہ سے معاہدہ - ستمبر سنہ ۱۸۱۷ ع

اُس زمانہ میں رنجیت سنگھ کا یہ وطیرہ تھا کہ ہمسایہ سردار یا نواب پر فوجکشی کر کے اُس سے نذرانہ وصول کرتا بعد میں ہر سال ہي اُسی قدر نذرانہ موصول ہونے کي اُمید رکھتا - سردار یا نواب یہ خیال کرتا کہ یہ بلا ہمیشہ کے لئے سر سے ٹلی اس لئے وہ دوبارہ نذرانہ بھیجنے کے خیال کو دل میں بھي نہ لاتا - اُدھر مہاراجہ دوبارہ یورش کر کے ہمیشہ کے لئے خراج دینے کا معاہدہ لکھوانے کی کوشش کرتا - موقعہ ملنے پر اُس کے علاقہ پر اپنا تسلط کرنے میں بھي گریز نہ کرتا اور سردار یا نواب کو معقول جاگیر عنایت کر دیتا - چنانچہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ نواب منکیرہ سے سال گذشتہ میں مبلغ پچاس ہزار روپیہ نذرانہ وصول کیا گیا تھا - اِس سال پھر نذرانہ کي رقم طلب کي گئی - نواب کے لئے یہ شرائط ماننے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ ستر ہزار روپیہ سالانہ معہ دو نفیس گھوڑوں اور اُنٹوں کے دینا منظور کیا -

بھیہ رام سنگھ کی مخلصي

شہزادہ کھڑک سنگھ کا اتالیق بھیہ رام سنگھ جو سال

نہیں کہہ سکتے کہ یہ واقعہ کہاں تک درست ہے کیونکہ عمدۃالتواریخ اور ظفرنامہ رنجیت سنگھ میں اس کا کوئي ذکر نہیں آتا - منشي سوہن لال اور دیوان امرناتھ دونوں مہاراجہ کيِاس بیماري کا ذکر کرتے ہیں اور دوسري جگہ سردار نہال سنگھ کي وفات کا حال بھي لکھتے ہیں - قرباني کي ایسي زندہ مثال کا اُن سے چھپا رہنا ممکن نہ تھا -

گذشتہ میں شہزادہ کا روپیہ خرد برد کرنے کے عوض قید کیا گیا تھا اس سال رہا کر دیا گیا - ایسی بیسیوں مثالیں ہیں کہ مہاراجہ نے اپنے افسروں اور عہدہ‌داروں کو سزائیں دے کر بعد میں معاف کر دیا - اُس کی سزاؤں کا مقصد اِصلاح تھا نہ کہ کوئی کینہ‌وری - مہاراجہ ہاتھ آئے قابل انسان کو کھونا نہ چاہتا تھا بلکہ اُس کی بری عادتیں دور کرکے پھر اُس کی خدمات سے مستفید ہونا چاہتا تھا - چنانچہ ۲۷ اگست سنہ ۱۸۲۷ع بھیہ رام سنگھ کو دربار میں طلب کیا ، اُسے قیمتی خلعت عطا کیا ، اُس کے مکان سے چوکی اور پہرہ ہٹا لیا اور اُسے علاقۂ رام گوھیہ کا ناظم مقرر کیا -

ہزارہ کی مہم

جس روز سے مہاراجہ کا تصرف قلعہ اٹک اور اُس کے گرد و نواح کے علاقہ پر ہوا تھا اُسی دن سے محمد خاں والئے ہزارہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ سالانہ بطور خراج مہاراجہ کو ادا کرتا تھا مگر اِس سال سردار حکما سنگھ چملی قلعدار اٹک نے محمد خاں سے پانچ ہزار کی بجائے پچیس ہزار روپیہ طلب کیا - محمد خاں نے یہ رقم ادا کرنے سے اِنکار کر دیا جس وجہ سے محمد خاں کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی - لاہور سے کمک روانہ کی گئی جس میں پھولا سنگھ اکالی کا مشہور نہنگ دستہ بھی شامل تھا - اس جنگ میں پھولا سنگھ نے بہادری کے خوب جوہر دکھلائے -

محمد خاں لڑائی میں مارا گیا - ہزارہ کی سرداری اُس کے بیٹے سید احمد خاں کو عطا ہوئی اور خراج کی سالانہ رقم بڑھا دی گئی -

یورش ملتان سنہ ۱۸۱۷ع

سنہ ۱۸۱۷ع کے شروع میں مہاراجہ نے ایک دستۂ فوج نواب ملتان سے زر نذرانہ وصول کرنے کی غرض سے روانہ کیا - مہاراجہ جانتا تھا کہ نواب ادائیگی زر نذرانہ میں قیل و قال کریگا اور بعد میں کمک ارسال کی جائیگی - مہاراجہ اِس سال ملتان مفتوح کرنے پر تلا ہوا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا - پیچھے سے کثیرالتعداد لشکر ملتان روانہ کیا گیا اور سامان رسد و حرب بھی بھیجنے کا مکمل بندوبست کر دیا گیا - اِس فوج نے شہر ملتان کا محاصرہ ڈال دیا اور فصیل پر گولہ باری شروع کردی فصیل کے دو تین برج بھی گرا ڈالے اور اِس میں کئی جگہ شگاف کر دئے - اغلب تھا کہ اگر لگاتار محاصرہ جاری رکھا جاتا تو ملتان فتح ہو جاتا - لیکن فوج کے سرکردہ آدمیوں کی غفلت سے ناکامیابی ہوئی - *

کمک کی روانگی

مگر مہاراجہ جس کو قدرت نے اتنا زبردست دل اور مستحکم ارادہ بخشا تھا کب اِن سرداروں کی وجہ سے ہار

---

* دیوان امرناتھ ظفر نامۂ رنجیت سنگھ میں لکھتا ھے کہ دیوان بھوانی داس نے جو محاصرہ کی کمان میں تھا نواب مظفر خاں سے دس ہزار روپیہ رشوت لیکر کام خراب کر دیا تھا -

ماننےوالا تھا - وہ اِس دفعہ ملتان فتح کرنے پر تلا ہوا
تھا اور سخت سے سخت مشکلات برداشت کرنے کے لئے تیار
تھا - فوراً اپنی تمام توجہ مہم ملتان کی سوچ بچار میں
صرف کرنی شروع کی - پچیس ہزار نوجوانوں کی زبردست
فوج شہزادہ کھڑک سنگھ کی کمان میں روانہ کی - در حقیقت
مصر دیوان چند سپاہ کی سر کردگی میں تھا کیونکہ یہ
شخص فوجی باریکیوں کو خوب سمجھتا تھا مگر مہاراجہ کو
اندیشہ تھا کہ کہیں اُس کے سکھ سردار دیوان چند کی
ماتحتی میں کام کرنے سے گریز نہ کریں - اِسی لئے فوج کی
باگ‌ڈور ظاہرا طور سے شہزادہ کھڑک سنگھ کو سپرد کی تھی -

مہاراجہ کی تیاریاں

مہاراجہ خود مہم کی مکمل تیاریوں میں جوش و
خروش سے مصروف تھا - سامان حرب اور رسد فوج کے لئے
روانہ کرنے کی غرض سے دریائے راوی ' چناب اور جہلم کے
مختلف معبروں پر تمام کشتیاں کار خاص کے لئے محفوظ
کرلی گئیں - اُن پر سرکاری پہرےدار تعینات کئے گئے - علاقہ
جات کے کارداروں کے نام غلہ اور بارود کی فراہمی کے لئے
ضروری پروانے جاری کر دئے گئے - بڑے بڑے افسران اِس فرائض پر
مامور کئے گئے کہ وہ خود جنگ کی اشیائے مطلوبہ اکٹھی
کرکے اپنی زیرنگرانی کشتیوں میں بھرواکر ملتان روانہ کریں -
توپ کلاں عرف بھنگیوں کی توپ جس میں ایک من پختہ
وزن کا گولہ پڑتا تھا امرتسر سے منگواکر ملتان بھیجی
گئی - فوج ملتان کے اپنے بیلداروں کے علاوہ پانصد فالتو بیلدار

مورچے آراستہ کرنے اور سرنگیں کھودنے کے لئے ملتان روانہ کئے گئے - ڈاک رسانی کا پختہ انتظام کیا گیا - سیکڑوں ھرکارے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر متعین کئے گئے جو ملتان کی ڈاک دن میں کئی مرتبہ لاھور پہنچاتے تھے - مہاراجہ خود فوج کے افسروں کی رھبری کے لئے مفصل ھدایات بھیجتا رھتا تھا - اس طرح مہاراجہ کو ھر لمحہ معلوم رھتا تھا کہ ملتان کے محاصرہ کا کیا حال ھے اور اُسے کس طرح بہتر بنایا جا سکتا ھے -

محاصرہ ملتان

مہاراجہ کی ھدایت کے بموجب خالصہ فوج نے خفیف سی لڑائیوں کے بعد نواب کے دو قلعوں خان‌گڑھ اور مظفرگڑھ پر اپنا قبضہ کر لیا اور وھاں سے شہر ملتان کا رخ کیا اور شہر کا محاصرہ ڈالنے کی کوشش کی - نواب ملتان بھی اس دفعہ مقابلہ کے لئے پوری طرح تیار تھا - اُس نے گرد و نواح کے علاقہ میں اپنے آدمی بھیج کر خوب مذھبی جوش پھیلایا اور بیس ھزار سے زائد غازی نواب کے جھنڈے تلے جمع ھو گئے - نیز اُس نے قلعہ ملتان بھی خوب مستحکم کر لیا تھا - جب سکھ فوج شہر ملتان کے نزدیک پہنچی تو نواب مقابلہ کے لئے آیا - بڑا زبردست معرکہ ھوا - دن بھر کی لڑائی کے بعد میدان خالصہ کے ھاتھ آیا اور نواب اپنے دستہ سمیت شہر کی چار دیواری کے اندر پناہ‌گزیں ھوا -

دوسرے روز دیوان موتی رام نے اپنی فوج کے ساتھ شہر کا محاصرہ ڈال دیا - نواب بمعہ اپنے بیٹوں کے بھاری فوج کے

ساتھ شہر کو ہر طرف سے بچانے کے لئے مستعد تھا - کئي روز تک مقابلہ جاري رہا - خالصہ نے شہر کے گرد مختلف مقامات پر بارہ مورچے نصب کئے اور وہاں سے توپ ' رہکلے اور غباروں سے شہر کي فصيل پر گولہ‌باري شروع کي جس کا نتيجہ يہ ہوا کہ فصيل ميں دو جگہ چھوٹے چھوٹے شگاف ہوگئے - سکھ جوش کے ساتھ اندر داخل ہونے لگے - مگر افغانوں کي گوليوں کی بوچھاڑ کے سامنے اُن کی کچھ پيش نہ گئی اور اُنہيں پيچھے ہٹنا پڑا - اِس کے بعد فصيل کے نيچے گڑھے کھدواکر بارود بھر دی گئی جس کے دھماکے سے فصيل کے ايک دو برج اور اوپر کا حصہ منہدم ہو گيا - مگر نواب کي فوج بڑي جرأت سے مقابلہ پر ڈٹي رہي اور کسی سکھ کو اندر داخل نہ ہونے ديا - آخرکار کئي دنوں کے بعد ايک روز شہر پر گولہ‌باري کي گئي اور بڑي خونريز جنگ ہوئی جس ميں نواب کو پسپا ہونا پڑا اور قلعہ ميں پناہ‌گزيں ہوا - *

---

* گنيش داس پنگل ہمعصر شاعر نے بڑي سريلی ہندي زبان ميں جنگ ملتان کا حال نہايت تفصيل کے ساتھ بيان کيا ھے - اِس کا ايک مسودہ مصنف کي اپني لائبريري ميں ھے - وہ لکھتا ھے :—

سب سنگھن من کوپ کر مورچے لائے چو پھير
(۱) چھياپت اوٹاکري ملتان ليو وچ گھير
(۲) مورچے لگائے - لڑے ات ھی رسائے - بڑے جور سو الائے - کہہ ترک دھيو مار کے -

سرھنگاں سو چلاوے - تاں ميں دارو بہت پاوے
دھور کوٹ کو اُڑاوے - کرے جدھ بل دھار کے

قلعہ کا محاصرہ

سکھوں نے اب قلعہ کے سامنے مورچے لگا دئے اور قلعہ کی دیوار پر گولہ‌باری شروع کی - ملتان کا قلعہ اپنی مضبوطی میں شہرۂ آفاق تھا اور ناممکن التسخیر خیال کیا جاتا تھا - یہ ایک بلند پشتہ پر واقع تھا اور اُس کے نیچے گہری اور وسیع خندق تھی جو پانی سے پر رہتی تھی - چنانچہ سکھ توپوں کا قلعہ پر اثر نہ ہوا - خالصہ نے ایک دو بار دھاوا کرنے کی کوشش کی مگر وہ بھی رائیگاں ثابت ہوئی - مارچ کا سارا مہینہ اِسی طرح سے گذر گیا مگر اپریل کے شروع میں بھنگیوں والی توپ کلاں پہنچ گئی جس سے قلعہ کی دیوار میں دو جگہ شگاف ہو گئے -

صلح کی گفت و شنید

نواب قدرے گھبرایا اور صلح کی بات چیت کرنے کے لئے پے وکیل کھڑک سنگھ کے پاس روانہ کئے - دو لاکھ روپیہ نقد نذرانہ ادا کرنا چاہا اور اپنے بیٹے کی کمان میں تین سو سوار مہاراجہ کی خدمت میں پیش کرنے کا وعدہ کیا - چنانچہ یہ معاملہ مہاراجہ کے گوش‌گذار کیا گیا - رنجیت سنگھ نے جواب میں تحریر کیا کہ ہمیں تو قلعہ لینا ہی منظور ہے

توہاں سو چلائے - بڑے جھیرے تہ پائے -
مارے ترک ار رائے کہے رہے لوہا سار کے
(۳) سادھو سنگھ جو نہنگ ا - تن کینو بڑو جنگ
مارے تیر سو تونفنگ - کرے ایسے ہی جھجھار کے

اگر نواب قلعہ خالی کر دے تو اُسے معقول جاگیر عطا کی جائیگی اور اُس کی رھائش کے لئے اُس کا اپنا قلعہ کوٹ شجاع‌آباد دیا جائیگا - چنانچہ یہی پیغام نواب کو بھیجا گیا - نواب نے اپنی رضامندی ظاھر کی اور اپنے وکیلان مسمی جمیعت رائے ، سید محسن شاہ ، گوربخش رائے ، اور امین خاں کو باقاعدہ عہد و پیمان کے لئے شہزادہ کے پاس روانہ کیا اور درخواست کی کہ کوٹ شجاع‌آباد اور قلعہ خان‌گڑھ معہ علاقہ‌جات نواب کو گذارہ کے لئے عطا کئے جائیں تو قلعہ ملتان اور مظفرگڑھ مہاراجہ کے حوالہ کر دئے جائینگے - نیز نواب اور اُس کے قبائل کو صحیح سلامت قلعہ سے باھر نکالنے کے لئے دو تین سرکردہ افسر تعینات کئے جائیں - چنانچہ کھڑک سنگھ نے دیوان بھوانی داس ، پنجاب سنگھ ، قطب‌الدین خاں سابق نواب قصور اور چودھری قادر بخش کو نواب مظفر خاں کے ساتھ عہد و پیمان کرنے کے لئے روانہ کیا -

معاملہ کا ناگہانی انقلاب

جب اِس تمام معاملہ کی خبر مہاراجہ کو لاھور بھیجی گئی تو اُس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رھی - شہر میں توپوں کی سلامی سر ھوئی - رات کو جا بجا روشنی کی گئی - *

---

* حوالہ کے لئے دیکھو عمدۃالتواریخ دفتر دوئم صفحہ ۲۱۷ - قادر بخش اور دیوان بھوانی داس کے نواب کے پاس عہد و پیمان کے لئے جانے کی نسبت گنیش داس بھی اپنے چھندوں میں ذکر کرتا ہے :—

بھوانی داس کو بھیجئے بڑو سجان وکیل
قادر بخش بھی ساتھ نئیں پٹھئے کین دلیل

مگر جب عہد و پیمان کا وقت آیا تو نواب کے مشیروں اور بھائی بندوں نے اُس بزدلانہ حرکت پر اُسے لعنت ملامت کیا اور کہا کہ ایسی غلامانہ زندگی سے موت بہتر ہے - ساتھ ہی اُس کی حوصلہ افزائی کی کہ ہم لڑنے مرنے کو تیار ہیں اور کہا کہ سکھوں کی کیا مجال ہے جو ہمارے جیتے جی قلعہ پر قبضہ کر لیں - چنانچہ نواب نے قلعہ خالی کرنے سے انکار کر دیا اور مہاراجہ کے وکیل ناکام واپس آ گئے - *

قلعہ کی فتح

جب مہاراجہ کو یہ خبر ملی تو اُس نے فوراً جمعدار خوشحال سنگھ کو ملتان روانہ کیا اور سرداران لشکر کو کہلا بھیجا کہ اگر باوجود اس قدر جمعیت ' سامان حرب اور مکمل تیاریوں کے قلعہ فتح نہ ہو سکا تو یہ اُن کی شان کے قطعی خلاف ہوگا اور میرے لئے باعث عتاب ہوگا نیز خالصہ سلطنت پر بڑا حرف آئیگا - رنجیت سنگھ کا یہ پیغام پہنچتے ہی خالصہ فوج کو بہت جوش آیا فوراً محاصرہ کر دیا - سکھ فوج کے دستوں نے مختلف جوانب سے آگے بڑھنا شروع کیا

---

* تقریباً سب مورخوں نے اِس واقعہ کو نظرانداز کیا ہے - حوالہ کے لئے دیکھو عمدۃالتواریخ صفحہ ۲۱۷ - گنیش داس بھی اِس واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے :—

کہا تو سن بھائی ' جدھم کرائینگے مچائی ' سینا جور چڑھم آئي - سوؤ مار انگے ڈور کے '
میری تلوار دھار - لاگے جب ایک وار - مرینگے ھزار سنگھ دیکھئے سےجور کے

اور دشمن کی برستی ہوئی آگ کو چیرتے ہوئے قلعہ کی خندق کے قریب جا پہنچے اور وہاں مورچے گاڑ دئے اِس جگہ بہت سے سکھ نوجوان مارے گئے - آخر توپوں اور غباروں کے لگاتار صدمات کی وجہ سے قلعہ کے خضری دروازہ کے ساتھ کی دیوار میں دو بھاری شگاف ہو گئے - مگر بہادر نواب فوراً یہاں آ موجود ہوا اور ریت سے بھری ہوئی بوریاں چلوا کر شگافوں کو بھرا دیا - مگر توپ کلاں کے ایک دو گولے پڑنے سے یہ بوریاں گر گئیں - خالصہ نے اِس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا - اکالیوں کا ایک چھوٹا سا دستہ اپنے بہادر سردار سادھو سنگھ کی کمان میں آگے بڑھا اور خندق کے پار ہوکر شگاف کے نزدیک پہنچ گیا - * سادھو سنگھ کی بہادری دیکھ کر باقی

---

* بھائی پریم سنگھ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ اکالی لیڈر سادھو سنگھ نہیں تھا بلکہ مشہور اکالی سردار پھولا سنگھ تھا - ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ تمام مؤرخوں نے یہ غلطی کی ہے - ہماری رائے میں بھائی پریم سنگھ ہی غلطی پر ہیں اور دیگر مؤرخین راستی پر ہیں - منشی سوہن لال اور دیوان امرناتھ سادھو سنگھ کا ہی نام لکھتے ہیں ہمیں یہ امر بالکل غیرممکن معلوم ہوتا ہے کہ سوہن لال اور امر ناتھ جو دربار کے وقائع نویس تھے کس طرح پھولا سنگھ اکالی جیسے مشہور لیڈر کے نام کی بجائے اپنی کتابوں میں سادھو سنگھ کا نام درج کر دیتے - حقیقت یہ ہے کہ اس بار پھولا سنگھ جنگ ملتان میں شامل نہ تھا بلکہ اٹک کی طرف مامور تھا - البتہ اس سے پہلے موقعہ پر پھولا سنگھ نے بہادری کے جوہر خوب دکھائے تھے - گنیش داس بھی اس سلسلہ میں سادھو سنگھ کا نام ذکر کرتا ہے :-

سادھو سنگھ جو نہنگ - کہے بیٹھو جی نسنگ -- کرے اب کے جو جنگ - جائے ترکاں نوں چوٹ ہے -

لشکر کے دل میں بڑا جوش آیا اور سیکڑوں سکھ، نوجوان شگافوں پر ٹوٹ پڑے - یہ لوگ قلعہ کے اندر داخل ہونے کو ہی تھے کہ بہادر نواب اپنے بیٹوں اور لواحقین سمیت موقعہ پر آن پہنچا - شمشیر برہنہ کرکے شگاف پر کھڑا ہو گیا اور بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن بھی عش عش کرنے لگے - آخرکار لڑتا ہوا اپنے دو بیٹوں اور ایک بھتیجے سمیت وہیں قتل ہوا -

قلعہ پر قبضہ

نواب کے قتل ہوتے ہی خالصہ فوج قلعہ کے اندر داخل ہوئی اور اس پر قابض ہو گئی - نواب کے چھوٹے بیٹے سرفراز خاں اور ذوالفقار خاں زندہ گرفتار کرکے لاہور لائے گئے - مہاراجہ نے اُن کی عزت کی اور خوب خاطر مدارات کی - اُنہیں شرقپور کی جاگیر بخشی جو مدتوں اِن کے قبضہ میں رہی - اس فتح کی خوشی میں مہاراجہ نے بہت جشن منایا - سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کا قاصد مہاراجہ کے پاس یہ خوش‌خبری لایا - مہاراجہ صاحب نے اُسے سونے کے کڑوں کی جوڑی ' پانسو روپیہ نقد اور خلعت عطا کی - اور صاحب سنگھ ہرکارہ باشی

لڑے پھر دھائے - مار مار سو مچائے کبئے جدھم بھلی بھائے - دے مسلے کھپائے ہے

بجال قرابینی - سو بندوقن کی مار کینی - بڑي بیک دھائے ہے - ؛ موہرے سادھو سنگھ - پاچھے سبھی ہے بجھنگ سنگھ - تپ چڑھے برجن نشان تے ہلائے ہے -

کو جو ملتان کی ڈاک کا انچارج تھا چھ سو روپیہ نقد مرحمت فرمائے - خود ہاتھی پر سوار ہوکر لاہور کے بازاروں میں چکر لگایا روپئے پیسے نچھاور کیئے - شہر کو رات کے وقت چراغاں کیا گیا - *

تاریخ فتح ملتان

ملتان کی فتح کی تاریخ منشی سوہن لال نے اِس طرح لکھی ہے :—

در ہزار و ہشت صد ہفتاد و اپنج
فتح شد ملتان بعد از صرف گنج

گنیش داس نے اپنے چھندوں میں اسے اِس طرح ختم کیا ہے :—

چھتّر سدی سو اکادشی فتح کیو ملتان
سمت اٹھ دس جانیے اور پچھتر مان

قلعہ کی لوٹ

مہاراجہ جانتا تھا کہ قلعۂ ملتان میں پٹھان بادشاہوں کے

---

* تفصیل کے لئے دیکھو عمدۃالتواریخ دفتر دوئم صفحہ ۲۲۰ گنیش داس بھی اس خوشخبری کو قریب قریب اسی طرح بیان کرتا ہے :—

پاچھے سنگھن کے کور ' کہے چلو جی لاہور ' اب آئے دور دور سر مور سو سہائے ہے -
سو لاہور جب آئے ' سن سنگھ سکھ پائے ' توپاں شلک چلائے دان دیت ہر کاہے ہے -
کینی بخش اپار ' لئی آئیو جوڑ سار ' تب باری دیپ مال ' من مود کو بڑھائے ہے -

پشت در پشت کے خزانے مدفن ہیں جن میں بے شمار نایاب چیزیں بھی ہونگی - وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسی بےبہا اشیا اُس کی سپاہ لوٹ لے اور اُنہیں برباد کر دے - اُس کي خواهش تھی کہ ملتان کے تمام نادر تحائف ریاست کے خزانے میں رکھے جائیں کیونکہ یہ ریاست کا ہی حق ہے - چنانچہ فوج کے سرداروں کے نام سخت احکام جاری کر دئے کہ خزانہ اور توشہ‌خانہ کي هر چیز مہاراجہ کي یا کسی سردار یا سپاهی کی ملکیت نہیں بلکہ سلطنت لاهور کي هے اس لئے کوئی اور شخص کسی چیز کو اپنے ذاتی استعمال میں نہ لاوے بلکہ غارت کا سب مال صحیح سلامت لاهور دربار میں پہنچایا جاوے -

لیکن فوج کے سپاهي اپنے سرداروں کی اجازت بغیر قلعہ میں داخل هو چکے تھے اور بےتحاشا توشہ‌خانہ اور خزانہ پر لوٹ مار شروع کر دی تھی - فتح کی خوشی میں یہ نوجوان کسی کے قابو میں آنے والے نہ تھے اور اِسی وجہ سے سکھ فوج کے سردار کسی قدر پریشان تھے - آخر سب نے صلاح کی کہ توشہ‌خانہ اور خزانہ کی حفاظت کے لئے دیوان رام دیال کو مقرر کیا جائے -

دیوان رام دیال بائیس سال کا خوشرو بہادر اور یکتا نوجوان تھا - کشمیر کے حملہ میں بھي بہادر پٹھانوں کے مقابلہ میں اکیلا ڈٹا رھا تھا ذاتي قابلیت کے علاوہ دیوان محکم چند کا پوتا هونے کي وجہ سے هر شخص اُس کی قدر و منزلت کرتا تھا -

چنانچہ دیوان رام دیال نے قلعہ کے سب دروازے بند کراکر ان پر شدید پہرہ تعینات کرا دیا اور بڑے دروازے پر خود جا موجود ہوا - جو سپاہي باہر نکلتا تھا اُس کي تلاشي لي جاتي اور سمجھا بجھاکر لوٹ کا سب مال وہیں رکھوا لیتا - اِسي طرح سے تمام مال جمع ہو گیا جسے لاہور بھیج دیا گیا - اس غارت کے مال میں بے شمار مہریں ' ہیرے ' جواہرات ' جڑاؤ دستہ والي نادر تلواریں ' بندوقیں ' گراں بہا شال ' دوشالے ' قالین اور غالیچے مہاراجہ کے توشہ‌خانہ میں داخل ہوئے - دیوان امرناتھ کے اندازہ کے مطابق اِس کي قیمت تقریباً دو لاکھ روپیہ تھي - اِس کے علاوہ بہت سے نفیس گھوڑے اُونٹ اور پانچ بڑي توپیں مہاراجہ کے ہاتھ آئیں - اِسي طور پر قلعہ شجاع‌آباد سے بھي تقریباً بیس ہزار روپیہ کا مال ہاتھ آیا -

بندوبست ملتان

سردست مہاراجہ نے ملتان میں امن قائم رکھنے کے لئے چھ سو سپاہیوں کا رسالہ قلعہ میں مقرر کیا - اُس کی تھانیداري کے لئے سردار دل سنگھ نہریئہ ' سردار جودھ سنگھ کلسیہ ' اور سردار دیوا سنگھ دوآبیہ تعینات کئے گئے - پیادہ فوج کي دو پلٹنیں قلعہ شجاع‌آباد میں مقیم ہوئیں - تیس ہزار روپیہ قلعہ اور خندق کي مرمت کے لئے منظور ہوا -

یہ بندوبست کرکے مصر دیوان چند لاہور آیا - مہاراجہ نے اُس کي خدمت کے صلہ میں ظفر جنگ بہادر کا خطاب عطا کیا - بیش قیمت خلعت فاخرہ عنایت

کی - نیز دیگر سرداران و اُمراء کو بھی جنھوں نے اِس مہم میں کار نمایاں کئے تھے مہاراجہ نے دل کھول کر انعام و اکرام دئیے -

---

بارھواں باب

فتوحات کشمیر اور شمال مغربي سرحدي صوبجات

سنه ۱۸۱۸ع سے سنه ۱۸۲۲ع

فوجي نقطۂ نگاہ سے پشاور کا رتبه

پیشتر ذکر کیا جا چکا ھے کہ قلعۂ اتک کے گرد و نواح کے علاقه پر مہاراجه کا کم و بیش تسلط ھو چکا تھا - مگر یہاں کے پٹھان قبیلے ابھي تک پورے طور پر مغلوب نہیں ھوئے تھے - اُنھیں کابل اور پشاور کے افغان حکمرانوں سے ھمیشه مدد کي توقع رھتي تھي - مہاراجه بھي یه بخوبي جانتا تھا کہ جب تک پشاور کا علاقه مفتوح نه کیا جائیگا اُسے امن چین سے بیٹھنا نصیب نه ھوگا - کیونکه پشاور مغربی حمله آوروں کے لئے ھند میں داخل ھونے کا دروازہ ھے - چنانچه پشاور پر فوج کشي کرنے کے لئے موقعه کے انتظار میں تھا جو مہاراجه کو جلد ھاتھ آ گیا -

پشاور کي روانگي

امیر شاہ محمود کے وزیر فتح خاں بارکزئي اور شاہ کے بیٹے کامران میں جھگڑا ھو گیا - کامران نے سخت اذیتوں سے وزیر کو قتل کرا دیا جس سے افغانستان میں ھلچل مچ گئی - مہاراجه نے اِس موقعه کو غنیمت خیال کیا اور زبردست فوج کے ھمراہ اکتوبر سنه ۱۸۱۸ ع میں اتک کي طرف روانه ھوا -

وھتاس ، راولپنڈي ، اور حسن ابدال قیام کرتا ھوا حضرو کے وسیع میدان میں خیمہ زن ھوا - یہاں سے چھوٹا سا دستہ راستہ کي دیکھ بھال کے لئے اتک پار روانہ کیا - خطک قبیلہ کے پٹھانوں کو جب یہ سارا حال معلوم ھوا تو انہیں بڑا جوش آیا - سردار فیروز خاں خطک کی سرکردگي میں فوراً سات ھزار کا مجمع اکٹھا ھو گیا اور یہ لوگ خیرآباد کي پہاڑیوں میں مورچے لگاکر گھات میں بیٹھ گئے - جب خالصہ فوج کا بے خبر دستہ یہاں سے گذرا تو آناً فاناً پٹھان پہاڑیوں سے نکل کر بجلي کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑے اور تقریباً سارے دستے کو تہ تیغ کر دیا -

خطک کي ھزیمت

جب شیر پنجاب کو یہ دردناک خبر ملي تو غصہ کے مارے اُس کي آنکھوں میں خون اُتر آیا - فوراً اتک عبور کرنے کي تیاریاں شروع کر دیں - مہاراجہ دریائے راوي ، چناب اور جہلم کے ھوشیار اور تجربہ‌کار ملاح احتیاطاً اپنے ساتھ لایا تھا - اُنہیں تیز رفتار اتک میں پایاب جگہ دریافت کرنے پر مامور کیا - ملاح جلد ھي کامیاب ھو گئے - فوج کي حوصلہ افزائي کي غرض سے مہاراجہ سب سے پہلے خود جنگي ھاتھي پر سوار ھوکر دریا کي منجھدھار میں کھڑا ھو گیا * - اور خالصہ

---

* دیکھو صفحہ ۲۳۶ اور ۲۳۷ عمدۃالتواریخ - دفتر دوئم - مصنفہ سوھن لال - پنجاب میں ابھي تک یہ روایت جاري ھے کہ مہاراجہ نے اتک عبور کرتے وقت پہلے اپني پرزور آواز سے یہ مصرعہ پڑھا -

فوج دریا کے پار پہنچ گئي - اِسي اثناء میں پٹھان بھي موقعہ پر آ پہنچے اور گھمسان کا معرکہ شروع ھوا - پٹھانوں نے پہلي بار معلوم کیا کہ خالصہ واقعی بہادري میں اُن سے بازي لیجا سکتے ھیں - چنانچہ ھزارون پٹھان کھیت رھے - باقی سکھوں کے نرغہ میں پھنس گئے - انھوں نے جب دیکھا کہ اب جان بچاکر بھاگنا بھی ناممکن ھے فوراً صلح کا سفید جھنڈا بلند کیا اور مہاراجہ کی اطاعت قبول کرلی - اس بار پھر سردار پھولا سنگھ اکالي نے بہادري کے خوب جوھر دکھائے -

پشاور کي فتح

مہاراجہ قلعۂ خیرآباد اور قلعۂ جہانگیرہ میں اپنے تھانے قائم کرکے آگے روانہ ھوا - اسي اثنا میں دیوان شام سنگھ نے جسے مہاراجہ نے پشاور کي طرف روانہ کیا تھا خبر بھیجي کہ دوست محمد خاں والئے پشاور مہاراجہ کے قلعۂ جہانگیرہ پر قابض ھونے کی خبر سن کر پشاور خالي کرکے ھشت نگر کي طرف

" جاں کے من میں اٹک ھے - ڈاں کو اٹک رھے - "

اور بعد میں طلائي مہروں کا بھرا ھوا تھال دریا کی نذر کیا - پھر اپنا ھاتھي دریا میں ڈال دیا - دریا کا پاني کئي فٹ نیچے اُتر گیا اور مہاراجہ کي فوج دریا کے پار ھو گئي - دیوان امر ناتھ بھي ظفرنامۂ رنجیت سنگھ میں صفحہ 119 پر لکھتا ھے :

" از غایت سرور در عین طوفان و طغیان بہ بخت آزمائي فیل بہ دریائے زخار اٹک انداختند - از سطوت اقبال سیلاب پایاب شد - حکم عبور فوج دادہ - "

چلا گیا ہے - مہاراجہ نے فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور جلدی ہی کوچ کرکے شہر پشاور میں داخل ہو گیا - شہر کا خاطرخواہ بندوبست کیا گیا - منادي کرکے شہر میں امن قائم کر دیا - سردار جہاں داد خاں جس سے مہاراجہ نے قلعۂ اٹک لیا تھا اور جو اُس وقت بطور جاگیردار مہاراجہ کے پاس رهتا تها پشاور کا گورنر مقرر کیا گیا - دو چار روز قیام کرکے مہاراجہ اٹک واپس آ گیا -

دوست محمد خاں کي چالاکي

جوں‌هي شیر پنجاب پشاور سے اٹک پہنچا دوست محمد خاں نے هشت‌نگر سے واپس آکر پشاور پر اپنا تسلط جما لیا - جہاں داد خاں اور دیوان شام سنگھ کو وهاں سے نکال دیا - مگر ساتھ هي اپنے وکیل دیوان دامودر مل اور حافظ روح اللہ خاں مہاراجہ کی خدمت میں اٹک روانہ کئے اور التجا کی کہ اگر پشاور کی حکومت آپ کي طرف سے مجھے بخشي جائے - تو میں آپکا باجگزار رهونگا اور ایک لاکھ روپیہ هر سال لاهور بھیجتا رهونگا - نیز دربار لاهور کے تمام احکام پر بخوشي عمل‌درآمد کرونگا - مہاراجہ نے وقت کا خیال کرکے یہ شرائط منظور کر لیں اور دوست محمد خاں باجگذار حکمراں کے طور پر پشاور میں رهنے لگا -

پشاور کي لڑائي میں چودہ بڑي توپیں ' بہت سے گھوڑے ' بیش قیمت سامان اور نقد روپیہ مہاراجہ کے هاتھ آیا تها جسے ساتھ لیکر رنجیت سنگھ شان و شوکت کے ساتھ فتح کے شادیانے بجاتا هوا لاهور واپس آیا -

جنگ پشاور کی اہمیت

اگرچہ فتح پشاور اصل معنوں میں فتح نہیں کہی جا سکتی لیکن اس میں ذرا شک نہیں کہ یہ سکھ تاریخ کی بڑی شاندار جنگ تھی - اگر ہم پنجاب کی گذشتہ تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو ہمیں اس فتح کی اہمیت فوراً ظاہر ہو جائیگی - تاریخ پڑھنےوالوں کو معلوم ہے کہ گیارھویں صدی کے شروع میں محمود غزنوی نے راجہ جے پال اور اس کے بیٹے انگ پال کو شکست دے کر پشاور اور پنجاب پر اپنا تسلط قائم کیا تھا - چنانچہ تب سے لیکر لگاتار آٹھ سو سال تک شمال مغرب کی جانب سے بیرونی حملہ‌آوروں کا ایک بھاری سیلاب ہندوستان پر آتا رہا - شہاب‌الدین غوری ، امیر تیمور ، نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی و غیرہ نے ہندوستان کو دل کھول کر لوٹا اور لوگوں پر وہ ظلم ڈھائے جنہیں یاد کرکے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - اس قدر طولانی عرصہ کے بعد خالصہ کی زبردست فوج نے نہ صرف اس سیلاب کو روک دیا بلکہ اُسے اتنا پیچھے ہٹا دیا جہاں سے آج تک یہ واپس نہیں آیا - بلا شبہ شیر پنجاب کی اس نادر فتح نے پنجاب کی تاریخ ہی بدل ڈالی - سرحد کے قوی ہیکل اور جنگجو پٹھانوں کو پہلی بار یہ معلوم ہوا کہ اب پنجاب میں ایک ایسی قوم پیدا ہو چکی ہے جس کے ہاتھوں اُن کا شکست

کھانا پھر ممکن نہ ہوگا - جس طرح احمد شاہ ابدالی کے نام سے پنجاب کے لوگ خوف کھاتے تھے اسی طرح خالصہ کے بہادر جرنیل سردار هري سنگھ نلوہ کے نام سے اب پشاور کي گلیوں میں پٹھان تھرانے لگے چنانچہ اب تک پٹھان گھرانوں میں هري سنگھ کا نام هوا خیال کیا جاتا ھے -

پنڈت بیردر کي آمد

یہ بتایا جا چکا ھے کہ وزیر فتح خاں کے قتل کئے جانے پر درانی سلطنت میں بدآمنی پھیل رهی تھی چنانچہ اس سے فائدہ اُٹھانے کي غرض سے محمد عظیم خاں والئے کشمیر جرار فوج لیکر کابل کي طرف روانہ هوا اور اپنے چھوٹے بھائی جبار خاں کو گورنر کشمیر مقرر کرکے چھوڑ گیا - جبار خاں بڑا ظالم شخص تھا خصوصاً اپنی هندو رعایا کو بہت اذیتیں پہنچاتا تھا - اسی وجہ سے اُس کا وزیر مال پنڈت بیردر موقعہ پاکر جان بچانے کي غرض سے کشمیر سے بھاگ نکلا - مہاراجہ کے یہاں لاهور میں پناہگزیں هوا - رنجیت سنگھ نے پنڈت بیردر کي خوب خاطر مدارات کي اور پنڈت نے مہاراجہ کو کشمیر کے متعلق هر قسم کي واقفیت بہم پہنچائی خصوصاً حفاظت کے مواقع پر فوجي طاقت سے آگاہ کیا اور کشمیر فتح کرنے میں مہاراجہ کو امداد دینے کا وعدہ کیا -

کشمیر پر چڑھائی کی تیاریاں

مہاراجہ مدت سے کشمیر فتح کرنے کا خواہشمند تھا - چنانچہ ۱۸۱۹ع کے شروع میں کشمیر پر چڑھائی کی تیاریاں شروع ہوئیں - ماہ مئی کے شروع میں کثیرالتعداد لشکر وزیرآباد کے مقام پر جمع ہوا جسے تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا - ایک دستہ مصر دیوان چند ظفر جنگ اور سردار شام سنگھ اٹاری والے کی سرکردگی میں اور دوسرا جتھا شہزادہ کھڑک سنگھ کی کمان میں روانہ ہوئے - تیسرا حصہ فوج خود مہاراجہ کی سرداری میں پس انداختہ فوج کے طور پر وزیرآباد ٹھہرا تاکہ ضرورت کے وقت تازہ دم فوج مہیا کی جا سکے - رسد رسانی اور سامان جنگ کے ذخیرے وزیرآباد جمع کئے گئے اور ان کے بہم پہنچانے کا مہاراجہ نے خود بندوبست کیا -

کشمیر کا سفر

کل فوج کی کمان شہزادہ کھڑک سنگھ کو عطا کی گئی - اس موقعہ پر مہاراجہ نے سلطان خان والئی بھمبر کو جو سات سال سے مہاراجہ کے پاس نظربند تھا رہا کر دیا اور اپنے لشکر کے ہمراہ کشمیر کی مہم پر روانہ کیا جس نے مہاراجہ کے لئے بہت مفید خدمات سرانجام دیں - یہ دونوں دستے علاقہ بھمبر سے ہوکر راجوری پہنچے - مصر دیوان چند نے اپنا بھاری توپخانہ بھمبر

کے مقام پر چھوڑا - صرف ھلکی توپیں اپنے ھمراہ رکھیں - راجوری کا حاکم راجہ اُگر خاں * کچھ عرصہ سے اپنے پہلے عہدنامہ کے برخلاف کئی نامناسب کار روائیاں کر چکا تھا جس وجہ سے اُس کے علاقہ کا محاصرہ کیا گیا - جب اُگر خان نے خالصہ فوج کی اتنی طاقت دیکھی تو رات کی تاریکی میں موقعہ پاکر بھاگ نکلا - دوسرے روز اُس کا بھائی رحیم‌اللہ خاں اپنے اھل‌کاروں سمیت سکھ فوج میں حاضر ھوا † اور خالصہ فوج کی رھنمائی کےلئے اپنی خدمات پیش کیں - شاھزادہ کھڑک سنگھ نے رحیم‌اللہ خان کو مہاراجہ کے پاس وزیرآباد بھیج دیا - رنجیت سنگھ نے اُس کا پرجوش استقبال کیا - ایک ھاتھی معہ سنہری ھودہ ایک گھوڑا معہ طلائی ساز اور قیمتی خلعت عطا فرمائی اور راجوری کا حاکم مقرر کر دیا - اس حکمت عملی سے اُسے اپنا دوست بنا لیا -

مٹّھی بھیڑ

اب راجوری سے دونوں دستے مل‌کر آگے کی طرف بڑھے - چونکہ طغیانی وغیرہ کی وجہ سے راستے بہت خراب

---

* سید محمد لطیف نے غلطی سے اُس کا نام عزیز خاں لکھا ھے -

† سید محمد لطیف نے روح‌اللہ خاں کو عزیز خاں کا بیٹا لکھا ھے - ھم نے اس معاملہ میں منشی سوھن لال اور دیوان امر ناتھ کی پیروی کی ھے -

ہو چکے تھے اس لئے بھاري بوجھ اور فالتو سامان یہاں چھوڑنا پڑا - گھڑسواروں نے گھوڑے بھي چھوڑ دئے اور پیادہ پا کوچ شروع کیا - سیدھی سڑک چھوڑکر پہاڑی پگ ڈنڈیوں کی راہ روانہ ہوئے - شاہزادہ کھڑک سنگھ والا دستہ پوشانہ سے ہوتا ہوا بہرام گلہ پہنچ گیا - یہاں پر سلطان خاں والئے بھمبر کے سمجھانے پر قلعہ شپین کے تھانہ‌دار نے خالصہ کي اطاعت قبول کر لي - شہزادہ نے اسے خلعت عطا کرکے سرفراز کیا - یہاں شہزادہ کو معلوم ہوا کہ زبردست خاں حاکم پونچھ بہت سا لشکر فراہم کرکے جنگ کي تیاریاں کر رہا ہے - چنانچہ اُسے سیدھا راستہ چھوڑ کر پیچیدہ گذرگاہیں اختیار کرنے کی ضرورت پڑی - زبردست خاں نے گرد و نواح کے تمام دروں اور راستوں میں درخت اور پتھر بھرواکر اُنہیں ناقابل‌گذر بنا دیا تھا مگر شاہزادہ کے دستہ نے اُس پر دھاوا بول دیا - ایک مختصر سی لڑائي کے بعد تمام درے اپنے قبضہ میں کر لئے - زبردست خاں نے اطاعت قبول کرلی - اس لڑائي میں بھمبروالے سلطان خاں نے خالصہ کو بہت مفید مدد بہم پہنچائي اور رنجیت سنگھ کي پالیسي پورا پھل لائي - *

رنجیت سنگھ کی موجودگي

اتنے عرصہ میں مہاراجہ خود اپنے دستہ سمیت گجرات '

---

* یہ وہي سلطان خاں ہے جو سات سال کي قید کے بعد رہا کیا گیا تھا -

بھمبر اور راجوری ہوتا ہوا شاہ‌آباد آ پہنچا - راستہ میں مختلف مقامات پر ذخیرہ جمع کرنے کے لئے گودام‌گھر قائم کرتا گیا - تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہرکارے تعینات کئے جو ہر روز کی خبریں مہاراجہ کو پہنچاتے تھے - اب دو دستے پیر پنجال کی پہاڑیوں کو قبضہ میں رکھنے کے لئے جدا جدا راستوں سے روانہ ہوئے اور دس ہزار سپاہیوں کا ایک دستہ مہاراجہ نے پیچھے سے بطور کمک روانہ کیا جو مصر دیوان چند کو پیر پنجال پر آ ملا - * یہاں سکھوں اور پٹھانوں کے درمیان زبردست جنگ ہوئی جس میں خالصہ فتحیاب نکلے - اب یہ دونوں دستے ان مشکل گھاٹیوں کو عبور کرتے ہوئے سرائے علیہ‌آباد آ ملے -

جبار خاں کی شکست

یہاں اُنہیں خبر ملی کہ جبار خاں بارہ ہزار افغانی فوج کے ساتھ راستے روکے پڑا ہے - چنانچہ یہاں ڈیرے ڈال دیے گئے - چند روز آرام کرنے کے بعد ۲۱ ھاڑ یعنی ۳ جولائی کی صبح کو خالصہ نے یکایک دشمن پر دھاوا بول دیا - جب افغانی فوج خالصہ کی توپوں کی زد میں آ گئی تو سکھوں نے اس غضب کی آگ برسائی گویا قیامت برپا ہو گئی - مگر جبار خاں کی افغان سپاہ نے بھی جان توڑکر مقابلہ کیا - چنانچہ ایک بار

---

* مصر دیوان چند کوہ دھراں کے راستہ گیا تھا - جس راہ سے جاکر شہنشاہ اکبر نے کشمیر فتح کیا تھا - دیکھو عمدۃالتواریخ دفتر دوئم صفحہ ۲۵۶ -

خالصہ فوج کو تھوڑی دور پیچھے بھی ھٹنا پڑا - اور ان کی ایک دو توپیں دشمن کے ھاتھ لگیں - اتنے میں اکالی پھولا سنگھ کا جانباز نہنگ دستہ موقعہ پر آ موجود ھوا - جو آکال اکال کے نعرے مارتا ھوا ایک دم دشمن پر ٹوٹ پڑا اور تلوار کے وہ داؤں چلے کہ آن کی آن میں سیکڑوں افغان موت کے گھاٹ اُتارے گئے - خالصہ توپچیوں کے دوبارہ قدم جم گئے اور جبار خاں کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا - افغان اپنا سارا جنگی سامان، رسد کے ذخیرے اور بے شمار گھوڑے میدان میں چھوڑ گئے جو سب خالصہ کے ھاتھ آئے -

سری‌نگر کی فتح

اس لڑائی میں افغانوں کا بڑا بھاری نقصان ھوا - جبار خاں سخت زخمی ھوا بمشکل جان بچاکر بھاگا اور بھمبر کی پہاڑیوں سے ھوتا ھوا افغانستان چلا گیا - خالصہ نے قلعہ شہر گڑھ اور دوسری چوکیوں پر قبضہ کر لیا - ۲۲ هاڑ مطابق ۴ جولائی ۱۸۱۹ع کو خالصہ فوج بڑی دھوم دھام کے ساتھ سری‌نگر داخل ھوئی - مصر دیوان‌چند کی صلاح کے مطابق شاھزادہ کھڑک سنگھ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ شہر میں کسی قسم کی دست‌اندازی نہ کی جائے اور لوگوں کی تسلی کے لئے اس بات کی منادی بھی کرا دی *

* " در شہر منادی و ندائے امان برکشید - دل‌هائے مردم را کہ از جور افاغنہ بجان آمدہ بودند قرین فرحت و آرام گشتند - " ظفرنامہ رنجیت سنگھ صفحہ ۱۳۲ -

شیر پنجاب کی واپسی

اس عظیم‌الشان فتح کی خبر مہاراجہ کو مقام شاہ‌آباد ملی - تمام خالصہ لشکر میں واہ گوروجی کی فتح کے نعرے بلند ہونے لگے جنہیں سنکر مہاراجہ بہت محظوظ ہوا - خود ہاتھی پر سوار ہوکر فوج کے کیمپ میں چکر لگایا اور زرافشانی کی - پھر لاہور کی طرف کوچ کیا - یہاں سے ہو کر امرتسر پہنچا - بے شمار سونا چاندی دربار صاحب کی خدمت میں نذر کیا اور فتح کی خوشی میں بڑے جشن کئے گئے - تین دن تک سارے شہر میں دیپ‌مالا ہوتی رہی ' بازار سجائے گئے اور مہاراجہ کی خوشی میں رعایا نے بھی دل کھول کر حصہ لیا - لاہور میں واپس آنے پر لوگوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا - مہاراجہ نے بھی بڑی فراخدلی سے ہزاروں روپئے غربا میں تقسیم کئے -

نظم و نسق کشمیر

گو کشمیر کے دارالخلافہ سری‌نگر پر مہاراجہ کا تسلط قائم ہو چکا تھا لیکن کوہستانی علاقہ میں کئی دشوارگزار مقامات پر ابھی تک ایسے قلعجات موجود تھے جہاں افغانوں کے تھانے قائم تھے - چنانچہ اُنہیں مفتوح کرنے کے لئے لاہور واپس آنے سے پیشتر ہی مہاراجہ احکام جاری کر چکا تھا اور راجوری کے قریب قلعہ عظیم‌گڑھ کو خود فتح کر چکا تھا - چنانچہ دیوان رام دیال کو معہ اپنی فوج کے بھمبر میں مقیم ہونے کا حکم ملا - بھیہ رام سنگھ،

درہ تھلہ کے قریب تعینات ہوا تا کہ وہ قلعہ ماد و دیگر مقامات کو اپنے تحت میں لے آئے - مصر دیوان چند ، سردار شام سنگھ اٹاری والا اور سردار جوالا سنگھ بھڑانیہ بارہ مولا اور سری نگر میں مقیم کئے گئے - فقیر عزیزالدین کار خاص پر تعینات کرکے کشمیر بھیجا گیا کہ وہ خود چشم دیدہ حالات کی رپورٹ مہاراجہ کی خدمت میں پیش کرے - دیوان موتی رام گورنر کشمیر مقرر ہوا اور اس کی ماتحتی میں تقریبا بیس ہزار سپاہ صوبہ کشمیر کی حفاظت کے لئے مقیم کی گئی - پنڈت بیربر کو اُس کی خدمات حسنہ کے عوض گراں بہا جاگیر عطا ہوئی - اور مبلغ ترپن لاکھ روپیہ سالانہ سکہ کشمیر کے عوض کے مالیہ کا اجارہ اُسے دیا گیا - * مصر دیوان چند کو ملتان کی جنگ میں ظفر جنگ کا خطاب مل چکا تھا اب فتح و نصرت نصیب کا اعلی خطاب بھی عطا کیا گیا اور پچاس ہزار کی جاگیر عطا ہوئی - †

ملتان اور بہاولپور کا دورہ - اکتوبر سنہ ۱۸۱۹ ع

مہم کشمیر سے فراغت پاکر مہاراجہ نے اپنی توجہ جنوبی پنجاب

* منشی سوہن لال نے کشمیر کی کل آمدنی کا اندازہ انہتر لاکھ روپیہ کیا ھے - دیوان امر ناتھ کا اندازہ بھی تقریباً اتناھی ھے - ترپن لاکھ کے علاوہ دس لاکھ شالداغ کی آمدنی تھی جس کا اجارہ جواھرمل کو دیا گیا تھا - دیوان امر ناتھ متفرق ذرائع سے چند لاکھ روپیہ کی اور آمدنی کا ذکر کرتا ھے -

† تفصیل کے لئے دیکھو عمدۃالتواریخ - دفتر دوئم - صفحہ ۲۶۱ - ظفرنامہ رنجیت سنگھ - صفحہ ۱۳۲ -

کی طرف مبذول کی اور ایک دستہ فوج کے ہمراہ اُدھر کا دورہ شروع کیا - پہلے پنڈی بھٹیاں قیام کیا اور وہاں کے سرکش زمینداروں کو قرار واقعی سزا دی - وہاں سے دریائے چناب کی راہ کشتی میں سوار ہو کر چندھیوٹ پہنچا - پھر ملتان قیامپذیر ہوا - یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایسے دورہ میں مہاراجہ ہمیشہ بڑے بڑے قصبوں میں دربار منعقد کیا کرتا تھا جس میں علاقہ کے سرکردہ زمیندار' مقدم' اور قصبوں کے چودھری پنچ و رؤسا شامل ہوتے تھے - مقامی معاملات کی نسبت مہاراجہ اُن کی رائے غور سے سنتا تھا اور اُسے وقعت دیتا تھا - چنانچہ اس بار ملتان کے دورہ میں مہاراجہ کو معلوم ہوا کہ وہاں کے گورنر شام سنگھ پشاوری سے رعایا بہت نالاں ہے اور نیز اُس نے کچھ سرکاری روپیہ بھی ناجائز طور سے ہضم کر لیا ہے - چنانچہ مہاراجہ نے اُسے معزول کرکے کچھ عرصہ کے لئے نظربند کر دیا -

کشمیرا سنگھ و ملتانا سنگھ کی ولادت

مہاراجہ کو اِس دورہ میں ہی یہ خبر موصول ہوئی کہ اُس کی دو رانیوں رتن کور اور دیا کور کے ہاں سیالکوٹ میں دو بیٹے پیدا ہوئے ہیں - چنانچہ اِس خوشی میں بڑے جلسے کئے گئے - چونکہ حال ہی میں مہاراجہ نے کشمیر اور ملتان کے دو بڑے صوبے فتح کئے تھے اس لئے اِس یادگار میں شاہزادوں کے نام کشمیرا سنگھ اور ملتانا سنگھ رکھے گئے اور اُن کی جائے ولادت یعنی سیالکوٹ کو مہاراجہ کے حکم سے چراغاں کیا گیا -

قدم جمانے والي پالیسي

رنجیت سنگھ کي زبردست خواهش تھی کہ شمال مغربي سرحدی صوبہ کو مفتوح کرے چنانچہ سلطنت درانی کی کمزوري سے فائدہ اٹھاکر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پشاور فتح کرنے کی کوشش کی تھی مگر آخرکار سردار دوست محمد خاں کو اپنا باجگذار صوبہ‌دار تسلیم کرکے مہاراجہ واپس آ گیا تھا - اِسي کھلبلي کے دوران میں شاہ شجاع نے بھي کابل کا تخت حاصل کرنے کے لئے اپنی قسمت‌آزمائي شروع کی - لدھیانہ سے روانہ ہوکر پشاور پہنچا اور اُسے اپنے تسلط میں لانا چاہا - مگر دوست محمد خان اور محمد عظیم خاں نے مل کر اُسے شکست دي - یہ وهاں سے بھاگ کر ڈیرہ غازي خان پہنچا جہاں کے حاکم زمان خاں نے اسے بہت مدد پہنچائی - مگر شاہ شجاع کی قسمت میں دوبارہ تاجدار بادشاہ ہونا نہیں لکھا تھا - اسے کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی اور وہ ڈیرہ غازي خاں چھوڑکر امیران سندھ کے ہاں پناہ‌گزین ہوا -

اب مہاراجہ نے یہ ضروري سمجھا کہ ڈیرہ غازی خاں کو اپنی سلطنت میں ملحق کیا جائے کیونکہ یہاں کا صوبہ‌دار ابھي تک اپنے آپ کو والیان کابل کے ماتحت تصور کرتا تھا - چنانچہ ملتان سے جمعدار خوشحال سنگھ کی سرکردگي میں ایک دستہ فوج اُس طرف روانہ کیا جس نے ایک معمولی سی لڑائی کے بعد زمان خاں کو نکال دیا اور خود ڈیرہ غازي خاں پر قابض ہو گیا - چونکہ یہ صوبہ دارالسلطنت لاهور سے دور

تھا اور مہاراجہ سرحدی صوبہ میں صرف قدم جمانے کی تاک میں تھا اِس لئے مبلغ تین لاکھ سالانہ کے عوض یہ صوبہ نواب بہاولپور کے حوالہ کر دیا -

شورش ہزارہ

ہزارہ کا بہت سا حصہ صوبہ کشمیر میں شامل تھا - جب سکھوں نے وادی کشمیر فتح کی تو یہاں کے سرداروں اور جاگیرداروں کو خوف ہوا کہ انہیں بھی سکھ گورنر کی متابعت کرنی پڑیگی - چنانچہ انھوں نے شور و شر کرنا شروع کیا - چونکہ مہاراجہ کشمیر کی وادی میں اپنی حکومت مستحکم کرنے میں مشغول تھا اِس لئے کچھ عرصہ تک درگذر کرتا رہا مگر جب شورش نے زور پکڑا تو باغی سرداروں کی سرکوبی کے لئے کثیر فوج ہزارہ کی طرف روانہ کی جس کی کمان شہزادہ شیرسنگھ کے ہاتھ میں دی گئی - اُس کی مدد اور رہبری کے لئے سردار فتح‌سنگھ اہلوالیہ ' سردار شام‌سنگھ اٹاری‌والہ اور دیوان رام‌دیال جیسے بہادر اور بیدار مغز افسر تعینات کئے - شہزادہ شیر سنگھ کی نانی یعنی رانی سداکور بھی اپنے دستۂ فوج کے ہمراہ اُن کے ساتھ روانہ ہوئی -

باغیوں کی سرکوبی

یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ شورش کسی خاص جگہ تک محدود نہ تھی بلکہ تمام علاقہ میں پھیلی ہوئی تھی - پکھلی ' دھمتوڑ ' تربیلہ وغیرہ علاقوں کے سب زمیندار جنگ کے لئے مستعد تھے - اس لئے خالصہ فوج نے بجائے ایک جگہ

لڑنے کے کئی جگہ جنگ جاری رکھنا مناسب خیال کیا - ایک مقام پر دن بھر گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی - جب شام ہوئی تو دیوان رام‌دیال اور سردار شام‌سنگھ کے دستے جو صبح سے غنیم کے ساتھ مقابلہ میں مصروف تھے ذرا پیچھے ہٹے اور پھر اِس زور سے دھاوا کیا کہ دشمن کی فوج بھاگ نکلی -

دیوان رام‌دیال کی وفات

دیوان رام‌دیال جو اُس وقت پورا نوجوان تھا اور جوش جوانی میں متوالا تھا دشمن کے تعاقب میں نکلا اور افغانوں کو مارتا بھگاتا ہوا ایک پہاڑی نالے تک جا پہنچا - دفعتاً اُس وقت زور کی آندھی آ گئی اور دیوان رام‌دیال بےبس ہو گیا - یکایک پاس کی پہاڑیوں سے پٹھانوں نے گولہ‌باری شروع کر دی جن کی مار سے بہت سے خالصہ نوجوان کام آئے - ایک گولی دیوان رام‌دیال کے بھی لگی اور وہیں جان بحق ہو گیا - یہ جان کر خالصہ فوج سناٹے میں آ گئی اور دشمن سے بدلہ لینے کے لئے بڑھی پٹھانوں پر اِس جوش سے حملہ کیا گیا کہ ہزاروں کو مٹی میں ملاکر دل کا غبار نکالا -

ہزارہ کا علاقہ تو فتح ہو گیا اور وہاں کے سرکش سرداروں نے اطاعت بھی قبول کرلی - مگر مہاراجہ کو دیوان رام‌دیال جیسے ہونہار جرنیل کے قتل ہونے کا نہایت رنج ہوا - مہاراجہ کو اُمید تھی کہ یہ نونہال وقت پاکر اپنے دادا

دیوان محکم چند کی طرح نام پیدا کرے گا - رام دیال کے والد دیوان موتی رام کو بھی اپنے ہونہار اور نوجوان بیٹے کی موت کا اِس قدر بھاری صدمہ ہوا کہ وہ دنیا و ما فیہا سے بیزار ہو گیا - کشمیر کی گورنری سے دستبردار ہونے کی درخواست دی جسے مہاراجہ نے نامنظور کر دیا - مگر اُس کی زبردست اور لگاتار کوشش کے بعد کافی عرصہ کی رخصت دے دی - دیوان موتی رام کاشی یعنی بنارس پہنچا اور فقیرانہ زندگی بسر کرنے لگا - اُس کی جگہ سردار ہری سنگھ نلوہ گورنر کشمیر مقرر ہوا -

علاقہ ہزارہ کا خاطرخواہ بندوبست کرنے کی غرض سے مہاراجہ نے دیوان کرپا رام اور سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کی رہبری میں چار مستحکم قلعے غازی گڑھ ' تربیلہ ' دربند اور گندگڑھ کے مقامات پر بنوانے شروع کئے -

ولیم مورکرافٹ

اِسی سال یعنی ماہ مئی سنہ ۱۸۲۰ع میں مشہور سیاح مسٹر مورکرافٹ لاہور آیا - یہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے گھوڑوں کا داروغہ تھا اور کمپنی کے واسطے گھوڑے خریدنے کے لئے ترکستان جا رہا تھا - مہاراجہ نے اُسے شالامار باغ کی بارہ دری میں ٹھہرایا - * اُس کی بڑی خاطر تواضع کی - ایک سو روپیہ

---

* اس بارہ دری کی دیوار میں ایک پتھر نصب ہے جو اِس واقعہ کی یاد دلاتا ہے - اِس پر انگریزی حروف میں یہ عبارت کندہ ہے :- " اِس بارہ دری میں جو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بنوائی مشہور سفیر مورکرافٹ مئی

روزانہ اُس کی مہمانوازی کے لئے مقرر کیا - ولیم مورکرافٹ مہاراجہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے اکثر اوقات دربار جایا کرتا تھا - اُس نے مہاراجہ کے اصطبل کا بھی معائنہ کیا اور اپنے سفرنامہ میں ذکر کرتا ہے کہ مہاراجہ کے اصطبل میں بہت سے نفیس اور نایاب گھوڑے تھے -

رانی سداکور کی نظربندی - اکتوبر سنہ ۱۸۲۱ ع

رانی سداکور کا نواسہ کنور شیرسنگھ عمر میں کافی بڑا ہو چکا تھا اور مہاراجہ یہ چاھتا تھا کہ رانی اُس کے لئے اپنی کنھیا مثل کے مقبوضات میں سے کافی جاگیر دے مگر اِس کے لئے وہ ہرگز تیار نہ تھی - چنانچہ رنجیت سنگھ اور اُس کی ساس میں ناچاقی ہو گئی - معاملہ بڑھتے بڑھتے طول پکڑ گیا اور رانی سداکور ستلج پار جاکر انگریزوں سے پناہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگی کیونکہ رانی سداکور کے کچھ مقبوضات مثلاً فیروزپور ' بدھنی وغیرہ ستلج پار واقع تھے - * مہاراجہ بڑا دانا اور بردبار تھا - چنانچہ رانی کو دل پسند اور صلح جو خطوط لکھ کر اُسے لاھور بلا لیا اور نظر بند کر دیا - رانی ایک بار موقعہ پاکر پھر بھاگ نکلی - مگر ابھی لاھور سے تھوڑی

سنہ ۱۸۲۰ع میں ٹھیرا جب وہ ترکستان جاتا ہوا مہاراجہ کا مہمان رہا جہاں وہ سنہ ۱۸۲۰ع میں مرگیا - "

* بموجب عرض کامےخاں خان‌ساماں و کنور شیر سنگھ جی بعرض والا رسید کہ " رانی در گردن تابعئی حضوروالا مستعد شد - ومارابریں معنی مستعد مے باشد کہ عنقریب روانہ آنروئے ستلج شدہ - ملک را بلا مخالفت برآرد " ظفرنامۂ رنجیت سنگھ - صفحہ ۱۲۸ -

دور ھی گئی تھی کہ گرفتار ہوکر واپس آئی -

کنھیا مثل کے مقبوضات کا الحاق

اب مہاراجہ کو اندیشہ ہو گیا - کہ رانی پھر موقع پاکر انگریزوں کی پناہ میں چلی جائیگی - چنانچہ اُس نے اِس خطرہ کا قلع قمع کرنا ضروری اور فوری سمجھ کر مصر دیوان چند اور اٹاری والے سرداروں کی سرکردگی میں فوج روانہ کی اور رانی سداکور کے کل مقبوضات پر جو ستلج کے اِس طرف واقع تھے قبضہ کر لیا - سردار جے سنگھ کنھیا کے زمانہ کی جمع کی ہوئی کل دولت ، توشہ خانہ ، اور اسلحہ خانہ مہاراجہ کے ہاتھ آیا - قصبہ بٹالہ کنور شیرسنگھ کو بطور جاگیر عطا ہوا اور باقی علاقہ سرداو ویسا سنگھ مجیٹھہ کی گورنری میں صوبہ کانگڑہ میں شامل کیا گیا - رانی سداکور باقی عمر کے لئے قلعہ لاہور میں نظربند کر دی گئی -

رانی سدا کور

رانی سدا کور ہندوستان کی مایۂناز عورتوں میں ممتاز درجہ رکھتی ھے - اُس کی ہستی خالصہ تاریخ میں عموماً اور رنجیت سنگھ کے عروج میں خصوصاً یادگار زمانہ ھے - اِس خاتون نے لگاتار تیس سال تک پنجاب کی ملکی تاریخ میں نمایاں خدمات سرانجام دیں - اُسی کی مدد سے رنجیت سنگھ نے اپنے والد کے زمانہ کے دیوان سے اپنی مثل کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا - اُس کی وساطت سے رنجیت سنگھ لاہور پر قابض ہوا - بعد میں بھی یہ بیدارمغز عورت رنجیت سنگھ

کو ہر طرح سے مدد پہنچاتي رہی - بڑے بڑے نامور جرنیلوں کے پہلو بہ پہلو میدان جنگ میں لڑنا اِس کے لئے معمولی کام تھا - اپنی ریاست کا انتظام اِس خوبی سے کرتی تھی کہ مدبران سلطنت رشک کھاتے تھے - رنجیت سنگھ کے عروج کے لئے تو راني سداکور زینہ کی پہلي سیڑھي کي مانند تھي جس کے ذریعہ وہ آخر چوٹی پر پہنچکر پنجاب میں خالصہ سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہوا -

فتح منیکرہ وتابیرہ اسمعیل خان - سنہ ۱۸۲۱ ع

جب خالصہ فوج کے چند دستے راني سداکور کے مقبوضات پر تسلط جمانے کے لئے روانہ کئے گئے تبھي مہاراجہ خود ایک دستۂ فوج لیکر منکیرہ کا علاقہ مفتوح کرنے کي نیت سے اُس طرف روانہ ہوا - منزل بہ منزل آرام کرتا ہوا ماہ اکتوبر کے شروع میں دریاے جہلم عبور کرکے مہاراجہ خوشاب پہنچا اور پھر وہاں سے سیدھا موضع کندیاں کی طرف کوچ کیا - اِس عرصہ میں مصر دیوان چند بھي راني سداکور والي مہم سے فارغ ہوکر اپني فوج سمیت مہاراجہ سے آ ملا - نیز سردار ہری سنگھ نلوہ جو دیوان موتي رام کے رخصت سے واپس آنے پر کشمیر کي گورنري سے دستبردار ہو چکا تھا مہاراجہ کے ساتھ شامل ہو گیا - تمام لشکر کندیاں سے چل کر نواب حافظ احمد خان کے علاقہ میں داخل ہوا اور قلعۂ بھکر کا محاصرہ ڈال دیا - نواب کا قلعہدار مقابلہ کي تاب نہ لا سکا اور اطاعت قبول کرکے قلعہ مہاراجہ کے حوالہ کیا - جہاں رنجیت سنگھ نے اپنا مستحکم تھانہ قائم کر لیا - یہاں سے

رنجیت سنگھ نے ایک دستۂ فوج زیرکردگی سردار دل سنگھ اور جمعدار خوشحال سنگھ ڈیرہ اسمعیل خاں کی جانب روانہ کیا - نواب کے گورنر دیوان مانک راے نے مقابلہ کیا مگر ہار گیا اور قلعہ مہاراجہ کو سونپ دیا - دوسرے دستے نے لیہ، خان گڑھ اور مانجھ‌گڑھ وغیرہ کے قلعجات جلد ہی مفتوح کر لئے - اب تمام خالصہ فوج نواب کے دارالخلافہ منکیرہ کی طرف بڑھی - یہ قلعہ ریگستانی علاقہ میں واقع تھا جہاں پانی کی قلت تھی - اس لئے خالصہ فوج بہت تنگ ہوئی - مگر رنجیت سنگھ نے ہزاروں بیلدار لگاکر دو تین دن میں ہی پانی فراہم کر لیا - *

قلعہ کا محاصرہ ڈال دیا گیا اور مورچے لگاکر خالصہ فوج نے گولہ‌باری شروع کردی - نواب بھی جنگ کے لئے مستعد تھا - پندرہ روز تک مقابلہ پر ڈٹا رہا - مگر جب اُس کے کئی افسر مہاراجہ سے آ ملے تو اُس کا حوصلہ ٹوٹ گیا اور اطاعت قبول کرنے کے لئے تیار ہو گیا - † مہاراجہ نے نواب کی شرائط قبول کر لیں - ڈیرہ اسمعیل‌خاں اُسے بطور جاگیر و رہائش عطا کیا اور اُس کو معہ قبائل و مال‌اسباب بلا مزاحمت

---

* چوں لشکر غیبی تائید بانحصار حصاریاں پرداخت از فقدان آب - کہ آں سرزمین سخت ریگستان است - چاہاں خام کندیدند - و از وفور آب ہریکے سیراب گردید - ظفرنامہ - صفحہ ۱۵۰ -

† امام‌شاہ و حکیم شاہ و بعضے سرکردگان دیگر از نواب مسطور جداگشتہ در حلقۂ اطاعت و انقیاد سرکار دولتمدار درآمدند - عمدۃالتواریخ دفتر دوئم - صفحہ ۲۹۴ -

قلعہ منکیرہ سے باہر آنے کی اجازت دیدی - مہاراجہ بڑی تعظیم سے پیش آیا - اپنے خیمہ میں اُس سے ملاقات کی - باربرداری کا سامان مہیا کرکے نواب کو دریائے سندھ کے پار بھیج دیا اور نواب کا علاقہ جس کی مالیت دس لاکھ کے قریب تھی سلطنت لاہور میں شامل کر لیا -

کنور نونہال سنگھ کی پیدائش — ۱۴ پھاگن سمبت ۱۸۷۸ ع —

۲۳ فروری سنہ ۱۸۲۲ع کو شہزادہ کھڑک سنگھ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام نونہال سنگھ رکھا گیا - اُس وقت مہاراجہ کی طرف سے بڑی خوشی منائی گئی اور ہزاروں روپیہ غربا و مساکین میں خیرات کیا گیا -

جرنیل ونتورا اور الارڈ کا لاہور میں وارد ہونا — مارچ سنہ ۱۸۲۲ ع

جرنیل ونتورا اور الارڈ ماہ مارچ سنہ ۱۸۲۲ میں لاہور میں وارد ہوئے - ونتورہ اٹلی کا اور الارڈ فرانس کا باشندہ تھا - یہ دونوں اشخاص مشہور عالم جرنیل نپولین بوناپارٹ کی فوج میں اچھے عہدوں پر مامور تھے - جنگ واٹرلو میں یورپ کی متحدہ طاقتوں نے نپولین کو شکست دے کر قید کر لیا تھا جس وجہ سے فرانس کے سیکڑوں نوجوانوں کو روزی کی تلاش میں جابجا مارا مارا پھرنا پڑا - چنانچہ یہ افسر بھی پٹھانوں کے بھیس میں ایران اور افغانستان ہوتے ہوئے لاہور پہنچے - یہ کچھ ٹوٹی پھوٹی فارسی زبان بول سکتے تھے - چنانچہ فقیر عزیز الدین کی معرفت دربار میں

پہنچے - مہاراجہ نے اُن کی خوب آؤ بھگت کی اور انارکلی کے مشہور برج میں اُن کی رہائش کا انتظام کیا - * کچھ دنوں کے بعد انھوں نے مہاراجہ کی خدمت میں ملازمت کے لئے درخواست کی - مہاراجہ نے معاملہ کو غور طلب خیال کرکے فی‌الحال زیر تجویز رکھا - اُسے شک تھا کہ محض ملازمت کی تلاش میں یہ نوجوان اِس قدر دور دراز کا سفر جو خطرہ سے پر تھا کیوں‌کر طے کرسکتے تھے - مگر جب اُسے یقین ہو گیا تو اُنھیں پچیس سو روپیہ ماہوار پر نوکر رکھ لیا - ونتورہ پیادہ فوج میں اور آلارڈ رسالہ میں جرنیل مامور کئے گئے - اُن کا فرض سکھ فوج کو یوروپین طریقہ پر قواعد سکھانا تھا -

شرائط ملازمت

اِن دونوں افسروں اور بعد میں جتنے انگریز یا فرانسیسی افسر مہاراجہ کی ملازمت میں داخل ہوئے اِن سب کے لئے مندرجہ ذیل شرائط منظور کرنا اور اُن پر کاربند رہنے کے لئے دستخط کرنا ضروری تھا -

۱ ـــ اگر کبھی سکھ افواج کو یوروپ کی کسی طاقت کے مقابلہ کرنے کی ضرورت درپیش آئے تو اُنھیں سکھ حکومت کا وفادار عہدیدار رہ کر لڑنا پڑیگا -

۲ ـــ لاہور دربار کی اجازت کے بغیر کسی یوروپین حکومت کے ساتھ اُنھیں براہ راست خط و کتابت کرنے کا کوئی حق نہ

* یہاں آج کل پنجاب گورنمنٹ کا ریکارڈ آفس ہے -

ہوگا -

۳ ــــ انہیں ڈاڑھی رکھنی پڑیگی اور منڈوانے کی سخت ممانعت ہوگی -

۴ ــــ کسی کو گائے کا گوشت کھانیکی اجازت نہ ہوگی -

۵ ــــ تمباکو نوشی بالکل ممنوع ہوگی -

۶ ــــ اگر ہو سکے تو ہندوستانی عورت کے ساتھ شادی کرنی ہوگی -

میاں کشور سنگھ کی گدی نشینی

میاں کشور سنگھ راجہ رنجیت دیو والئے جموں کے خاندان میں سے تھا جو سنہ ۱۸۱۲ میں ریاست جموں کے مفتوح ہونے پر مہاراجہ کی ملازمت میں داخل ہوا - اُس کے دو شکیل اور نوجوان بیٹے گلاب سنگھ اور دھیان سنگھ تھوڑا عرصہ پہلے مہاراجہ کی سواری فوج میں بھرتی ہو چکے تھے - اِن راجپوت سپاہیوں نے مہاراجہ کے دربار میں رفتہ رفتہ وہ رسوخ حاصل کیا جس کا ذکر اب جا بجا آئیگا - سنہ ۱۸۲۰ع میں مہاراجہ نے اُن کی خدمات کے عوض جموں کا تعلقہ جو اُن کا خاندانی ورثہ تھا انہیں جاگیر میں عطا کر دیا - اُن کے والد میاں کشور سنگھ کو راجہ کا خطاب دیکر جموں کے انتظام کے لئے مقرر کر دیا - اور وہاں کے نظم و نسق کے لئے اُسے بہت وسیع اختیارات بخش دئے - *

---

* تفصیل کے لئے دیکھو عمدۃالتواریخ صفحہ ۲۸! -

تیرھواں باب

فتح پشاور کی تکمیل

سنہ ۱۸۲۳ع سے سنہ ۱۸۳۱ع تک

انتقام کی خواهش

پیشتر ذکر کیا جا چکا ھے کہ سردار یار محمد خاں والئے پشاور نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی مطابعت منظور کرلی تھي اور ھر سال دربار لاھور میں بھاري خراج بھیجنے کا عہد و پیمان کر لیا تھا - یار محمد کا بھائي محمد عظیم خاں وزیر کابل تھا اور بارکزئي قبیلہ کا پیشوا سمجھا جاتا تھا - اُسے یہ ھرگز گوارا نہ تھا کہ اُس کے خاندان کا کوئي شخص سکھوں کا ماتحت ھو - چنانچہ فتح پشاور کا خیال اُس کے دل میں کانٹے کي طرح کھٹک رھا تھا - علاوہ ازیں اُنھی دنوں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُس کے دوسرے بھائی جبار خاں سے کشمیر کا زرخیز اور جنت‌نظیر صوبہ چھین لیا تھا اور اُس کے تیسرے بھائي جہاندار خاں سے کچھ عرصہ پہلے مہاراجہ قلعۂ اٹک لے چکا تھا - چنانچہ قدرتي طور پر انتقام کي زبردست خواهش عظیم خاں کے دل میں جوش مار رھی تھی اور وہ رنجیت سنگھ کے ساتھ ایک بار فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے موقع کے انتظار میں تھا -

پشاور کا کوچ

یہ موقع اُسے جلد ھي ھاتھ آ گیا - دسمبر سنہ ۱۸۲۳ میں

مہاراجہ نے یار محمد خاں سے خراج طلب کیا - گورنر پشاور نے چند نفیس گھوڑے دربار لاھور میں بھیج دئے گو ان میں وہ خاص گھوڑا نہ تھا جس کے حاصل کرنے کے لئے مہاراجہ نے خواھش ظاھر کي تھی - * محمد عظیم خاں کو اپنے بھائي کا یہ رویہ پسند نہ آیا - چنانچہ اُس نے زبردست فوج کے ساتھ کابل سے پشاور کی طرف کوچ کیا - یار محمد خاں نے اپنے بھائی کے اشارہ پر یہ بہانہ بنا کر کہ وہ افغانی فوج روکنے کے ناقابل ھے پشاور خالي کر دیا اور یوسفزئی کے پہاڑوں میں جا چھپا - †

جہاد کا اعلان

محمد عظیم خاں نے بغیر کسی مزاحمت کے پشاور پر قبضہ کر لیا اور سکھوں کے خلاف مذھبی جنگ کا اعلان کرکے جہاد کا حکم بلند کر دیا - سیکڑوں مولوی ملاوں اور واعظ تلقین کرنے کے لئے گرد و نواح کے علاقہ میں روانہ کئے جس کا نتیجہ یہ ھوا کہ پٹھان جوق در جوق محمد عظیم خاں کے جھنڈے تلے جمع ھونے شروع ھوئے اور چند ھی دنوں میں پچیس ھزار کے قریب غازی اکٹھے ھو گئے جس سے محمد عظیم خاں کا حوصلہ دوچند ھو گیا -

رنجیت سنگھ کي تیاري

ادھر رنجیت سنگھ بھی غافل نہ تھا - اُسے یہ تمام خبریں

---

* اِس گھوڑے کي نسبت ظفر نامہ رنجیت سنگھ میں " اسپ ایراني صد کردہ رفتار " لکھا ھے - صفحہ ۱۵۳ -

† یار محمد خاں مہاراجہ رنجیت سنگھ کي طرف سے پشاور کا گورنر تھا -

هر لمحه پہنچ رهی تھیں - چنانچہ اُس نے فوراً دو هزار سواروں کا دستہ شہزادہ شیر سنگھ اور دیوان کرپا رام کی سرکردگی میں افغانوں کی روک تھام کے لئے روانہ کیا - اُس کے بعد ایک اور دستہ فوج سردار هری سنگھ نلوہ کی کمان میں شاهزادہ کی مدد کے لئے بھیجا - پھر خود بمعہ اکالی پھولا سنگھ، سردار دیسا سنگھ مجیٹھیہ، سردار فتح سنگھ اهلووالیہ وغیرہ خالصہ فوج کے زبردست دستہ کے ساتھ منزل بمنزل کوچ کرتا هوا اٹک کے قریب پہنچ گیا -

قلعۂ جہانگیرہ پر قبضہ

مہاراجہ کے پہنچنے سے پہلے هی شہزادہ شیر سنگھ اور سردار هری سنگھ نلوہ کشتیوں کے پل کے ذریعہ دریائے اٹک عبور کر چکے تھے - اُنھوں نے قلعہ جہانگیرہ کا محاصرہ ڈال دیا اور چھوٹی سی لڑائی کے بعد قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اپنا تھانہ قائم کر لیا - افغان قلعدار وهاں سے بھاگ نکلا -

پٹھانوں اور سکھوں کی مٹھ بھیڑ

محمد عظیم خاں جو ابھی تک پشاور میں مقیم تھا، قلعہ جہانگیرہ پر مہاراجہ کا قبضہ هو جانے کی خبر سن کر فوراً چونک اٹھا - وهاں سے کوچ کرکے نوشہرہ کے قریب پہنچ گیا اور دوست محمد خاں اور جبارخاں کی زیر کردگی غازیوں کا ایک لشکر سکھوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا - قلعہ جہانگیرہ کے قریب طرفین میں زور شور کی جنگ شروع هوئی - محمد زماں خاں نے موقع پاکر اٹک کا پل دریا میں بہا دیا تاکہ دریا پار سے مہاراجہ کی کمک نہ پہنچ جائے -

مہاراجہ کا دریا عبور کرنا

شیر پنجاب ایسی مشکلات کو کب خاطر میں لانے والا تھا - چنانچہ دریا کے کنارے ڈیرے ڈال دئے اور از سر نو پل بنانا شروع کیا - اُسی وقت ایک جاسوس دریا پار سے خبر لایا کہ خالصہ فوج غازیوں کے ٹڈی دل لشکر کی وجہ سے اُن کے قابو میں آ چکی ہے - اگر اِس وقت کمک نہ پہنچی تو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے - یہ خبر سنتے ہی خالصہ فوج میں ہل چل مچ گئی - چونکہ اُسی وقت کشتیوں کا پل بنانا ناممکن تھا اِس لئے رنجیت سنگھ نے اپنی فوج کو تیر کر دریا عبور کرنے کے لئے حکم دیا - خود ایک گھوڑے پر سوار ہوکر معہ چیدہ سرداروں کے تیز رفتار اٹک میں کود پڑا - خالصہ فوج تھوڑے سے جان و مال کے نقصان کے بعد دریا پار پہنچ گئی -

غازیوں کی فراری

خالصہ فوج کے دریا پار پہنچنے کی خبر سن کر پٹھان بہت گھبرائے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے - نوشہرہ میں جا قیام پذیر ہوئے اور زبردست جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہو گئے - مہاراجہ نے قلعۂ جہانگیرہ میں اپنے ڈیرے ڈال دئے - پھر اِسے اور قلعہ خیرآباد کو مستحکم کرکے شیر پنجاب اکوڑہ کے میدان میں خیمہزن ہوا اور کئی جاسوس نوشہرہ اور پشاور کی طرف روانہ کئے تاکہ وہ دشمن کی تیاریوں کی خبر لائیں -

سردار جے سنگھ اٹاری والے کا پچھتاوا

اُسی رات سردار جے سنگھ اٹاری والا مہاراجہ سے آ ملا -

سردار مذکور سنہ ۱۸۲۱ع میں ایک سازش کے شک میں ملزم گردانا گیا تھا - اس لئے وہ پنجاب سے بھاگ کر کابل میں بارکزیوں سے آ ملا تھا اور اُن دنوں عظیم خاں کے ساتھ معہ اپنے سواروں کے پشاور آیا ہوا تھا - مذہبی جنگ ہوتے دیکھ کر پنتھ کی محبت نے اُس کے دل میں جوش مارا اور خالصہ فوج میں آ ملا - مہاراجہ نے اُسے معاف کر دیا اور اُس کے سابقہ عہدہ پر تعینات کر دیا - *

پٹھانوں سے جنگ

مہاراجہ ابھی اکوڑہ کے میدان میں مقیم تھا کہ جاسوس غازیوں کی بڑی سرعت سے بڑھتی ہوئی تعداد کی خبر لائے - اگلے روز محمد عظیم خاں بھی اپنا لشکر لےکر دریاے لنڈہ عبور کرکے اُن سے ملنےوالا تھا - مہاراجہ یہ جانتا تھا کہ عظیم خاں کے آنے پر مقابلہ زیادہ مشکل ہو جائےگا - چنانچہ مہاراجہ نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا - چونکہ شام ہو چکی تھی اس لئے بہت سے سرداروں نے دوسرے دن پر جنگ ملتوی کرنے کی رائے دی - مگر جرنیل ونتورہ نے مہاراجہ کو صاف طور پر یقین دلایا کہ فوراً جنگ شروع کر دینا ہی قرین مصلحت ہے - † چنانچہ جنگ کی تیاریاں شروع ہوئیں

---

* پنڈت گنیش داس جس نے فتح ملتان کو نظم میں بیان کیا ہے - اور جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے فتح پشاور کو بھی عام فہم ہندی زبان کے شعروں میں لکھتا ہے - اِس ضمن میں وہ لکھتا ہے :—

" ملیچھوں کا سنگ تیاگ کے آئیو سنگھن جان - "

† تفصیل کے لئے دیکھو عمدةالتواریخ - دفتر دوئم صفحہ ۲۰۴ -

اور سکھ فوج کو تین دستوں میں بانٹا گیا - پہلا دستہ جس میں آٹھ سو سوار اور سات سو پیادہ سکھ تھے اکالی پھولا سنگھ کی زیرکمان دشمن پر ایک خاص سمت سے حملہ کرنے کے لئے مقرر ہوا - دوسرا دستہ جس میں جاگیر داروں کے ایک ہزار سوار اور تین پیادہ پلٹنیں تھیں، سردار دیسا سنگھ مجیٹھیہ اور سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کی سرکردگی میں سے دوسری جانب کے دھاوا کرنے کے لئے تیار کیا گیا - تیسرا دستہ دو ہزار سوار اور آٹھ پیادہ پلٹنوں پر مشتمل تھا - اس کی کمان کنور کھڑک سنگھ سردار ہری سنگھ نلوہ جنرل الارڈ اور جرنیل ونتورہ کے ہاتھ میں تھی - یہ دستہ اِس کام پر تعینات کیا گیا کہ محمد عظیم خاں کو دریاے لنڈہ عبور کرکے غازیوں کے ساتھ شامل ہونے سے روک رکھے - باقی تمام سوار اور پیادے مہاراجہ صاحب کے ساتھ رہے تاکہ جس طرف مدد کی ضرورت ہو تازہدم فوج بہم پہنچائی جائے -

مہاراجہ کی مستعدی

اگر پٹھان اِس جنگ کو مذہبی رنگ دے کر جہادی لڑائی بنا بیٹھے تھے تو مہاراجہ بھی اِسے دھرم یدھ سے کم نہیں سمجھتا تھا - وہ دنیا و مافیہا کو بھلا کر صرف جنگ میں ہمہتن مصروف تھا اور وہ پورے طور پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ شیر پنجاب اور اُس کی فوج مذہبی دیوانگی اور سپاہیانہ جوہروں میں پٹھانوں سے ذرہ بھر کم نہیں - جس وقت کوچ کا بگل بجا مہاراجہ خود گھوڑے

پر سوار اور هاتھ میں برهنه چمکتي هوئي تلوار لے کر اونچی جگه پر کھڑا هو گیا - فوج کے دستے ایک ایک کرکے اُس کے سامنے سے ست سري اکال کے پرجوش نعرے لگاتے هوئے گزرتے تھے - مہاراجه بھي اُن کا حوصله بڑھانے کے لئے گرجتی هوئي آواز سے جواب دیتا تھا -

اکالی پھولا سنگھ کا شہید هونا

یکایک دونوں فوجیں آمنے سامنے هوئیں - پٹھان اور سکھ جنگلي شیروں کي طرح سے ایک دوسرے پر بپھر کر آ پڑے - اور بڑے گھمسان کا معرکه هوا - حسب معمول اکالی پھولا سنگھ کا اکالي جتھه پہلے پہل غازیوں کے مقابل هوا تھا - اچانک سردار پھولا سنگھ اور اُس کے گھوڑے کو دو گولیاں لگیں جس سے گھوڑا تو فوراً مر گیا مگر بہادر پھولا سنگھ زخموں کی پرواہ نه کرکے هاتھي پر سوار هوکر آگے بڑھتا گیا - اپنے آخری وقت میں اُس نے بہادری کے وہ جوهر دکھائے که پٹھان خوف سے کانپ اُٹھے - غازیوں نے پھولا سنگھ کو اپنا نشانه بنا رکھا تھا - هر ایک پٹھان اُسے هي مارنا چاهتا تھا - چنانچه دشمن کي تمام فوج نے ایک طرح سے سردار پھولا سنگھ کے هاتھي پر چاندماري شروع کر دي - گولیاں یکے بعد دیگرے اِس بہادر اکالي کو لگیں جس سے وہ فوراً هي میدان جنگ میں شہید هو گیا - مہاراجه کو سردار پھولا سنگھ کے مرنے کا نہایت هي رنج هوا - *

---

* گنیش داس اپنے چھندوں میں لکھتا هے :—

غازیوں کی شکست فاش

اِس بہادر کی موت پر خالصہ فوج کو بڑا جوش آیا - غازیوں پر بڑے زور سے حملہ کیا - مگر پٹھانوں نے بھي مقابلہ میں کوئي کسر اُٹھا نہ رکھي - سیکڑوں بہادر سکھ نوجوان اور افسر اِس جنگ میں کام آئے - آخرکار پٹھانوں کے قدم اُکھڑ گئے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے - محمد عظیم خاں دریا کے پار یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا مگر اُس کے لئے دریا پار ہونا نہایت مشکل تھا - کیونکہ اُس کے عین سامنے مقابل کے کنارے پر مہاراجہ کا بھاري توپخانہ اور لشکر جرنیل ونتورہ اور سردار هري سنگھ نلوہ کي کمان میں ڈٹا ہوا تھا اور وہ اپني بھاري توپوں سے گولوں کي ایسي موسلا دھار بارش کر رہے تھے کہ محمد عظیم خاں کو ایک قدم آگے بڑھنا محال تھا - جب محمد عظیم خاں کو غازیوں کے بھاگنے کي خبر ملي تو اُس کي باقیماندہ امیدوں پر بھي پاني پھر گیا - وھاں سے بھاگ کر موچني میں دم لیا اور آئندہ کے لئے پشاور کي حکومت سے ایسا

پھولا سنگھ کو مار کے بھئے پرسن پٹھان
اب سنگھن کو جیت ھیں مویو بڑو بلوان
پھولا سنگھ جب ماریو سنی سار سرکار
ایسو سنگھم مہابلی ورلا ھم دربار

اکالی پھولا سنگھ کی لاش کو بڑی عزت کے ساتھ جلایا گیا اور اس بہادر سردار کی یادگار قائم رکھنے کے لئے مہاراجہ نے وھاں ھی اس کی سمادھ بنوائی ‎=

مایوس ہوا کہ کابل پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں راہئے ملک عدم ہوا -

فتح کا اثر

سکھ فوج نے بھاگتے ہوئے غازیوں کا تعاقب کیا اور اُن کے خیمے ' توپیں ' گھوڑے اور اونٹ سب کے سب اُن کے ہاتھ آئے - گو اِس جنگ میں خالصہ فوج کا بہت نقصان ہوا مگر اِس شاندار فتح کا سرحد پر یہ اثر ہوا کہ جمرود سے مالاکنڈ اور بنیر سے کھٹک تک کا تمام علاقہ خالصہ کے قبضے میں آ گیا اور پٹھانوں کے دلوں پر اُن کا ایسا رعب داب بیٹھا کہ جو اب تک نہیں گیا -

مہاراجہ کا پشاور میں داخلہ

مہاراجہ نے ہشت‌نگر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور سترہ مارچ کو دھوم دھام کے ساتھ پشاور میں داخل ہوا - * مہاراجہ کے حکم سے شہر میں منادی کی گئی کہ کسی قسم کی لوٹ مار نہیں کی جائےگی - رعیت نے مہاراجہ کا پرجوش استقبال کیا اور رؤسا نے نذرانے پیش کئے - † اِس

* گنیش داس یہ تاریخ یوں بیان کرتا ہے :—

" سمت اٹھ دس جانیئے اور اُناسی مان
چیت ماس شبھ دن بھیو پشور جیت ہتھ تھان "

† گنیش داس لکھتا ہے :—

" سرکار اور سردار سبھ آئے سو مل پشور میں
ہندو برہمن کھتري دھن بھاگ ہم اِس ٹھور میں "

کے چند دنوں بعد یار محمد خاں اور دوست محمد خاں دونوں بھائی مہاراجہ کے پاس پشاور میں آئے اور صاف طور پر اطاعت قبول کرکے پچاس گھوڑے جن میں مشہور گھوڑا گوہربار بھی تھا بمعہ بیش قیمت تحائف پیش کئے - اپنی غلطی کی معافی مانگی ' پشاور کی حکومت کے لئے درخواست کی اور مہاراجہ کی منھ مانگی رقم بطور خراج دینے کا وعدہ کیا - شیر پنجاب نے یہ شرائط منظور کر لیں اور مبلغ ایک لاکھ دس ہزار روپیہ خراج کی رقم مقرر کرکے یار محمد خاں کو پشاور کا حاکم مقرر کر دیا - اُس کے عہدہ کے مطابق ایک بیش بہا خلعت ' ایک ہاتھی اور ایک عمدہ گھوڑا اُسے عنایت کیا اور سارا ضروری انتظام کرکے خود ۲۷ اپریل سنہ ۱۸۲۳ع کو لاہور پہنچ گیا جہاں بڑی دیپ مالا ہوئی اور خوشیوں کے جلسے ہوئے - *

راما نند صرات - ستمبر سنہ ۱۸۲۳ع -

ستمبر ۱۸۲۳ع میں مہاراجہ کو خبر ملی کہ امرتسر

---

* تفصیل کے لئے دیکھو ظفر نامۂ رنجیت سنگھ صفحہ ۱۵۴-۱۵۲ - گنیش داس بھی اپنے چھندوں میں مشہور گھوڑے کہار یعنی گوہربار کا ذکر کرتا ہے :-

آئے ملیو سرکار ہوں کو سبھ یار محمد سیس نوایو
لیو کہار نہ مار ہمیں سبھ رعیت ہے اِہ ساچ الائیو
اور تکے تہ دینے گھنے پشمینے سو میوے رسال لیائیو
ادھین بھؤ مکھ گھاس لیو سرکار دیال ہؤئے بھاکھ سنائیو

دوھرا :-

اب نربھے ہوئے رہو تم کرہو راج پشور
آوے ہمرو سنگھ جو کرو سبھن کی غور

کا مشہور صراف لالہ راماننلد فوت ہو گیا ہے - یہ وهي شخص تها جس کے پاس سرکاري خزانہ اور دفاتر وغیرہ قائم هونے سے پیشتر مہاراجہ رنجیت سنگهہ کي آمدني اور خرچ کا کل حساب رها کرتا تها - اُس کا مہاراجہ کے دربار میں بہت رسوخ تها - یہ شخص بہت کفایت‌شعار تها اور اُس نے اپني زندگي میں بہت سا روپیہ جمع کر لیا تها - * یہ لاولد مر گیا - اس لئے مہاراجہ نے اُس کے مال و جائداد کا کچهہ حصہ تو اُس کے بهتیجے شیو دیال کے پاس رهنے دیا اور باقي بیس لاکهہ کے قریب نقد روپیہ سرکاري خزانہ میں جمع کر لیا گیا جو بعد میں لاهور کي فصیل کي ریخت و مرمت میں صرف کیا گیا -

ڈیرہ غازي خاں میں شورش - اکتوبر سنہ ۱۸۲۳ ع -

دسہرہ کے اختتام پر مہاراجہ نے اپني توجہ ڈیرہ غازي خاں کي طرف مبذول کي - یہاں کا زمیندار سردار آسد خاں قدرے سرکش هو رها تها اور نواب بہاولپور سے قابو میں نہیں آتا تها - چنانچہ مہاراجہ نے ایک دستۂ فوج کے همراہ دریاے سندهہ کو عبور کیا اور سرکش زمینداروں سے مبلغ تین لاکهہ روپیہ بطور جرمانہ وصول کیا - اور سردار اسد خاں

* راما نند کي کفایت شعاری ضرب‌المثل هو گئي تهي - دیوان امر ناتهہ ظفر نامۂ رنجیت سنگهہ میں لکهتا هے کہ لوگ صبح کے وقت اس کا نام زبان پر نہ لاتے تهے - مبادا اُنہیں دن بهر کهانا نصیب نہ هو -
" مردم نام اورا وقت صبح نمے گرفتند کہ نان بدست نمی یافتند "
صفحہ ۵۹ -

نے اپنا بیٹا بطور یرغمال مہاراجہ کے ساتھ لاہور بھیجا -

راجہ سنسار چند کٹوچ کي وفات

دسمبر سنہ ۱۸۲۳ع میں راجہ سنسار چند کٹوچ فوت ہو گیا - مہاراجہ نے اُس کے بیٹے انرودھ چند کو خلعت راجگي بخشي اور ایک لاکھ روپیہ نذرانے میں وصول کیا - مگر باپ کی گدی پر زیادہ دیر بیٹھنا اُسے نصیب نہ ہوا - جموں کے راجہ دھیان سنگھ کا ستارۂ اقبال اُن دنوں عروج پر تھا - اُس نے خواہش ظاہر کي کہ اُس کے بیٹے ہیرا سنگھ کي شادي راجہ سنسار چند کی بیٹی سے ہو جائے - مہاراجہ نے انرودھ چند کو اِس پر مجبور کیا - مگر وہ اپنا خاندان جموں کے راجپوتوں کے خاندان سے بلند تر سمجھتا تھا - اِس لئے وہ اور اُس کی والدہ اِس رشتہ پر رضامند نہ ہوئے - چنانچہ انرودھ چند موقعہ پاکر اپنے کنبہ سمیت ستلج پار بھاگ گیا اور اپنی دونوں بہنوں کی شادي گڑھوال کے راجہ سے کر دي - مہاراجہ نے اُس کے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور راجہ سنسار چند کی دوسري دو بیٹیوں کے ساتھ جو ایک گلاب داسي کے بطن سے تھیں - مہاراجہ نے خود شادي کر لي اور سنسار چند کے دوسرے بیٹے فتح چند کو ایک لاکھ روپیہ کي جاگیر بخش دي -

مصر دیوان چند کی وفات - جولائی ۱۸۲۵ع

مصر دیوان چند مہاراجہ کے دربار کا ایک اعلیٰ رکن تھا جس نے فتوحات ملتان ، کشمیر ، اور منکیرہ میں نمایاں حصہ

لیا تھا - وہ دفعتاً درد قولنج کا شکار ہوا اور ۵ ساون سمبت ۱۸۸۲ء
بکرمي مطابق ۱۹ جولائی ۱۸۲۵ ع کو اِس جہان فانی سے رحلت
کر گیا - مہاراجہ کو اِس بہادر جرنیل کے مرنے کا بڑا رنج ہوا -
دیوان کی لاش کو باقاعدہ فوجي تعظیم و تکریم کے ساتھ
جلایا گیا - مہاراجہ مصر دیوان چند کے متعلق بڑي اعلیٰ راے
رکھتا تھا اور اُسے ہر طرح سے خوش رکھتا تھا - *

جرنیل ونتورہ کي شادي - ۱۸۲۴ ع

اِسي سال جرنیل ونتورہ کی شادي ایک انگریز خاتون سے
ہوئی جس کا انتظام کپتان ویڈ نے لدھیانہ میں کیا تھا -
مہاراجہ نے اِس موقع پر ونتورہ کو مبلغ دس ہزار روپیہ تنبول
میں دیا اور مبلغ تیس ہزار اُمرا و روسا نے دیا -

سردار فتح سنگھ اہلو والیہ کي ناراضگي وصلح

۱۸۲۶ تا ۱۸۲۸

سردار فتح سنگھ اہلووالیہ کا وکیل چودھري قادر بخش
جو مہاراجہ کے دربار میں رہا کرتا تھا نہایت فتنہ‌انگیز
شخص تھا - اُس نے کچھ عرصہ سے سردار مذکور کے مشیر خاص

* دیوان امرناتھ ظفرنامہ رنجیت سنگھ کے صفحہ ۱۳۳ پر لکھتا ھے کہ
کسي ہندوستانی سوداگر کے پاس ایک بیش قیمت حقہ تھا جس کو کشادہ
دل مہاراجہ نے بیس ہزار روپیہ میں خرید لیا تھا اور اِسے مصر دیوان
چند کو عطا کر دیا - نیز اُسے حقہ پینے کي بھی اجازت دے دي - اِس
خاص استحقاق سے مصر دیوان چند کا رتبہ اوروں کی نگاھوں میں اور بھي
بلند ہو گیا - " ایں معنئي موجب کمال سرافرازي او گشتہ "

دیوان شیر علی خاں کے ساتھ مل کر سردار صاحب کو دربار
لاہور سے غلط خبریں بھیجنی شروع کیں - سردار فتح سنگھ
شیر علی پر پورا اعتماد رکھتا تھا اور ہمیشہ اُس کی صلاح
پر عمل کرتا تھا - چنانچہ اِن دونوں کی طرف سے اُسے بتلایا
گیا کہ مہاراجہ جلدھی اُس کے علاقہ پر ھاتھ صاف کرنا
چاھتا ھے نیز اُس کی جان و مال اندیشہ میں ھے - چنانچہ
اُسے ستلج پار کے علاقہ میں بھیج دیا - گو اِس میں کچھ
صداقت نہ تھی اور نہ ھی سردار کے پاس ایسا مان لینے
کی کوئی وجہ تھی مگر مہاراجہ کئی ایک سرداروں سے
پہلے ایسا سلوک کرچکا تھا اور حال ھی میں رانی سدا
کور کے مقبوضات پر اپنا تسلط جما چکا تھا اِس لئے سردار
فتح سنگھ کے دل میں بھی شک ھو گیا اور قادر بخش
اور شیر علی کے داؤ میں آکر اپنے کنبہ سمیت کپورتھلہ سے
بھاگ کر جگراؤں میں پناہگزیں ھوا جو انگریزی علاقہ
میں واقع تھا - انگریزی ایجنٹ نے اُس کو اپنے علاقہ میں
رکھنے سے صاف انکار کر دیا اور ساتھ ھی یہ کہ دیا کہ ھم
مہاراجہ اور آپ کے معاملہ میں کوئی دخل‌اندازی کرنا نہیں
چاھتے - چانچہ سردار فتح سنگھ بہت تذبذب کی حالت
میں تھا - چونکہ مہاراجہ کے دل میں بھی کوئی پاپ نہ تھا
اِس لئے وہ بھی رنجیدہ اور متفکر تھا - چنانچہ مہاراجہ
نے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور سردار کو یقین دلایا
کہ اگر وہ واپس آ جائے تو اُس کا بال بھی بیکا نہ ھوگا -
پس وہ لاھور کو روانہ ھوا - مہاراجہ نے اپنے پوتے کنور نونہال

سنگھ کو سردار کے استقبال کے لئے روانہ کیا - جب سردار دربار میں حاضر ہوا تو عجیب دردناک نظارہ وقوع میں آیا - سردار فتح سنگھ نے اپنی تلوار نکال کر مہاراجہ صاحب کے قدموں میں رکھ دی اور محبت بھری رکتی ہوئی زبان سے درخواست کی کہ اِس غلطی کے عوض مجھے میری تلوار سے مناسب سزا دی جائے - اُس وقت تمام دربار میں سناٹا چھا گیا یہ دیکھ کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کا دل بھی بھر آیا اور اُس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے - تخت سے اُٹھ کر سردار کو بغل میں لے لیا - اُس کی تلوار میان میں ڈال کر اُس کے حوالہ کی - اور تخت پر اپنے ساتھ بٹھا لیا - غصہ یا گلہ کرنے کے بجائے بیش قیمت خلعت معہ آراستہ ہاتھی کے اُسی وقت سردار صاحب کو عطا کی اور پہلے کی طرح اُس کے علاقہ کی حکومت بخش دی - *

انگریز ڈاکٹر کی آمد - جولائی ۱۸۲۶ ع

جولائی ۱۸۲۶ میں مہاراجہ زیادہ بیمار ہو گیا - چنانچہ سرکار انگریزی کی طرف سے ڈاکٹر مرے کی خدمات پیش کی گئیں - مہاراجہ کی طرف سے ڈاکٹر مرے کی خوب آو بھگت کی گئی - ایک سو روپیہ روزانہ ڈاکٹر صاحب کی ضیافت کے لئے دربار سے منظور ہوا - نیز اپنے رواج اور اعتقاد کے مطابق ہزاروں برہمنوں کو پریوگ میں بٹھایا گیا - جب مہاراجہ کو

* تفصیل کے لئے دیکھو عمدۃالتواریخ دفتر دوئم - صفحہ ۳۲۳

شفا حاصل ہوئی تو ہزاروں روپیہ خیرات میں تقسیم کیا گیا -

کشمیر کا زلزلہ - ۱۸۲۷ع

سنہ ۱۸۲۷ع میں کشمیر میں بھاری زلزلہ آیا جس سے ہزاروں جانیں تلف ہوا گئیں مکانات برباد ہو گئے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ بے گھر اور بے زر ہو گئے - دیوان کرپا رام گورنر کشمیر نے مہاراجہ کی خدمت میں رعایا کی حالت زار کی نسبت مفصل رپورٹ پیش کی اور اُس کی سفارش پر مالیہ میں تخفیف کی گئی - *

لاہور میں وبائے ہیضہ

اِسی سال لاہور میں وبائے ہیضہ پھوٹ پڑی - سیکڑوں آدمی روزانہ مرنے لگے - اُس وقت مہاراجہ نے سرکاری شفاخانوں سے لوگوں کو مفت دوائی دئے جانے کا حکم جاری کیا اور ہر طرح سے رعیت کی امداد کی - سردار بدھ سنگھ سندھانوالہ بھی اِسی بیماری کا شکار ہوا اور آناً فاناً مر گیا - †

شملہ میں سکھ مشن - سنہ ۱۸۲۷ع

لارڈ ایمہرسٹ اس سال موسم گرما بسر کرنے کے لئے کلکتہ سے چل کر شملہ آیا - چنانچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے

---

* دیوان امرناتھ کے اندازہ کے مطابق نو ہزار مکان گر گئے چالیس ہزار آدمی شکار اجل ہوئے اور ایک لاکھ روپیہ کا مال ضائع ہو گیا - دیکھو ظفر نامہ رنجیت سنگھ صفحہ ۱۷۹ اور عمدۃ التواریخ دفتر دوم - صفحہ ۳۵۰

† دیوان امرناتھ بڑے رقت انگیز لہجہ میں اِس وبا کا ذکر کرتا ھے -

اُس کے خیر مقدم کے لئے دیوان موتی رام اور فقیر عزیزالدین کو بیش قیمت تحائف دےکر شملہ روانہ کیا جن میں کشمیری پشمینہ کا شاندار شامیانہ ، چند نفیس گھوڑے ، ایک قدآور ھاتھی اور شال کا نہایت خوبصورت خیمہ جو شاہ انگلینڈ کے لئے تھا شامل تھے - شملہ میں تزک و احتشام کے ساتھ اُن کا استقبال کیا گیا - کپتان ویڈ جو سرکار انگریزی کا لدھیانہ میں ایجنٹ تھا اُن کا میزبان مقرر ھوا - اِن کو رخصت کرنے کے لئے گورنمنٹ ھاؤس میں عظیم‌الشان دربار منعقد کیا گیا - اِس کے بعد سرکار انگریزی کے اعلیٰ افسروں کا ایک وفد مہاراجہ کی ملاقات کے لئے روانہ ھوا اور گراں‌بہا تحائف جن میں دو نفیس ولایتی گھوڑے ، چاندی کے ھودہ سے مزین ھاتھی ، جواھرات سے جڑی ھوئی تلوار ، دونالی بندوق ، نئی طرز کا طمانچہ ، ھیروں سے جڑی ھوئی دو بھالیں ، کمخواب کے چند تھان شامل تھے اپنے ھمراہ لائے - نیز دیوان‌جی اور فقیر صاحب کو اعلیٰ درجہ کی خلعتیں ملیں -

میاں دھیان سنگھ کا راج‌تلک - اپریل سنہ ۱۸۲۸ع

پیشتر اشارۃً ذکر کیا جا چکا ھے کہ راجہ گلاب سنگھ ، دھیان سنگھ اور سوچیت سنگھ کا ستارۂ اقبال دن دگنی رات چوگنی ترقی پر تھا - مہاراجہ اِن تینوں بھائیوں پر فدا تھا - خصوصاً دھیان سنگھ دربار میں بہت رسوخ حاصل کر چکا تھا اور وہ اُس وقت وزیر اعظم کے عہدہ پر ممتاز تھا - اُس کے رتبہ کو اور بھی بلند کرنے کے لئے

مہاراجہ نے بیساکھی کے روز دربار عام منعقد کیا - راجہ دھیان سنگھ کو بیش بہا خلعت عطا کر کے راج تلک دیا گیا اور " راجۂ راجگان راجۂ ہند پت راجہ دھیان سنگھ بہادر " کا خطاب عطا کیا گیا - *

هیرا سنگھ کا خطاب راجگی

راجہ دھیان سنگھ کا بیٹا هیرا سنگھ جو بڑا خوشرو اور هوشیار نوجوان تھا اُن دنوں مہاراجہ کا منظور نظر بن رہا تھا - چنانچہ مہاراج نے اُسے بھی راجہ کا خطاب دیا اور اپنے دست مبارک سے اُس کے ماتھے پر راجگی کا تلک لگایا - اس خاندان کا سوشل رتبہ بلند کرنے کی خاطر مہاراجہ نے کوشش بھی کی کہ هیرا سنگھ کی شادی راجہ سنسار چند کٹوچ کی بیٹی سے هو جائے - اِس کا ذکر پہلے کیا جا چکا هے -

خلیفہ سید احمد کی شورش

سنہ ۱۸۲۷ع سے سنہ ۱۸۳۱ع تک

اِسی سال پشاور سے خبریں آئیں کہ یوسفزئی کے علاقہ میں سید احمد نے بےحد شورش برپا کر رکھی هے - سید احمد کا اصل نام میر احمد تھا - وہ ضلع بریلی کے باشندے تھے - شروع میں یہ امیر خاں رهیلہ کی فوج میں ملازم تھے بعد میں اُن کی حیثیت ایک مذهبی پیشوا کی هو گئی -

* دیکھو ظفرنامۂ رنجیت سنگھ - صفحہ ۱۸۴ -

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں الہام ہوتا تھا - پہلے وہ مکہ اور مدینہ کی زیارت کو گئے پھر ہندوستان میں جب واپس آئے تو اُن کے سیکڑوں مرید ہو گئے اور ہزاروں روپیہ اُن کے قبضے میں آ گیا - دہلی کے دو تین لائق اور مشہور علما مولوی عبدالحئی اور مولوی اسمعیل وغیرہ اُن کے مریدوں میں شامل ہو گئے - یہ سندھ سے گزر کر شکارپور ہوتے ہوئے کابل پہنچے - وہاں اپنے اُصول مذہب کی تلقین شروع کی - محمدی جھنڈہ بلند کیا جس کے تلے پکھلی، دھمتور، سوات اور بنیر وغیرہ علاقوں کے افغان قبیلے جمع ہونے شروع ہو گئے - اُنہوں نے سکھوں کے خلاف جہاد کا فتوے دیا * جس پر تمام سرحدی صوبہ میں شورش برپا ہو گئی - اُس کے تدارک کے لئے مہاراجہ نے مارچ ۱۸۲۷ میں سندھانوالیہ سرداروں کی سرکردگی میں فوج کا ایک دستہ لاہور سے روانہ کیا اور یار محمد خاں والئے پشاور کو حکم نافذ ہوا کہ وہ اپنی فوج اُن کی مدد کے لئے روانہ کرے - سید احمد کا بے ترتیب لشکر مہاراجہ کی قواعدداں فوج کا مقابلہ نہ کر سکا - چنانچہ وہ شکست کھاکر سوات کے پہاڑوں میں نکل گئے - کچھ عرصہ بعد انھوں نے اپنے لشکر کو دوبارہ آراستہ کر کے یوسفزئی کے پہاڑی علاقہ کی طرف روانہ کیا اور وہاں سے خلیل اور مہمند قوم کے لوگوں کا

* " از راہ شکارپور در دارالملک کابل رسیدہ مردم آں نواسی را بہ جہاد برداشتند - " ظفرنامہ صفحہ ۱۷۵

کثیرالتعداد لشکر جمع کرکے اتک کے علاقہ میں جنگ شروع کر دی - چنانچہ اکتوبر ۱۸۲۷ع میں شہزادہ کھڑک سنگھ، جرنیل الارڈ اور ونتورہ کی کمان میں ایک جرار لشکر روانہ کیا گیا - پٹھانوں اور سکھوں میں سخت جنگ ہوئی - آخر خلیفہ سید احمد کو شکست ہوئی اور اُن کے چھہ ہزار آدمی قتل ہوئے - *

سردار یار محمد کا قتل

اُس کے اگلے سال خلیفہ سید احمد نے ایک اور تجویز کی اور اپنے مریدوں کو سردار یار محمد خاں کے خلاف ابھارا کہ یہ شخص سکھوں کی اطاعت کرتا ہے پس اُسے درست کرنا چاہئیے - چنانچہ چالیس ہزار غازیوں کا لشکر جمع کر کے خلیفہ نے پشاور پر دھاوا بول دیا اور بارکزئی سردار کو شکست دےکر خود پشاور پر قابض ہو گئے - سردار یار محمد اُس لڑائی میں مارا گیا اور اُس کا توپخانہ سید احمد کے ہاتھ آیا -

سلطان محمد خاں کی تقرری ۱۸۳۰ع

پشاور پر سید احمد کا قبضہ ہو جانے کی وجہ سے مہاراجہ کسی قدر گھبرایا - فوراً شاہزادہ شیر سنگھ اور جرنیل ونتورہ کو جو اُس وقت اتک کے گرد و نواح میں دورہ کر رہے تھے حکم صادر ہوا کہ وہ پشاور پہنچیں - انہوں نے جاتے ہی

---

* " شش ہزار کس از عساکر خلیفہ علف تیغ آبدار گشتند - " ظفرنامہ - صفحہ ۱۸۱ -

سید احمد کے لشکر کو گھیر لیا اور گھمسان کے معرکہ کے بعد پشاور پر قبضہ کر لیا - سید احمد وہاں سے بھاگ گئے - مہاراجہ نے یار محمد کے بھائي سلطان محمد خاں کو واپس بلا لیا اور پشاور کي حکومت پر مقرر کر دیا -

اسپ لیلی

لیلی نامي گھوڑا اپنے زمانہ کا مشہور اور یکتا جانور تھا جو بارکزئي سرداروں کے قبضہ میں تھا - دیوان امر ناتھ کي تحریر سے معلوم ہوتا ھے کہ اُس گھوڑے کے لئے شاہ روم اور شاہ ایران کی طرف سے بارکزئي سرداروں کے پاس درخواستیں آئي تھیں جس کے عوض وہ بھاری رقومات ادا کرنے کے لئے تیار تھے - سال گذشتہ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھي اُس کے لئے کوشش کی تھي مگر یار محمد نے یہ کہ کر تال دیا تھا کہ وہ گھوڑا مر چکا ھے اور اُس کے بدلے اور خوبصورت اور خوش رفتار گھوڑے مہاراجہ کي نذر کرکے اپنا پیچھا چھڑا لیا تھا - چنانچہ اِس بار پشاور کی سرداري عطا کرنے سے پہلے مہاراجہ نے لیلی کی طلبي کي - چنانچہ سلطان محمد خاں نے یہ بےنظیر گھوڑا مہاراجہ کي نذر کر دیا - اِس خوشي میں مہاراجہ نے ونتورہ کو جو گھوڑے کو اپنے ہمراہ لاھور لایا تھا دو ھزار روپیہ قیمت کي خلعت عطا کی -

سید احمد کي شہادت - مئي ۱۸۳۱ع

مہاراجہ کي فوج جونہي پشاور سے واپس آئی خلیفہ سید

احمد نے پھر شورش پیدا کر دی - ایک سال سے زیادہ تک یہی سلسلہ جاری رہا - سلطان محمد خاں اُنہیں شکست دیتا مگر کبھی کبھی وہ سلطان پر غلبہ حاصل کر لیتے - آخر کئی وجوہات سے افغان اُن سے ناراض ہوگئے اور اُن کی جان کے درپے ہو گئے - چنانچہ وہ یوسفزئی علاقہ سے نکل کر مظفرآباد کے ضلع میں چلے آئے کیونکہ یہاں ابھی تک اُن کے معتقد باقی تھے - اِس لئے اُن کی مدد سے اپریل ۱۸۳۱ ع میں اُنہوں نے قلعۂ مظفرآباد میں مورچہ لگا دیا - کچھ عرصہ تک خالصہ فوج کے ساتھ جنگ جاری رہی - آخرکار ایک متھ بھیڑ میں خلیفہ اور اُن کے مشیر مولوی اسمعیل دونوں شہید ہو گئے اور یہ شورش بند ہو گئی - *

---

* دیوان امرناتھ اس ضمن میں لکھتا ہے - کہ کنور شیر سنگھ نے جو اُس وقت خالصہ فوج کی کمان میں تھا - خلیفہ کی لاش کو اپنے روبرو منگوایا - اور ایک ہوشیار مصور سے اُس کی تصویر بنوائی - جو بعد میں شاہزادہ نے مہاراجہ کی خدمت میں پیش کی - مہاراجہ نے تصویر دیکھ کو اپنے جوانمرد دشمن کی بہت تعریف کی - ظفرنامہ - صفحہ ۱۹۰ -

سید محمد لطیف کا یہ لکھنا کہ کنور شیر سنگھ نے خلیفہ کا سر کٹواکر مہاراجہ کے پاس لاہور روانہ کیا تھا - سراسر غلط اور بے بنیاد ہے -

چودھواں باب

سرکار انگریزی کے ساتھہ تعلقات اور مہاراجہ کی وفات

۱۸۲۸ ع سے ۱۸۳۹ ع تک

سکھہ حکومت کی انتہائی ترقی

اِن دنوں سکھہ حکومت انتہائی ترقی حاصل کر چکی تھی - شیر پنجاب کی شہرت اور طاقت کا سورج دوپہر کی طرح اپنا پورا جوبن دکھا رہا تھا - وہ ملتان، کشمیر، اور پشاور کے اسلامی صوبے فتح کرکے سکھہ سلطنت میں شامل کر چکا تھا - وہ پنجاب کے پہاڑی علاقوں اور میدانی ریاستوں کا مکمل طور پر مالک سمجھا جاتا تھا - لداخ اور سندھ مفتوح کرنے کی تجاویز کا نقشہ اُس کے ذہن میں تھا - دور دراز ممالک کے بادشاہ اُس کے ساتھہ رشتۂ دوستی قائم کرنا باعث فخر سمجھتے تھے -

نظام حیدرآباد کا وکیل

سنہ ۱۸۲۹ع میں نظام حیدرآباد کا وکیل درویش محمد لاہور دربار میں حاضر ہوا اور نظام کی طرف سے چار بیش قیمت گھوڑے - ایک بے نظیر چاندنی * ایک دودھاری تلوار - ایک توپ اور کئی بندوقیں بطور تحائف مہاراجہ کے لئے لایا - اِن

---

* یہ چاندنی رنجیت سنگھہ کو نہایت ہی پسند آئی - اور اُس نے یہ اُسی وقت دربار صاحب امرتسر میں بھیجدی - جہاں اب تک میں موجود ہے (بھائی پریم سنگھہ)

کے علاوہ کئی بیش‌بہا اشیاء شہزادہ کھڑک سنگھ کے لئے بھی تھیں -

ہرات اور بلوچستان کے ایجنٹ

اِسی سال شہزادہ کامران والئے ہرات کا ایجنٹ صیف خاں نذرانے لے کر حاضر ہوا - ۱۸۲۹ ع میں بلوچستان سے وکیل آئے اور بہت سے گھوڑے اور جنگی سامان ساتھ لائے - مہاراجہ کی خدمت میں تحائف پیش کرنے کے بعد عرض داشت کی کہ اُن کے دو قلعے جو علاقہ ڈیرہ غازی خاں کی سرحد پر دریائے سندھ کے مغرب میں واقع ہیں نواب بہاولپور نے چھین لئے ہیں - اور اُنھیں واپس لینے میں وہ مہاراجہ کی مدد کے خواہش‌مند ہیں -

سرکار انگریزی کے تحائف

سنہ ۱۸۲۸ ع میں لارڈ ایمہرسٹ گورنر جنرل انگلستان واپس پہنچا اور اُس نے رنجیت سنگھ کے پیش کردہ گران بہا تحائف شاہ انگلستان کی نذر کئے - اب اُس نے بھی ولایت کے نادر تحفے جن میں پانچ بے مثال ولایتی نسل کے گرانڈیل گھوڑے اور ایک نہایت خوبصورت گاڑی شامل تھی مہاراجہ کے لئے بھیجے - لفٹننٹ الگزنڈر برنز جو علاقہ کچھ کا پولیٹکل ایجنٹ تھا اِس سامان کو دریاے سندھ کی راہ کشتیوں میں دربار لاھور میں پہنچانے کے لئے تعینات ہوا - *

---

* سرکار انگریزی کا مدعا یہ تھا - کہ مہاراجہ کو تحفے بھی پہنچ جائیں - اور ساتھ ھی یہ بھی معلوم ھوجائے - کہ دریائے سندھ کس حدتک جہاز رانی کے قابل ھے -

یہ سفارت ۲۱ جنوری ۱۸۳۱ء کی صبح کو پانچ دیسی
کشتیوں میں مانڈوی علاقۂ کچھ سے لاہور کو روانہ ہوئی ۔ سندھ
کے امیروں نے اُنہیں اپنے علاقہ میں گذرنے سے روکا مگر رنجیت
سنگھ نے ملتان کے گورنر دیوان ساون مل کے ذریعہ امیروں پر
دباؤ ڈالا ۔ نیز سرکار انگریزی نے بھی کوشش کی ۔ چنانچہ
سفارت کے راستہ میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی اور ۲۷ مئی
کی رات کو یہ بہاولپور پہنچ گئی جہاں ان کا پر تپاک
خیر مقدم کیا گیا اور کئی روز تک اُن کی مہمان نوازی
کی گئی ۔

مہاراجہ سے ملاقات

اُس کے بعد لفٹننٹ برنز مہاراجہ کے علاقہ میں داخل ہوا ۔
رنجیت سنگھ نے سردار لہنا سنگھ مجیٹھیہ کو اُس کے
استقبال کے لئے روانہ کیا جو اپنے ساتھ ایک آراستہ ھاتھی
برنز کی سواری کے لئے لایا ۔ ۱۷ جولائی ۱۸۳۱ء کو یہ
سفارت لاہور پہنچی جہاں ان کا شاندار خیرمقدم کیا
گیا ۔ تین دن کے بعد برنز نے مہاراجہ سے قلعہ میں ملاقات
کی ۔ اِس موقع پر شیر پنجاب نے عظیم‌الشان دربار منعقد
کیا ۔ مہاراجہ کے اُمراوزراء مکمل طور پر مکلف تھے اور اپنے اپنے
رتبہ کے مطابق صف آرا تھے ۔ لفٹننٹ برنز نے شاہ انگلستان
کے تحائف اور اُس کا محبت‌نامہ مہاراجہ کی خدمت میں
پیش کیا ۔ یہ خط ایک خوبصورت تھیلی میں بند تھا
اور اِس پر شاہی مہر لگی ہوئی تھی ۔ خط کھولتے ہی قلعہ
کی فصیلوں سے سلامی اُتاری گئی ۔

سفارت کی مہمان‌نوازی

مہاراجہ نے سفارت کو کئی روز تک اپنے یہاں مہمان رکھا اور اُن کی خوب خاطر تواضع کی - اُنہیں اپنی فوج کی قواعد دکھلائی اور کئی طرح سے اُنہیں محظوظ کیا - * بوقت روانگی سفارت کے ارکان کو گراں‌بہا تحائف نذر کئے جن میں جڑاؤ کمان بمعہ ترکش نہایت نفیس گھوڑا جو کشمیری شال سے آراستہ تھا - شامل تھے - نیز بیش قیمت خلعت فاخرہ بھی عطا کی گئیں -

سفارت کی روانگی

۲۱ اگست کی صبح کو یہ سفارت لاہور سے شملہ کو روانہ ہوئی تاکہ گورنر جنرل کو جو ابھی تک شملہ میں مقیم تھا مہاراجہ کی ملاقات اور دریائے سندھ راستہ کی نسبت تمام کیفیت جاکر سنائے - یہ سفارت راستہ میں امرتسر بھی ٹھہری جہاں انہوں نے دربار صاحب کے درشن کئے -

ڈیرہ غازی خاں پر تسلط ۱۸۳۱ ع

یہ بتایا جاچکا ہے کہ مہاراجہ نے دریائے سندھ کے پار کا علاقہ فتح کر لیا تھا مگر اُن صوبوں کی حکومت پر پٹھان

---

* برنز کی درخواست پر مہاراجہ نے اُسے اپنے جواہرات دکھلائے شہرۂ آفاق ہیرا "کوہ نور" دیکھ کر برنز اور اُس کے ساتھی دنگ رہ گئے - اِنہوں نے ایک لال بھی دیکھا- جس پر کئی بادشاہوں کے نام کندہ تھے - جن میں سے اورنگ زیب اور احمد شاہ ابدالی کے نام صاف‌طور پر پڑھے جاتے تھے - دیکھو سفرنامہ برنز -

گورنروں کو ھی بحال رکھا تھا - چنانچہ پشاور پر سردار سلطان محمد حکمران تھا - ڈیرہ اسمعیل خاں کا علاقہ نواب ملکیرہ کی جاگیر تھا ڈیرہ غازی خاں کی نظامت نواب بہاولپور کے سپرد تھی جو اُس کے عوض تین لاکھہ روپیہ سالانہ دربار لاہور کو ادا کرتا تھا - چونکہ بہاولپور کی ریاست دریائے ستلج کے پار تک پھیلی ہوئی تھی - اِس لئے یہاں کا نواب سرکار انگریزی سے پناہ طلب کرسکتا تھا - جب انگریزی سفارت دریائے سندھ کی راہ لاھور آرھی تھی - تو مہاراجہ کو اُس کے اصل مدعا کا حال معلوم ہوگیا تھا - چنانچہ اُسے شک ہوگیا - کہ کہیں اُسے ڈیرہ غازی خاں کے علاقہ سے ھاتھہ نہ دھونا پڑے - چنانچہ ابھی لفتننت برنز اپنے تحائف کے ساتھہ ابھی راہ ھی میں تھا کہ مہاراجہ نے جرنیل ونٹورہ کو ایک دستہ فوج ھمراہ دےکر ڈیرہ غازی خاں کی جانب روانہ کیا - نواب بہاولپور کے ساتھہ اجارہ ختم کر دیا گیا - اور ڈیرہ غازی خاں براہ راست سکھہ سلطنت میں شامل کر لیا گیا -

روپڑ کی ملاقات کی تیاریاں - اکتوبر سنہ ۱۸۳۱ ع

جب لفتننت برنز نے اپنی ملاقات کا حال گورنرجنرل کو سنایا تو اُس کے دل میں مہاراجہ سے ملنے کی خواھش پیدا ھوئی - چنانچہ لارڈ ولیم بنٹنک نے کپتان ویڈ کو لاھور بھیجا جس نے بڑی چالاکی اور دانائی سے دربار لاھور سے گورنرجنرل کی ملاقات کے لئے دعوت بھجوائی -

ملاقات کا مقام دریائے ستلج کے کنارے روپڑ مقرر ہوا اور ملاقات کی تاریخ ۲۵ اکتوبر ٹھہری - چنانچہ دونوں طرف سے تیاریاں شروع ہوئیں - روپڑ میں بے شمار خیمے، قناتیں، شامیانے وغیرہ نصب کئے گئے - طرفین کی تھوڑی تھوڑی فوج بطور باڈی گارڈ پہنچ گئی - مہاراجہ کے روپڑ پہنچنے پر توپوں کے ذریعہ سلامی لی گئی اور اسی وقت میجر جنرل افوسی اور چیف سکرٹری مزاج پرسی کے لئے مہاراجہ کے کیمپ میں آئے - اُس کے بعد مہاراجہ کی طرف سے شہزادہ کھڑک سنگھ، سردار ہری سنگھ نلوہ، راجہ سنگت سنگھ، سردار عطر سنگھ سندھیانوالہ، سردار شام سنگھ اٹاری والا اور راجہ گلاب سنگھ گورنر جنرل کی مزاج پرسی کے لئے گئے - لارڈ ولیم بنٹنک نے اپنے خیمہ کے دروازہ پر اُن کا خیر مقدم کیا - بڑی تعظیم کے ساتھ شہزادہ کو اپنی دائیں طرف بٹھایا - ۲۶ اکتوبر کا دن دونوں والیان ریاست کی ملاقات کے لئے مقرر ہوا -

مہاراجہ گورنر جنرل کے کیمپ میں

اگلے دن مہاراجہ کے دربار کے اُمرا وزراء، اہلکار اور خالصہ فوج اپنی اپنی زر دوز وردیوں میں ملبوس آراستہ ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار گورنر جنرل کے کیمپ کی طرف روانہ ہوئے - گورنر جنرل، کمانڈر انچیف اور سکرٹریان ہاتھیوں پر سوار مہاراجہ کے استقبال کو آگے بڑھے - جب دونوں والیان ریاست کے ہاتھی برابر ہوئے تو دونوں نے پرتپاک مصافحہ کیا -

مہاراجہ اپنے هاتھي سے اُتر کر گورنرجنرل کے هودہ میں آ گیا - * اُس کے بعد وہ هاتھی سے اُترے اور هاتھہ میں هاتھہ ڈالے کیمپ میں داخل هوئے - رخصت کے وقت ولیم بنٹنک نے دو خوبصورت گھوڑے اور برما کا ایک خوبصورت هاتھي اور بہت سے جواهرات مہاراجہ کي نذر کے دیئے -

گورنرجنرل مہاراجہ کے کیمپ میں

دوسرے روز مہاراجہ نے کشمیری پشمینے کا شامیانہ نصب کرایا اور اُسے سونے چاندی کي چوبوں اور بیش قیمت قالینوں سے سجایا - شاهزادہ کھڑک سنگھہ اور شاهزادہ شیر سنگھہ مقررہ وقت پر گورنرجنرل کے استقبال کے لئے حاضر هوے - مہاراجہ اپنے بہترین هاتھي پر سوار موجود تھا - جونہي گورنرجنرل اور مہاراجہ کے هاتھي برابر پہنچے دونوں نے محبت سے پر مصافحہ کیا - گورنرجنرل مہاراجہ کے هودہ میں آن بیٹھا - توپخانہ نے سلامي اُتاري - سونے کے جڑاؤ تخت پر دو سنہری کرسیاں آراستہ تھیں جن پر مہاراجہ اور

---

* روایت هے کہ مہاراجہ اپنے همراہ دو سیب لے گیا تھا - کیونکہ مہاراجہ کے دل میں گورنر جنرل کی طرف سے کچھہ شک هو گیا تھا - اُس کے نجومیوں نے اُسے بتلایا کہ مہاراجہ گورنر جنرل کو دو سیب پیش کرے - اگر وہ بخوشی منظور کرلے - تو کوئی خطرہ نہ هوگا - چنانچہ وہ دونو سیب گورنر جنرل نے نہایت خوشی سے قبول کئے - دیوان امرناتھہ بھی اسکی طرف اشارہ کرتا هے - وہ لکھتا هے -

" دو سیب کہ بدست اقدس بودند - بہ لات بہادر و صاحبہٗ رو مرحمت یافت - ظفرنامہ صفحہ ۲۰۸ -

گورنر جنرل بیٹھ گئے - درباریوں نے اپنے اپنے نذرانے گورنر جنرل کی خدمت میں پیش کئے جنھیں اصول کے مطابق اُس نے صرف ہاتھ سے چھوکر واپس کر دیا - رخصت کے وقت نفیس شال کے ایک سو ایک تھان چار آرستہ گھوڑے ' چاندی کے ہودہ والے دو ہاتھی ' گورنر جنرل کی نذر کئے گئے جنھیں اُس نے بخوشی قبول کیا -

ضیافت کے دن

تیسرے دن مہاراجہ نے گورنر جنرل کی ضیافت کی - سیکڑوں قسم کے لذیذ کھانے تیار کرائے جنھیں انگریز مہمانوں نے نہایت خوشی سے کھایا - اُس سے اگلے روز گورنر جنرل نے مہاراجہ کو دعوت دی - مہمانوازی کے سب انتظام مہیا تھے - ضیافت کے خیمہ میں سیکڑوں انگریز لیڈیوں نے مہاراجہ کا خیرمقدم کیا - اِس موقعہ پر گورنر جنرل کے ایما سے باجے والوں نے اپنے وہ وہ کرتب دکھائے کہ مہاراجہ عش عش کرنے لگا -

فوجی قواعد

اگلے دن مہاراجہ نے انگریزی فوج کی قواعد دیکھی - پہلے توپخانہ نے اپنے کرتب دکھائے پھر پلٹنوں نے اپنے ہنر و کمال پیش کئے جنھیں دیکھکر مہاراجہ صاحب بہت محظوظ ہوئے - بعد میں انگریز فوجی افسر میدان میں آئے اور اپنے کمال دکھانے شروع کئے - یہ دیکھکر مہاراجہ کے بہادر سردار بھی باہر نکلے - سردار ہری سنگھ نلوہ '

جنرل ونتورہ ' راجہ سوچیت سنگھہ ' اور جرنیل اِلہی بخش وغیرہ نے ایسے جنگی کرتب دکھائے کہ تمام انگریز حیران و ششدر رہ گئے - اب مہاراجہ صاحب کے سپاہیانہ جوش نے بھی حرکت کی اور ہاتھی سے اُتر کر اپنے مشہور گھوڑے لیلی پر سوار ہو گئے - میدان میں ایک پیتل کا لوتا رکھوایا گیا - مہاراجہ تلوار ہاتھہ میں لیکر گھوڑا دوڑاتا ہوا پاس سے گذرا - گھوڑے کو ٹھہرائے بغیر تلوار کی نوک سے لوتے پر ایسے نشان لگائے - جو ایک خوبصورت پھول کی شکل ظاہر کرتے تھے - گورنر جنرل اور دیگر انگریزی افسر مہاراجہ کے فوجی کمال کو دیکھہ کر انگشت بدنداں رہ گئے - پھر گورنر جنرل نے مہاراجہ کی فوج کی قواعد دیکھی - خالصہ توپخانہ کی گولہ اندازی اور پیادہ فوج کی قواعددانی دیکھہ کر گورنر جنرل بہت خوش ہوئے -

لاہور کو واپسی

اُسی شام روانگی کا دربار منعقد ہوا اور یکم نومبر ۱۸۳۱ع کو دونوں حکمراں اپنے اپنے علاقہ کی طرف روانہ ہوئے - مہاراجہ اُونہ اور کپورتھلہ سے ہوتا ہوا ۱۶ نومبر کو لاہور پہنچ گیا -

گل بیگم کا قصہ - سنہ ۱۸۳۲ع

سنہ ۱۸۳۲ع کے دوران میں رنجیت سنگھہ نے گل بہار نامی ایک خوبصورت رقاصہ کو اپنے حرم میں داخل کر لیا - کچھہ عرصہ تک اُس کے ساتھہ عیش و عشرت میں

مشغول رہا - اُسے "گل بیگم" کا خطاب دیا گیا - اور اُس کے بھائی بندوں کو انعام و اکرام سے مالامال کر دیا - *

کشمیر کی بدانتظامی - سنہ ۱۸۳۳ ع -

کچھ عرصہ سے صوبۂ کشمیر شہزادہ شیر سنگھ کی تحویل میں تھا - دیوان بساکھا سنگھ اُس کا مال افسر تھا - مگر دیوان نے دیانتداری کے اصول پر عمل نہ کیا اور نہ ہی شہزادہ نے معاملات ریاست کی طرف توجہ دی - چنانچہ مہاراجہ کو کشمیر کی بد انتظامی کی پے در پے خبریں آنی شروع ہوئیں - رنجیت سنگھ نے جمعدار خوشحال سنگھ' بھائی گورمکھ سنگھ اور شیخ غلام محی الدین کو معاملات بہتر کرنے کے لئے بھیجا - مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِن لوگوں نے بھی عنقریب رعایا کا خون چوسنے میں ہی بہتری سمجھی -

قحط کشمیر

اِسی سال فصل نہ ہونے کی وجہ سے کشمیر میں قحط شروع ہو گیا جو اِس قدر شدید تھا کہ ہزاروں گھرانے اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر پنجاب اور ملک کے دیگر حصوں میں جا آباد ہوئے - دیوان امرناتھ کی تحریر سے معلوم

---

* دیوان امرناتھ اور منشی سوہن لال نے اِس قصہ کو اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے - دیکھو ظفرنامۂ - صفحہ ۲۱۵ سے ۲۱۸ عمدۃالتواریخ دفتر سوئم حصہ دوئم صفحہ ۱۴۹ سے ۱۵۱

ہوتا ہے کہ ایسا قحط کشمیر میں گذشتہ دو سو سال میں کبھی ظہور میں نہیں آیا تھا۔ مہاراجہ نے اِس موقعہ پر بڑی فراخدلی سے کام لیا۔ لاہور اور امرتسر میں مصیبت زدوں کی امداد کے لئے جا بجا ذخیرے کھول دئے گئے جہاں قحطزدوں کو سامان خوراک مفت ملتا تھا۔ نیز سرکاری گوداموں سے ہزارہا من گندم کشمیر روانہ کی گئی۔ جو اناج بیوپاری لوگوں نے بھی کشمیر بھیجا مہاراجہ نے اُس پر بھی محصول چنگی معاف کر دیا۔ *

دیوان بساکھا سنگھ اور شیخ غلام محی الدین کو سزا

مہاراجہ کو شبہ تھا کہ اِن دو اشخاص نے مل کر سرکاری روپیہ خردبرد کر لیا ہے۔ چنانچہ دونوں سزا کے مرتکب ہوئے۔ بساکھا سنگھ پابہ زنجیر لاہور لایا گیا اور چار لاکھ روپیہ اُس سے بر آمد کیا گیا۔ شیخ غلام محی الدین کی نسبت مہاراجہ کو یہ بتایا گیا کہ اُس نے اپنے وطن ہوشیار پور میں اپنے مکان میں نقد روپیہ زیر زمین دفن کر رکھا ہے اور شبہ کو رفع کرنے کے لئے اُس جگہ اپنے مرشد کی فرضی قبر تعمیر کر لی ہے۔ مہاراجہ کے حکم سے یہ قبر کھدوائی گئی جس میں سے نو لاکھ روپیہ کی مالیت کا سونا چاندی اور زر نقد برآمد ہوا جس پر مہاراجہ نے

---

*تفصیل کے لئے دیکھو ظفرنامۂ رنجیت سنگھ – صفحہ ۲۲۴ ۲۲۵
عمدۃالتواریخ – دفتر سوئم – حصۂ دوئم – صفحہ ۱۸۲

نذراً شیخ کو کہا کہ تمہارے مرشد کی عبادت بے فائدہ نہیں گئی کیونکہ اُس کی ہڈیاں سونے اور چاندی میں تبدیل ہو گئی ہیں - * شیخ اپنے عہدہ سے معزول کیا گیا اور یہ تمام روپیہ سرکاری خزانہ میں داخل ہوا -

دریاے سندھ کے راستہ انگریزی تجارت سنہ ۱۸۳۲ ع

پیشتر ذکر آچکا ہے کہ مہاراجہ کے لئے دریاے سندھ کی راہ تحائف بھیجنے کا مقصد دریا کے راستہ سے بخوبی واقفیت حاصل کرنا تھا سرکار انگریزی سندھ اور افغانستان وغیرہ ممالک کے ساتھ اپنی تجارت قائم کرنا چاہتی تھی - نیز انگریزوں کو یہ بھی خیال تھا کہ اگر کبھی شاہ روس اور شاہ ایران مل کر ہندوستان کی طرف اپنی توجہ پھیریں تو وہ سندھ کے راستہ جلدی ہی اپنی حفاظت کے لئے سرحد پر پہنچ جائیں - یہ مدعا اُنہوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے پوشیدہ رکھا ہوا تھا - دوسری طرف شیر پنجاب بھی سندھ مفتوح کرنے کی خواہش رکھتا تھا - اُسے یقین تھا - کہ سندھ کے بلوچی سپاہی خالصہ فوج کے سامنے ایک دم بھی نہیں ٹھیر سکیں گے - مہاراجہ خصوصاً علاقۂ شکارپور لینا چاہتا تھا -

عہد نامہ

در اصل اِسی پیچیدگی کو سلجھانے کے لئے ہی گورنر

---

* " ایہا الشیخ عبادات معتدبۂ شما خالی نہ رفت - بلکہ استخوان ہا مرشد شما عین زر گشت " ظفر نامہ - صفحہ ۲۲۸

جنرل نے مہاراجہ سے ملاقات کی تھی گو دوران ملاقات میں ارادتاً اِس معاملہ کي طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا گیا - ۸ اکتوبر سنہ ۱۸۳۱ع میں کرنیل پوٹینجر امیران سندھ کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے روانہ ہوا جس کے لئے اُسے جانفشانی و کوشش کرنی پڑی - مگر آخرکار اُسے کامیابی حاصل ہوئی اور اپریل سنہ ۱۸۳۲ع میں سندھ کے تینوں * حکمرانوں کے ساتھ جدا جدا تجارتی عہد نامے قائم کئے گئے جن کی روسے یہ قرار پایا کہ امیران سندھ انگریزي تجارتی جہازوں سے کوئی مزاحمت نہ کریں گے - اور صرف مقررہ رقم بطور محصول لیا کریں گے -

دربار لاہور سے عہدنامہ

امیران سندھ کے ساتھ عہدنامہ طے ہو جانے کے بعد گورنر جنرل نے رنجیت سنگھ کے ساتھ بھی اِس کے متعلق عہدنامہ کرنا چاہا اور اِسی غرض سے خط و کتابت شروع کر دي - دسمبر سنہ ۱۸۳۲ع میں کپتان ویڈ کو لدھیانہ سے لاہور جانے کے لئے ہدایت ملی - گورنر جنرل کی تجویز سن کر مہاراجہ شش و پنج میں پڑ گیا کیونکہ وہ خود صوبۂ سندھ فتح کرنا چاہتا تھا - مگر بہت قیل و قال کے بعد اُس نے بھی اِس بات کو منظور کر لیا اور ۲۶ دسمبر

---

* صوبۂ سندھ اُن دنوں تین حکومتوں پر مشتمل تھا - جنوب میں ریاست حیدرآباد تھی - شمال میں خیرپور - اور اِن دونوں کے درمیان میر پور کی ریاست تھي -

سنہ ۱۸۳۲ع کو عہدنامہ لکھ دیا -

شاہ شجاع الملک کی تخت کابل کے لئے دوبارہ کوشش

سنہ ۱۸۳۳ - ۱۸۳۵ع

ان دنوں سلطنت درانی کا شیرازہ بکھر چکا تھا اور اُس کے تین ٹکڑے ہو چکے تھے - کابل ' غزنی اور جلال آباد کے تین صوبے سردار دوست محمد خاں بارکزئی کے تسلط میں تھے - قندھار میں اُس کا دوسرا بھائی شیر دل خاں خود مختار حکمراں تھا - اور صوبۂ ہرات شہزادہ کامران کے قبضہ میں تھا - اِس کھلبلی کو دیکھ کر شاہ شجاع الملک کے دل میں تمنائے شاہی نے پھر زور کیا - اور وہ ایک بار پھر قسمت آزمائی کرنے کے لئے تیار ہو گیا چنانچہ سنہ ۱۸۳۳ع میں شاہ نے لدھیانہ سے کوچ کیا - مالیر کوٹلہ اور جگراؤں سے ہوتا ہوا نواب بہاولپور کے پاس پہنچا - وہاں سے کچھ امداد لے کر سندھ کی طرف بڑھا اور شکارپور میں جا ڈیرے لگائے - حاکمان سندھ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ خط و کتابت شروع کر دی - مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اِس شرط پر شاہ کو مالی امداد دینے کا وعدہ کیا کہ اگر وہ تخت کابل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ سندھ پار کے تمام علاقہ یعنی پشاور ' بنوں ' ڈیرہ اسمعیل خاں اور ڈیرہ غازی خاں وغیرہ صوبجات پر اپنا دعوی ہمیشہ کے لئے چھوڑ دے گا اور رنجیت سنگھ کو از روئے قانون اور از روئے حقیقت اُس علاقہ کا حکمراں تسلیم کر لیگا - شاہ نے یہ

شرائط منظور کر لیں - مہاراجہ نے اُسے ایک توپ اور ایک لاکھہ روپیہ نقد بطور امداد بھیجا - اُس کے بعد شاہ نے امیران سندھہ سے خراج طلب کیا کیونکہ پہلے یہ لوگ شاہان درانی کے صوبہ‌دار تھے - اُن کے انکار کرنے پر شاہ شجاع اور امیر حیدرآباد کے درمیان میں جنگ ہوئی جس میں والئے حیدرآباد کو شکست ہوئی اور شاہ نے امیران سندھہ سے پانچ لاکھہ روپیہ وصول کیا - اِس کے بعد شاہ قندھار پہنچا اور شہر کا گھیرا ڈال دیا - سردار دوست محمد خاں والئے کابل بہت سرعت سے شاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے قندھار پہنچا - جنوری سنہ ۱۸۳۴ع میں شاہ کو شکست فاش ہوئی - وہ سیستان کی طرف بھاگا اور وہاں سے مصائب جھیلتا ہوا واپس ہندوستان لوٹا -

پشاور میں سکھہ گورنر مئی سنہ ۱۸۳۴ع

پیشتر ذکر کیا جا چکا ہے کہ مہاراجہ نے پشاور کا علاقہ سلطان محمد خاں بارکزئی کو دے رکھا تھا اور اُس سے سالانہ خراج لیا کرتا تھا - چونکہ مہاراجہ کے دل میں افغانوں کی طرف سے ہمیشہ شبہ رہتا تھا اِس لئے شاہ شجاع اور دوست محمد خاں کے درمیان جنگ کے دوران میں مہاراجہ نے اِسی میں مصلحت سمجھی کہ ملک پشاور کو براہ راست اپنے قبضہ میں کر لے - اپریل ۱۸۳۴ع میں سکھوں کے مشہور جرنیل سردار ہری سنگھہ نلوہ کے ہمراہ کثیرالتعداد فوج پشاور روانہ کی گئی جس کی کمان کنور نونہال سنگھہ کو عطا ہوئی -

خالصہ فوج کے پشاور پہنچنے پر سردار سلطان محمد خاں اور اُس کے بھائی پیر محمد خاں نے شہر خالی کر دیا اور مہاراجہ کے سرداروں نے پشاور پر قبضہ کر لیا - کنور نونہال سنگھ پشاور کا پہلا سکھ گورنر تعینات ہوا -

دوست محمد خاں کا پشاور پر حملہ

دوست محمد خاں والی کابل کو جب اپنے بھائیوں کے پشاور سے دستبردار ہونے کی خبر ملی تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور ایک جرار لشکر کے ہمراہ کابل سے کوچ کیا - درۂ خیبر عبور کرکے پشاور کے قریب میدان میں خیمہ زن ہوا اور افغانوں کو سکھوں کے خلاف جہاد پر آمادہ کرنے میں مشغول ہو گیا - مہاراجہ کو جب یہ خبر ملی تو فوراً لاہور سے روانہ ہو پڑا - گو اُس کی عمر اُس وقت پچپن سال کی تھی اور صحت بھی کمزور تھی تاہم تابل کوچ کرتا ہوا جلد ہی پشاور آن پہنچا - * دوست محمد خاں نے جب مہاراجہ کی تیاریوں کا حال دیکھا تو گھبرا گیا - جب اُس سے کچھ بن نہ آیا تو ایک شرمناک حرکت کا مرتکب ہوا - مہاراجہ کے دو ایلچی مسٹر ہارلن اور فقیر عزیزالدین اُس کے کیمپ میں تھے - اُس نے اُنھیں نظربند کر لیا اور اپنے

* دوست محمد در دارالملک کابل برائے جہاد برافراخت - سرکار والا نیز بفحوائے ما - " ما پیر شدیم و دل جوانست ہنوز " براسپ تندگر وصبا رفتار سوار شدہ - روا رو وارد پشاور و بر آن شغال وروبہ سیرت حملہ‌آور گشتہ ظفر نامۂ رنجیت سنگھ صفحہ ۲۳۰ -

همراه لے کر جلال آباد کی طرف واپس روانه هوا - فقیر عزیزالدین نہایت دانش‌مند اور مدبر شخص تھا - اُس نے اُس موقعه پر بڑی دانائی سے کام لیا اور دوست محمد کو ڈرا دھمکا کر سمجھا بجھا کر رهائی حاصل کرلی - ممکن تھا که اگر دوست محمد واپس نه لوٹ جاتا تو مہاراجه جیسے اپنے سفیروں کی عزت کا بہت پاس تھا اُسے اپنے کئے کی سزا دیتا - *

انتظام پشاور

اب مہاراجه نے پشاور کا پورے طور پر بندوبست کرنے کا مصمم اراده کر لیا - سرحد پر مچھنی اور سکھ ڈیری جو آج کل شنکرگڑھ کے نام سے مشہور هے دو نئے قلعے بنوانے کا حکم دیا † اور سردار هری سنگھ نلوه کو اِس کام پر تعینات کیا - نیز سردار مذکور کو صوبۂ پشاور کا فوجی محکمه سپرد کیا گیا اور راجه گلاب سنگھ مالیه کے کام پر مامور هوا -

دوست محمد خاں کے بھائیوں کو اپنے هاتھ میں رکھنے کی

---

* اپنے سفیروں کے قید هونے کی خبر سن کر مہاراجه نے قسم کھائی تھی که جب تک ایک عزیز الدین کے بدلے هزار افغانوں کے خون سے اپنی تلوار کی پیاس نه بجھا لوں واپس لاهور نه جاؤنگا - مگر عزیز الدین کی منت سماجت پر مہاراجه اپنے اراده سے باز رها -

† ایسا معلوم هوتا هے که مہاراجه سکھوں کے چند خاندانوں کو سرحد پر بسانا چاهتا تھا - اسی غرض سے کئی نئے گاؤں آباد کئے گئے - مثلاً شیر گڑھ ' سکھوں کی ڈیری ' چک خالصه وغیره جو آج تک اِس علاقه میں موجود هیں - مگر مہاراجه کی وفات کے ساتھ هی یه تجویز ختم هو گئی - دیکھو تاریخ مہاراجه رنجیت سنگھ مصنفه بھائی پریم سنگھ -

غرض سے مہاراجہ نے سلطان محمد اور پیر محمد خاں کو کوہاٹ اور ہشت نگر کے علاقہ میں تین لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر عطا کی - علاوہ ازیں پچیس ہزار کا علاقہ دوآبہ میں دیا - اور بھی بہت سے رئیسوں کو جاگیریں اور انعامات ملے -

فتح لداخ سنہ ۱۸۳۴ ع

جموں کے قرب و جوار کا کوہستانی علاقہ راجہ گلاب سنگھ کی نظامت میں تھا - گلاب سنگھ فطرتاً بڑا دوراندیش آدمی تھا - اُس نے تھوڑے ھی دنوں میں اپنی طاقت مستحکم کرلی اور موقع پاکر اپنے قابل جرنیل زورآور سنگھ کی کمان میں جرار لشکر لداخ کی جانب روانہ کیا - یہ سردار کشتوار کے راستے گھاٹیاں عبور کرتا ہوا سورو وادی میں جا پہنچا جہاں لداخ کے گورنر سے اُس کی مٹھ بھیڑ ہوئی - دو ماہ کی جنگ کے بعد لداخ کا حاکم خراج دینے پر مجبور ہو گیا - یہ آج تک کشمیر کی ریاست کا ایک حصہ ہے -

کنور نونہال سنگھ کی شادی - مارچ ۱۸۳۷ ع

کنور نونہال سنگھ کی شادی سردار شام سنگھ اٹاری والے کی بیٹی سے ہوئی تھی - اُن دنوں مہاراجہ کی طاقت پورے زوروں پر تھی - اِس وجہ سے یہ شادی نہایت شان و شوکت اور دھوم دھام سے کی گئی - دور دراز کے راجاؤں ' مہاراجوں ' گورنر جنرل اور بڑے بڑے انگریزی افسروں کو مدعو کیا گیا - چنانچہ انگریزی فوج کا کمانڈر انچیف سر ہنری فین اور اُس کی بیگم شادی میں شامل ہوئے - مہمانوں کی خاطر تواضع کا

انتظام اعلیٰ پیمانے پر کیا گیا تھا - اُن کے آرام و آسائش کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا کئے گئے - برات کی روانگی کے موقع پر تمام معزز مہمان آراستہ ہاتھیوں پر سوار تھے - یتیموں اور غربا میں تقسیم کرنے کے لئے مہاراجہ نے ہر ہاتھی پر دو دو ہزار روپیہ کی تھیلیاں رکھوا دی تھیں - سکھ حکومت کے ادنیٰ خادم سے لے کر اعلیٰ افسر تک ہر ایک زرق برق پوشاک میں ملبوس تھا - ملک کے ہر گوشہ سے لاکھوں کی تعداد میں بھیک منگے اکٹھے ہو گئے جو سڑک کے دورویہ کھڑے تھے - ان پر اشرفیوں اور روپیوں کی بارش ہو رہی تھی - میک گریگر لکھتا ہے کہ بارہ لاکھ سے زائد روپیہ غربا میں تقسیم کیا گیا - دیگر مورخین اِس کی تعداد بائیس لاکھ لکھتے ہیں - در اصل یہ رقم کسی حالت میں بھی بیس لاکھ روپیہ سے کم نہ تھی - *

سردار شام سنگھ نے بھی برات کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - ہر ایک مہمان کے لئے اُس کے رتبہ کے مطابق ضروری سامان مہیا کیا گیا - نیزہ بازی اور شمشیر زنی اور بازیگری کے عمدہ کرتب کرنے والوں نے براتیوں کو محظوظ کیا - جہیز میں گیارہ ہاتھی، ایک سو گھوڑے، ایک سو اونٹ، یک سو گائے، ایک سو ایک بھینس، پانسو کشمیری شالیں، بے شمار جواہرات اور بہت سا نقد روپیہ دیا - معزز مہمانوں کو بیش بہا خلعتیں دیں - اِس شادی پر سردار شام سنگھ کا

---

* اس شادی کے موقعہ پر مہاراجہ کو تقریباً ساڑھے چھ لاکھ روپیہ بطور تنبول کے وصول ہوا - اِس کی تفصیل کے لئے دیکھو عمدۃالتواریخ دفتر سوئم حصہ سوئم -

پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہوا * - قصہ کوتاہ کنور نونہال سنگھ کی شادی کیا تھی گویا زمانہ نہال ہو گیا - پنجاب کی تاریخ میں یہ قابل یادگار واقعہ ہے -

جنگ جمرود - اپریل ۱۸۳۷ع

سکھ گورنر کا پشاور میں تعینات ہونا دوست محمد خاں والیٔ کابل کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا - ۱۸۳۵ع میں اُس نے پشاور لینے کی ناکام کوشش کی - پھر اُس نے انگریزوں کے ساتھ ساز باز شروع کی - جب اُدھر سے بھی نااُمیدی ہوئی تو اُس نے ایک بار پھر رنجیت سنگھ سے دوچار ہونے کی ٹھان لی - یہ جان کر سردار ہری سنگھ نلوہ نے درہ خیبر کے ناکے پر اپنی طاقت کو اور بھی مستحکم کر لیا - اپریل ۱۸۳۷ع میں جمرود کے مقام پر افغانوں اور سکھوں میں بڑی خونریز جنگ ہوئی - بہادر سردار ہری سنگھ گھوڑے پر سوار میدان جنگ میں اپنی فوج کو جوش دلانے کے لئے اِدھر سے اُدھر بھاگتا پھرتا تھا کہ دشمن کی گولیوں سے موت کا شکار ہوا - اِس سانحہ سے خالصہ فوج میں سناٹا چھا گیا اور اُنہیں مجبوراً جمرود کے قلعہ میں پناہ لینی پڑی - مہاراجہ یہ خبر سنتے ہی بھاری کمک لیکر پشاور کی طرف روانہ ہوا اور رہتاس کے مقام پر قیام کیا - یہاں سے راجہ دھیان سنگھ کی سرکردگی میں خالصہ فوج تابل کوچ کرتی ہوئی بھاری

---

* سر لیپل گرفن ' پنجاب چیفس - جلد اول - صفحہ ۲۴۲ - اور عمدۃالتواریخ دفتر سوئم حصہ دوئم صفحہ ۳۷۷ -

توپوں کے ساتھ چھ روز کے قلیل عرصہ میں دو سو میل سے زیادہ سفر طے کر کے پشاور پہنچ گئی - سکھ کمک کو آتے دیکھ کر افغانوں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ واپس کابل بھاگ گئے -

سکھوں اور انگریزوں کی کابل پر چڑھائی - ۱۸۳۸ع

تلوار کے زور سے پشاور واپس لینے کی دوست محمد کی یہ آخری کوشش تھی - ۱۸۳۸ ع میں انگریزوں نے روس کی پیش بندی کرنے کی غرض سے دوست محمد سے رابطہ اتحاد قائم کرنا چاہا - دوست محمد نے اپنی دوستی اور امداد کے عوض انگریزوں سے یہ طلب کیا کہ وہ اُسے پشاور واپس دلانے میں مدد کریں - انگریز رنجیت سنگھ سے بگاڑنا نہ چاہتے تھے - چنانچہ دوست محمد خاں کے ساتھ رابطہ اتحاد کی گفت و شنید ختم ہو گئی - انگریزوں نے شاہ شجاع الملک کو کابل کے تخت پر بحال کرنا چاہا - رنجیت سنگھ بھی اِس شرط پر شاہ کی مدد کرنے پر آمادہ ہو گیا کہ وہ کابل کا بادشاہ بننے پر سندھ پار کے علاقہ پر ہمیشہ کے لئے اپنا دعوی چھوڑ دے - چنانچہ شاہ شجاع اور انگریزی فوج بہاولپور، سندھ اور درۂ بولان سے ہوتی ہوئی دوست محمد خاں پر حملہ‌آور ہوئی - یہ جنگ تاریخ میں جنگ افغانستان کے نام سے مشہور ہے - *

---

* اس موقعہ پر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے انگریزی فوج کو اپنے ملک میں سے گزرنے کی اجازت نہیں دی تھی - اس لئے اس فوج کو درۂ بولان والا لمبا سفر طے کرنا پڑا -

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا انتقال - ۲۷ جون ۱۸۳۹ع

ابھی جنگ افغانستان جاری تھی کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ یکایک بیمار ہو گیا - درحقیقت مہاراجہ پانچ سال سے بیماری کا شکار ہو رہا تھا - مگر اُس کے قوی اعضا اور شہ زوری نے اُسے بچائے رکھا - ۱۸۳۴ع میں رنجیت سنگھ پر فالج کا پہلا حملہ ہوا تھا جس وقت وہ بمشکل موت کے منھ سے بچا تھا۔ بعد ازاں مہاراجہ نے سلطنت کے انتظام کا کچھ حصہ اپنے دانا وزیر راجہ دھیان سنگھ کے سپرد کر دیا تھا - مگر پھر بھی پنجاب کی وسیع سلطنت کا بار اِس قدر بھاری تھا کہ جس کے نیچے مہاراجہ کی صحت دن بدن دبی جا رہی تھی - اُس کی تندرستی برابر گھٹتی جا رہی تھی حتیٰ کہ اپریل سنہ ۱۸۳۹ع میں مہاراجہ سخت بیمار پڑ گیا - اِس دفعہ مہاراجہ بھی اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا - ماہ مئی کے تیسرے ہفتہ میں اُس نے ایک دربار منعقد کیا جس میں کل اراکین سلطنت جمع ہوئے - مہاراجہ نے اپنے بڑے بیٹے شہزادہ کھڑک سنگھ کو راج‌تلک دیا - حاضرین دربار نے ولی‌عہد کو نذریں پیش کیں - راجہ دھیان سنگھ اُس کا وزیر مقرر ہوا - اِس بات کا اعلان کرنے کے لئے تمام صوبہ داروں اور فوجی افسروں کے نام سرکاری پروانے جاری کئے گئے * - مہاراجہ کی زندگی کا یہ آخری دربار تھا - اُس کے

---

* تفصیل کے لئے دیکھو عمدۃالتواریخ دفتر سوئم - حصہ پنجم - صفحہ ۱۴۷ و ۱۴۸ -

بعد مہاراجہ کا مرض دن بدن بڑھتا گیا اور وہ آخرکار ۲۷ جون بروز ویروار شام کے وقت اِس جہان فانی سے رحلت کر گیا -

مہاراجہ کا مرتک سنسکار - ۲۸ جون

اگلے روز مہاراجہ کا مرتک سنسکار نہایت دھوم دھام کے ساتھ کیا گیا - گرد و نواح کے ہزاروں لوگ اپنے پیارے مہاراجہ کے آخری سنسکار میں شامل ہونے کے لئے جوق در جوق جمع ہوئے - مہاراجہ کی ارتھی جہاز کی شکل کی بنائی گئی جس کو پورے شاہی طریقہ سے سجایا گیا اور لاہور کے بڑے بڑے بازاروں سے گذارا گیا - جوں جوں یہ جلوس چلتا جاتا تھا اُوپر سے ہزاروں روپیہ نچھاور کئے جاتے تھے - منشی سوہن لال لکھتا ھے کہ لوگوں کو مہاراجہ سے اِس قدر محبت تھي کہ وہ جنازہ کے ساتھ زار و زار رو رھے تھے - دریائے راوي کے کنارے مہاراجہ کی لاش کو آگ کی نذر کیا گیا - عین اُس وقت قلعہ سے توپخانے نے مہاراجہ کی آخری سلامی اُتاری - مہاراجہ کے ساتھ اُس کی کئی رانیاں اور داسیاں ستی ہوئیں -

خالصہ تاریخ کا نیا دور

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے ساتھ ھی خالصہ تاریخ کا ایک اھم باب بند ھوتا ھے - رنجیت سنگھ نے پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے اُٹھ کر پنجاب بھر میں عظیم‌الشان خالصہ سلطنت قائم کی - بلکہ پنجاب سے

باھر کے کئی ممالک مثلاً کشمیر، لداخ، پشاور اور جمرود اپنی قلمرو میں شامل کر لئے - اپنے زمانہ میں رنجیت سنگھ ایک لاثانی هستی تھا - اُس نے بے سروسامانی کی حالت میں اپنی زندگی شروع کی لیکن تھوڑے هی عرصہ میں وہ طاقت بہم پہنچائی کہ جس سے خالصہ کا چاروں طرف ڈنکا بجنے لگا - مرتے وقت رنجیت سنگھ ایک وسیع سلطنت، جرار اور قواعدداں فوج اور نقد و جنس سے پر خزانہ اپنے جانشین کے حوالہ کر گیا - رنجیت سنگھ اپنی ذاتی سعی سے آئندہ آنے والی خالصہ نسلوں کے سامنے اعلے درجہ کی مثال چھوڑ گیا - یہہ اُسی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ سکھ آج اپنے آپ کو ایک متحدہ قوم تصور کرتے هیں اور اِسی سکھ سلطنت کی بنا پر اپنے پولیٹکل حقوق گورنمنٹ سے طلب کرتے هیں رنجیت سنگھ کے انتظام سلطنت اور اُس کی ذاتی صفات کا ذکر هم اگلے باب میں کرینگے - یہاں صرف یہ بتا دینا هی کافی هے کہ انیسویں صدی میں رنجیت سنگھ کے برابر همارے ملک میں کوئی دوسرا شخص پیدا نہیں هوا -

پندرھواں باب

مہاراجہ کا مالی ، ملکی اور فوجی انتظام

مہاراجہ کی سلطنت

مہاراجہ کی وفات کے وقت اُس کی وسیع سلطنت کا رقبہ تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار مربع میل سے کچھ زیادہ تھا - جس کی ایک حد لداخ اور اسکردو کی جانب تبت تک پھیلی ہوئی تھی - دوسری جانب درۂ خیبر سے چل کر کوہ سلیمان کی پہاڑیوں سے ٹکراتی ہوئی جنوب میں شکار پور سندھ تک پہنچتی تھی - مشرق میں انگریزوں کے ساتھ دریائے ستلج حد فاصل مقرر ہو چکی تھی - یہ سلطنت چار بڑے بڑے صوبوں میں منقسم تھی جن کے نام مہاراجہ کے سرکاری کاغذات میں اِس طرح درج ہیں - (۱) صوبہ لاہور (۲) صوبہ دارلماں ملتان (۳) صوبہ جنت نظیر کشمیر (۴) اولکائے پشاور -

مہاراجہ کی آمدنی

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں سرکاری آمدنی مالیہ و دیگر وسائل سے حسب ذیل تھی جس کو نقشہ کی صورت میں درج کیا جاتا ہے -

نقشہ آمدنی سرکار خالصہ ۹-۱۸۳۸ع

[نوٹ ـــ مفصلہ ذیل رقومات دفتر مال کے سمبت 1895 بکرمی کے کاغذات اکٹھے جمع کی گئی ہیں - صوبہ‌جات کشمیر اور ملتان

کی آمدنی اجارہ کی شکل میں وصول کی جاتی تھی چنانچہ یہ رقومات ہم نے دفتر مال کے سمبت ۲-۱۹۰۱ بکرمی کے کاغذات سے لی ہیں جہاں ان صوبوں کا پنجسالہ حساب ایک جگہ درج کیا ہوا ہے - جاگیرات کی رقوم کسی ایک جگہ لکھی ہوئی موجود نہیں ہیں - یہ مختلف کاغذات سے حاصل کی گئی ہیں - یہ بھی قریب قریب درست ہیں -]

(۱) مالیات	(۱) صوبہ لاہور	۱۱۴۹۴۲۲۱	روپیہ
	(۲) صوبہ ملتان	۲۷۲۶۳۰۰	,,
	(۳) صوبہ کشمیر	۲۱۱۵۵۹۰	,,
	(۴) صوبہ پشاور	۱۲۲۱۶۳۰	,,
		۱۷۵۵۷۷۴۱ میزان	
(۲) نذرانہ	(۱) نذرانہ مشخصہ	۲۸۱۵۵۷	روپیہ
	(۲) ,, غیر مشخصہ	۳۲۲۱۰۰	,,
		۶۰۳۶۵۷ میزان	
(۳) سائرات وغیرہ	(۱) سائرات	۹۸۰۳۰۳	روپیہ
	(۲) آبکاری	۸۶۹۶	,,
	(۳) رسومات	۷۸۶۶۰	,,
	(۴) کان نمک	۴۶۳۹۷۵	,,
		۱۵۳۱۶۳۴ میزان	
(۴) جاگیرات	...	... ۸۸,۰۰,۰۰۰	

کل میزان آمدنی ... ۲۸۴۹۳۰۳۲ روپیہ سالانہ تخمیناً

[نوٹ — مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں چلنی روپیہ یعنی سٹنڈرڈ سکہ کو ضرب نانک شاہی امرتسریہ کے نام سے نام زد کرتے تھے - اس میں گیارہ ماشہ دو رتی چاندی ہوتی تھی -]

نقشہ خرچ سالانہ سرکار خالصہ

[نوٹ — مفصلہ ذیل رقومات مختلف کاغذات سے مختلف مدوں کے لئے اکٹھی کر کے جمع کی گئی ہیں - قریب قریب یہ تمام رقومات درست ہیں -]

(۱) صرف حضور	۴,۰۰,۰۰۰	روپیہ
(۲) سرکاران محل خاص	۴۱۰۰۰	,,
(۳) ضیافت وغیرہ	۱۵۰۰۰۰	,,
(۴) دھرم ارتھہ	۱۲۰۰۰۰	,,
* (۵) روزینہ داران	۷۶۰۰۰۰	,,
(۶) کارواران	۲۵۱۳۰۰	,,
(۷) جاگیرات اہلکاران	۳۹۶۰۰۰	,,
(۸) عملہ	۱۲۵۰۰۰	,,
† (۹) پنشن شہزادہا	۱۵۵۰۰۰	,,
(۱۰) انعامات و خلعت	۳۲۰۰۰۰	,,
(۱۱) گلاب خانہ	۲۰۰۰	,,
(۱۲) اصطبل خاص	۵۰۰۰۰۰	,,
‡ (۱۳) ذخیرہ جات	۱۵۰۰۰۰	,,
§ میزان کل	۳۳۷۰۳۰۰	میزان کل

* روزینہ دار سے مراد ایسے پنشن خوار یا جاگیردار سے ہے جس کو روزمرہ کے حساب سے نقد گذارہ کے لئے ملتا تھا -

† یہ پنشن شہزادہ ایوب شاہ ابدالی اور نواب سرفراز خاں ملتان والے کو ملتی تھی -

‡ گلاب خانہ سے مراد شفاخانہ ہے -

§ اس میزان میں فوج کا خرچ شامل نہیں ہے - وہ نقشہ خرچ فوج میں درج ہے اور اس کتاب کے اگلے صفحوں میں ملے گا -

انتظام سلطنت

مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنی سلطنت کے مالی و ملکی نظم و نسق کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکا - اس کی وجوہات صاف ظاہر ہیں - رنجیت سنگھ پڑھا لکھا شخص نہ تھا - اوائل عمر میں ہی باپ کا سایہ سر سے اُٹھ جانے کی وجہ سے ریاست کا بار اُس کے سر پر آ پڑا تھا - اس لئے وہ اپنی تعلیم کی طرف توجہ نہ دے سکا - اپنے والد سردار مہان سنگھ کی حین حیات میں بھی اُسے تعلیم حاصل کرنے کا کوئی موقعہ نہیں ملا - کیونکہ سردار مہان سنگھ اپنی چھوٹی سی ریاست کو مستحکم کرنے میں مشغول تھا - نیز رنجیت سنگھ نے ورثہ میں کوئی بڑی بھاری مملکت نہ پائی تھی جس کا انتظام کرنے میں اُسے نظم و نسق کے فن میں کسی بڑے پیمانہ پر عملی تجربہ حاصل ہو جاتا - علاوہ ازیں سکھ سردار پشتوں سے صرف ملک‌گیری کے علم سے ہی واقف تھے - مالی و ملکی نظم و نسق سے نہ انہیں کوئی خاص انس تھا اور نہ ہی اُس جنگ و جدل کے زمانہ میں اُنہیں اِس طرف توجہ دینے کی فرصت ملتی تھی - اس کام کو ان لوگوں نے اپنے ہندو منشی و متصدیوں کے سپرد کر رکھا تھا - رنجیت سنگھ نے یہی باتیں وراثت میں پائیں اور اُنھی حالات میں وہ پلا اور جوان ہوا - لڑکپن میں ہی اُسے دشمنوں سے اپنی ریاست بچانے کے لئے جد و جہد کرنی پڑی - بیس برس کی عمر سے پہلے ہی وہ لاہور پر قابض ہو گیا - اب اس کے دل میں

یہ نیک اور زبردست خواہش پیدا ہوئی کہ سکھوں کی منتشر شدہ طاقت کو یکجا اکٹھا کر کے فولادی سانچہ میں ڈھال دئے - چنانچہ شروع ہی سے اسکی توجہ اس اہم کام میں لگ گئی اور لگاتار پچیس سال تک وہ اسی فتوحات کے کام میں مشغول رہا -

مہاراجہ کے راستہ میں اور بھی مشکلات تھیں - انتظام کا یہ پہلو صرف ان اشخاص کی مدد سے پورا ہو سکتا تھا جو ریاستوں کے مالی و ملکی معاملات کے اُصولوں سے پوری واقفیت اور عملی تجربہ رکھتے ہوں - لیکن پنجاب میں گذشتہ ساٹھ ستر سال سے باقاعدہ حکومت کا سلسلہ ٹوٹ چکا تھا - اس لئے ایسی قابلیت کے آدمی کا ملنا محال تھا -

پھر بھی مہاراجہ نے سلطنت کے ان صیغوں کو ترقی دینے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی - وہ ہمیشہ ایسے اشخاص کی تلاش میں رہتا تھا - چنانچہ سنہ ۱۸۰۹ع میں جب گورنمنٹ کابل کا دیوان بھوانی داس دربار لاہور میں آیا تو مہاراجہ نے معقول تنخواہ اور جاگیر کا لالچ دےکر اُسے اپنے ہاں ملازم رکھ لیا - دیوان بھوانی داس نے ایک باقاعدہ دفتری حکومت کی بنیاد رکھی، دفاتر جاری کئے، خزانہ کا انتظام کیا، آمدنی و خرچ کے حسابات رکھے جانے لگے - ازاں بعد مہاراجہ نے دہلی سے دیوان گنگا رام اور پھر دیوان دینا ناتھ کو بلوایا جنہوں نے اِس صیغہ میں قابل‌قدر خدمات سرانجام دیں - جس روز سے یہ دفاتر

جاری ہوئے تب سے لیکر خالصہ حکومت کے اختتام تک تمام صیغوں کے کاغذات پنجاب گورنمنٹ کے ریکارڈ اوفس میں موجود ہیں - اُن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکی انتظام ایک خاصے اچھے طریقہ پر رائج تھا -

ملکی انتظام

صوبجات ملتان کشمیر اور پشاور کے انتظام کے لئے ناظم یعنی گورنر مقرر تھے - صوبۂ لاهور میں پرگنہ‌وار کاردار متعین تھے - بعد میں بہت سے پرگنے ملا کر اس صوبہ کے بھی بڑے بڑے حصے بنا دئے گئے تھے جن کے انتظام کے لئے کارداروں کے اوپر افسران اعلیٰ مقرر تھے - مثلاً جالندھر ' کانگڑہ ' وزیرآباد ' اور گجرات ' اِن اضلاع کا رتبہ چھوٹے چھوٹے صوبوں کے برابر سمجھا جاتا تھا - تمام انتظام کے لئے صوبہ کا ناظم ذمہ‌دار تھا - اِن حکام کے دلوں پر مہاراجہ کا خوف اِس قدر طاری تھا کہ وہ بدانتظامی کرنے کی جرات نہیں کر سکتے تھے - مہاراجہ اکثر اوقات تمام علاقہ کا دورہ کرتا تھا - علاقہ کے چودھریوں اور بر آوردہ اشخاص سے مل‌کر سرکاری افسروں کی نسبت حالات دریافت کیا کرتا تھا - مہاراجہ کو هر طرح سے اپنی رعایا کی بہتری اور بہبودی مقصود تھی اور رعایا بھی اُسے دل و جان سے محبت کرتی تھی - *

---

* کتنے هی دستورالعمل جس میں افسر ضلع کے فرائض درج ہوتے ہیں ہماری نظر سے گزرے ہیں - اِن سب میں زیادہ اہم فرض یہ بتلایا گیا ہے کہ رعایا کی بہتری هر افسر کا فرض اولین ہے -

معاملۂ زمین

زمین کے لگان کے طریقہ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کوئی خاص تبدیلی جاری نہیں کی - اُس زمانہ کے رواج کے مطابق ایک تہائی سے لیکر پیداوار کے نصف حصہ تک معاملہ زمین میں وصول کیا جاتا تھا - کاشتکار کو کئی قسم کی سہولیتں بہم پہنچائی جاتی تھیں - اکثر اوقات شاہی خزانہ سے روپیہ بطور تقاوی دیا جاتا تھا - زمینداروں کے مال مویشی اور ھل وغیرہ کوئی قرض‌خواہ وصولی قرضہ میں قرق نہیں کر سکتا تھا - نئے کوئیں کھدوانے میں کاشتکاروں کی حسب ضرورت مدد کی جاتی تھی - *

عدالتیں اور سزائیں

اُس زمانہ میں عدالتوں کا طریق سیدھا سادہ تھا - دیوانی مقدمات گاؤں کی پنچائتیں فیصل کرتی تھیں - انگریزی عملداری کے شروع ہونے تک پنچائتی طریقہ پنجاب میں پورے زوروں پر تھا - وصولی قرضہ کے مقدمات بھی تعلقہ کا کاردار علاقہ کے پنچوں کی مدد سے فیصل کرتا تھا - ڈگری کی تعمیل کے بعد سرکار پچیس فی صدی ڈگری‌یافتہ سے بطور کورٹ فیس لے لیا کرتی تھی - فوجداری مقدمات کارداروں کی عدالتوں میں

---

* رنجیت سنگھ کے طریقۂ مال کے مفصل حالات کے لئے دیکھو مصنف کا انگریزی میں لکھا ہوا مضمون جو کہ پنجاب ھسٹاریکل سوسائٹی کے سنہ ۱۹۱۸ء کے جرنل میں شائع ہوا تھا -

طے ہوتے تھے اور ملزموں کو سزائیں دی جاتی نہیں - چوری
کا سراغ لگانے میں پاؤں کا کھوج لگانے والوں سے مدد لی جاتی
تھی - جب نقش پا کسی گاؤں تک پہنچتا تھا تو چور کو
برآمد کرنے کی ذمہ داری تمام گاؤں پر عائد ہوتی تھی -
گاؤں کی پنچایت کوشش کرکے ملزم گرفتار کرا دیتی تھی -
موجودہ زمانہ کی طرح باقاعدہ جیل خانے نہ ہوتے تھے اور نہ
ہی مختلف اقسام کے جرائم کے لئے جدا جدا تعزیرات موجود
تھیں - عام طور پر جرمانہ کی سزا دی جاتی تھی - بہت یا
تھوڑے بھی لگائے جاتے تھے - بعض اوقات سخت جرم کی پاداش
میں جسمانی اعضا مثلاً ہاتھ ' ناک ' کان وغیرہ بھی کٹوا دئے
جاتے تھے - ہمارے مطالعہ میں کہیں بھی ایسا ذکر نہیں آیا
کہ مہاراجہ نے کسی کو پھانسی یا موت کی سزا دی ہو -
بلکہ اس کے برعکس ایک دو موقعہ پر ایسا ضرور ہوا ہے
کہ مہاراجہ نے اپنے گورنروں کو لعنت ملامت کی اور سخت
ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ انھوں نے ایک یا دو مجرموں
کو سزائے موت دی تھی * - اسی سلسلہ میں ایک اور
انگریز مورخ لکھتا ہے کہ میں نے ہاتھ کٹوانے کی سزا
پر جو کہ مہاراجہ نے میری موجودگی میں ایک شخص
کے لئے تجویز کی تھی جب حیرانگی ظاہر کی تو
رنجیت سنگھ نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ " ہم سزا

---

* تفصیل کے لئے دیکھو ہانگ برگر کی کتاب - " مشرق میں
پینتیس سال " -

ضرور دیتے هیں لیکن جان کسی کی نہیں نکالتے - "
بعض اوقات عجیب و غریب قسم کی سزائیں دی جاتی تھیں - مثلاً لوھا گرم کرکے مجرم کی پیشانی پر داغ دیا جاتا تھا یا منھ کالا کرکے گدھے پر دم کی طرف سوار کرکے مجرموں کو اکثر شہر کے گلی کوچوں میں پھرایا جاتا تھا - فوجی کاغذات میں ایک جگہ ذکر آتا ھے کہ جب سنہ ۱۸۴۱ میں لافونٹ فرنگی کی پلٹن کے سپاھیوں نے بغاوت کی تو اُن میں سے بعض کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا - کچھ سپاھیوں کو جرمانہ کی سزا دی گئی - کاھن سنگھ سپاھی کا ایک کان کاٹ دیا گیا اور اُس کے ماتھے پر داغ دیا گیا - جمعیت سنگھ نے اُبلتے تیل کی کڑاھی میں ھاتھ ڈال کر اپنے بےگناہ ھونے کا ثبوت دیا - چنانچہ اُسے نہ صرف معاف کیا گیا بلکہ اُسے سپاھی کے درجہ سے ترقی دیکر نایک مقرر کر دیا گیا * -

مہاراجہ کا خزانہ و توشہ‌خانہ

عمدةالتواریخ میں منشي سوھن لال نے ایک دو مرتبہ

---

* " کاھن سنگھ سپاھی یک گوش بریدہ بر طرف شد - داغ اندرون پیشانی دادہ بر طرف شد - جمعیت سنگھ سپاھی کھپلی دوم دست در کڑاھی انداختہ سوختہ نہ شد نایک گردید - طلب خود خواھد یافت - " تفصیل کے لئے دیکھو مصنف کا مضمون جو کہ جرنل اوف انڈین ھسٹري مدراس میں شائع ھوا تھا -

اِس بات کا ذکر کیا ہے کہ ابتدا میں مہاراجہ کے خزانہ میں روپیہ کی اس قدر قلت تھی کہ وہ اپنی فوج کی تنخواہ ادا کرنے سے معذور تھا - ایک مرتبہ فوج کو صرف دس ہزار روپیہ دینا تھا مگر وہ بھی دستیاب ہونا مشکل ہو گیا - آخر دیوان محکم چند نے مبلغ پانچ سو روپیہ مہاراجہ سے لےکر تھوڑی تھوڑی رقم فوج میں بانٹ دی اور پھر اُن کو ہمراہ لے کر وصول نذرانہ کے لئے دورہ پر نکل گیا اور چھوٹے بڑے سرداروں سے روپیہ جمع کرکے فوج کی تنخواہ ادا کی اور اس طرح سے مہاراجہ کی عزت بچائی - چالیس سال کی حکومت کے بعد مہاراجہ اپنے خزانہ میں کروڑوں روپیہ نقد، سونے کی مہریں، اور تقریباً بیس لاکھ روپیہ قیمت کے ہیرے جواہرات چھوڑ کر مرا - اِن کے علاوہ دنیا کا بہترین بےمثال اور انمول ہیرا کوہ‌نور مہاراجہ کے توشہ خانہ کو چار چاند لگا رہا تھا - سنہ ۱۸۴۹ع میں الحاق پنجاب کے وقت رنجیت سنگھ کا توشہ‌خانہ انگریزوں کے ہاتھ آیا جس کا افسر اعلیٰ ڈاکٹر لوگن مقرر ہوا - اُس نے اُن تمام اشیاء کی جو توشہ‌خانہ میں موجود تھیں فہرست تیار کی تھی - اُن میں نمونہ کے طور پر مفصلہ ذیل چند چیزوں کے نام اپنی بیوی کو ولایت لکھے تھے - کوہ‌نور، بےشمار قیمتی پتھر اور جواہرات، نقد و جنس، سونے چاندی کے پیالے، پلیٹیں، گلاس، لوٹے، کھانا پکانے کے برتن، کشمیر کے بیش‌قیمت دوشالے، چوغے اور جامہ‌دار وغیرہ، مہاراجہ کی سنہری کرسی، چاندی کی بارہ‌دری، کشمیری

چاندی اور شامیانہ معہ نقرئي چوبوں کے ' مرصع زرہ بکتر ' شاہ شجاع کا خیمہ ' گورو گوبند سنگھ کي کلغي ' حضرت محمد کی یادگاري اشیاء ' اور مہاراجہ کے والد سردار مہان سنگھ کي وہ پوشاک جو اُس نے اپني شادی کے موقع پر زیب‌تن کی تھی - * یہ قیمتي توشخانہ اور سیم و زر سے پر خزانہ رنجیت سنگھ کے زور بازو کا نتیجہ تھا -

مہاراجہ کا اصطبل

رنجیت سنگھ گھوڑوں کا بہت شوقین تھا - جہاں کہیں اُسے خوش شکل و خوش‌رفتار گھوڑے کا پتہ چلتا اُسے حاصل کئے بغیر نہ چھوڑتا - پچیس ہزار روپیہ کے گھوڑے ہر سال خریدے جاتے تھے - مہاراجہ کے اصطبل میں ایک ہزار نفیس گھوڑے رنجیت سنگھ کی سواری کے لئے مخصوص تھے - اِن میں سے کچھ خالص عربی نسل کے تھے اور بعض خالص ایراني نسل کے - اپنے زمانہ کے نادر اور چیدہ گھوڑے مثلاً اسپ لیلیٰ ' اسپ گوھربار ' اور اسپ سفیدپري وقتاً فوقتاً مہاراجہ نے سلطان محمد خاں والي پشاور سے حاصل کئے تھے - اُن کے لئے بیش‌قیمت زین اور ساز تیار کرائے گئے تھے - مہاراجہ خاص اشتیاق سے اُن کي سواری کرتا تھا - رنجیت سنگھ اپنے زمانہ میں یکتا شہسوار سمجھا جاتا تھا -

گھوڑوں کے علاوہ مہاراجہ کے اصطبل میں سیکڑوں ھاتھي

---

* دیکھو صفحہ ۱۸۲ لوگن اور دلیپ سنگھ -

جھولتے تھے - ھیوگل اپنے سفرنامۂ کشمیر میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے اصطبل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ھے کہ مہاراجہ کی اپنی سواری کے لئے عظیم‌الشان ڈیل ڈول کے تقریباً ایک سو ھاتھی تھے - اِن کی سجاوٹ اور سونے چاندی کے ھودے دیکھ کر ھیوگل حیران رہ گیا تھا - وہ لکھتا ھے کہ مہاراجہ ھاتھیوں کی سجاوٹ پر ھر سال ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ خرچ کرتا تھا اور اُن کے راتب وغیرہ پر چالیس ھزار سالانہ خرچ آتا تھا -

مہاراجہ کی فوج

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج کا بیشتر حصہ قواعدداں تھا - یہ فوج یوروپین فوجوں کی طرح پلٹنوں اور رسالوں میں منقسم تھی اور اُن کی طرح قواعد سیکھی ہوئی تھی - اِس فوج کی وردی بھی یوروپین فوجوں کی مانند جاکٹ اور پتلون پر مشتمل تھی -

قواعدداں فوج کی ضرورت

خالصہ فوج کو یوروپین طریقہ پر ڈھالنے کا خیال مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دل میں پہلے پہل غالباً سنہ ۱۸۰۵ع میں پیدا ھوا - اُن دنوں مرھٹہ راجہ جسونت راؤ ھلکر امرتسر میں مہاراجہ کے پاس پناہ‌گزین ھوا - جسونت راؤ کی فوج یوروپین طریقہ پر آراستہ و پیراستہ تھی - رنجیت سنگھ نے اِس فوج کی قواعد دیکھی - دوراندیش مہاراجہ فوراً بھانپ گیا کہ قواعدداں فوج میدان جنگ میں

ناتربیت‌یافته فوج پر ضرور سبقت لے جائیگی - سنه ۱۸۰۹ع میں مہاراجه نے امرتسر کے مقام پر مٹکاف کے چھوٹے سے قواعددان دسته کو بہادر اکالیوں سے بچشم خود لڑتے دیکھا - اس سے وہ قواعددان فوج کی فضیلت کا اور بھی زیادہ قائل ہو گیا - *

چنانچه مہاراجه نے اپنے دل میں فیصله کر لیا که وہ اپنی فوجوں کو یوروپین طریقه کی قواعد سکھائے - اُسے پخته یقین تھا که قواعد سیکھنے سے اس کی فوج ہر طرح فائدہ میں رہےگی - خالصه سپاھی دلیر جنگجو اور بہادر تو پہلے ھی تھا ' قواعد جاننے سے وہ ناقابل تسخیر ہو جائےگا ' یعنی سونے پر سوھاگے کا کام ھوگا - پھر مہاراجه کی فوج کے سامنے کوئی دشمن نه ٹھہر سکےگا -

اِس تجویز پر جلدی عمل‌در آمد کرنے کی ایک وجه یه بھی تھی که سنه ۱۸۰۹ع میں دریاے ستلج تک انگریز آن پہنچے تھے جن کی فوج مغربی قواعددانی میں ماھر تھی - چونکه مہاراجه قدرتی طور پر بہت دوراندیش تھا اِس لئے اس نے سوچا که اگر کبھی اُسے اپنے یوروپین ھمسایوں سے دو چار ھونے کی نوبت آ گئی کامیابی کے ساتھ مقابله کرنے کے لئے اُسے بھی قواعددان فوج رکھنی چاھیئے تاکه وہ کسی بات میں انگریزوں سے پیچھے نه رہ جائے -

---

* اِس کتاب کے کسی پہلے باب میں بھی اس بات کا ذکر آ چکا ھے -

کیا کیا طریقے اختیار کئے

رنجیت سنگھ نے شروع شروع میں اپنے خالصہ سپاهیوں کو انگریزي طرز کی قواعد سکھانے کے لئے ایسے شخصوں کو ملازم رکھا جو برٹش فوج میں نائکي وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے عہدوں پر مامور رہ چکے تھے اور اب یا تو وهاں سے بھاگ آئے تھے یا برطرف هو چکے تھے - اِن میں سے اکثر صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے باشندے تھے جنھیں پنجاب میں پوربیے یا هندوستاني کے نام سے پکارتے هیں - چنانچہ ابتدا میں مہاراجہ نے سکھوں اور پوربیوں کی ملی جلی پانچ پلٹنیں تیار کیں - *

بعد میں مہاراجہ نے بڑي معقول تنخواهیں دےکر فرانسیسي اور انگریز افسر اپني ملازمت میں لئے جنھوں نے خالصہ فوج کو بالکل یوروپین طریقہ پر تربیت دي - †

مگر رنجیت سنگھ کو اپنے مقصد کے حصول میں بڑي دقت پیش آئی - سکھ سپاهی گھوڑے پر چڑھ کر لڑنے کا عادي تھا اور پیادہ فوج میں بھرتي هو کر کندھے پر بندوق رکھکر لڑنے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا - نہ هی وہ اِس بات پر رضامند تھا کہ اُس پر کسي قسم کی فوجی پابندي عائد کی جائے - چنانچہ مہاراجہ کی جدید طرز کی

* چارلس مٹکاف نے یہ پلٹنیں اپني آنکھوں سے لاهور میں دیکھي تھیں - وہ اپنے خطوط میں اِس بات کا ذکر کرتا هے -

† اُن افسروں کی تفصیلوار فہرست اِس کتاب کے آخر میں دي گئي هے -

پلٹنوں پر اکثر اوقات خالصہ سپاہی ہنسی مذاق اور پھبتیاں اُڑاتے تھے - مگر مہاراجہ اپنی دھن کا پکا تھا اور یہ جانتا تھا کہ خالصہ سپاہی ابھی تک یوروپین طریقہ کی قواعد کی برتری کو نہیں سمجھے - اِس لئے مہاراجہ نے نوجوان سکھ لڑکوں کو جاگیر ، انعام ، اور دیگر قسم کے لالچ دے کر جدید طرز کی پیادہ پلٹنوں میں بھرتی کرنا شروع کیا - مہاراجہ اُن کی حوصلہ افزائی کی خاطر خود اُن کی قواعد دیکھتا ، اُن کے کرتب دیکھ کر خوش ہوتا ، اپنے ہاتھ سے انعام تقسیم کرتا تاکہ سکھ نوجوان خود بخود بھرتی ہونا شروع کر دیں اور اُن کے دلوں میں نئی پیادہ فوج کی قدر و منزلت بڑھ جائے - چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آٹھ دس سال کے اندر ہی اندر مہاراجہ کی لگاتار کوششیں بارور ہوئیں اور فوج کا یہ حصہ سکھوں میں مقبول عام ہو گیا * - مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے وقت سکھوں کی قواعدداں پیادہ فوج کی تعداد ستائیس ہزار تک پہنچ گئی تھی جو اکتیس پلٹنوں میں منقسم تھی جس کی ماہواری تنخواہ کا خرچ دو لاکھ ستائیس ہزار کے قریب تھا - †

---

* مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دفتر کے صیغۂ فوج کے کاغذات دیکھنے سے اِس بات کی تائید ہو سکتی ہے - اِن جدید پلٹنوں میں سنہ ۱۸۱۳ع سے پیشتر کے کاغذات میں اکثر اوقات پوربئے ، ہندوستانی ، گورکھے اور پٹھان سپاہیوں کے نام آتے ہیں - اُس کے بعد سکھوں کے نام زیادہ ہیں -

† پیادہ فوج کی تفصیل کے لئے دیکھو مصنف کا مضمون جو جرنل اوف انڈین ہسٹری فروری سنہ ۱۹۲۲ع میں شائع ہوا تھا -

مہاراجہ کا توپخانہ

پیادہ فوج کي طرح مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنے توپخانے کو بھی بہتر کرنے کے لئے خاص کوشش کی - سچ تو یہ ھے کہ یوروپین اقوام کے ھند میں وارد ھونے سے پیشتر ھمارے ملک میں توپاندازي کے علم کو ٹھیک طور پر سمجھنے والے بہت کم آدمي تھے - مغلوں کا توپخانہ اور گولہانداز ھماري نظر میں خواہ کتنے ھي اچھے تھے مگر یوروپین توپوں کے مقابلہ میں ان کي توپیں کچھ ھستي نہ رکھتي تھیں - یہي حال مغلوں کے بعد بھي رھا - سکھ مثلداروں کے پاس نہ تو بہت سی توپیں تھیں اور نہ اُنھیں توپخانہ کي سائنس سے زیادہ واقفیت تھی - مہاراجہ یہ امر بخوبي سمجھتا تھا کہ میدان جنگ میں توپخانہ کي برستي ھوئي آگ کے مقابلہ میں سواري فوج زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتي - اُس نے اِس نئے اور مؤثر ھتھیار کو خالصہ فوج میں رائج کرنے کا شروع حکومت سے ھي مصمم اِرادہ کر لیا تھا - چنانچہ زر کثیر خرچ کرکے کئي جگہ توپیں ڈھالنے کے کارخانے قائم کئے - پنجاب کے مختلف مقامات سے لائق مستري طلب کئے اور اُنھیں اِس کام پر لگایا گیا - مہاراجہ کي کوشش کا یہ نتیجہ ھوا کہ پنجاب کے مستریوں نے فن توپسازي میں جلدي ھي کمال حاصل کر لیا اور خالصہ فوج کے لئے عمدہ خوبصورت اور کارگر توپیں تیار کیں - مہاراجہ کے کارخانہ کي ساختہ توپیں یورپ کی توپوں سے کسی طرح گھٹیا نہ تھیں بلکہ

کئي یوروپین فوجي افسروں کي رائے میں اُن سے بہتر تھیں - سنہ ۱۸۳۱ع میں لارڈ ولیم بنٹنک نے مہاراجہ کو چند توپیں بطور تحائف دي تھیں - مہاراجہ نے اُسي نمونہ پر اور بہت سی توپیں تیار کرائیں - چھ برس بعد جب سر ھنري فین برٹش کمانڈر انچیف لاھور آیا تو وہ لارڈ ولیم بنٹنک والي توپوں کو نہ پہچان سکا * -

مہاراجہ نے اپني توپوں کو بڑے دلفریب نام دے رکھے تھے ' مثلاً جنگ بجلي ' فتح جنگ ' ظفر جنگ ' نشتر جنگ ' شیر دھان ' سورج مکھي ' وغیرہ - ھر توپ کا نام اور سال ساخت اُس پر کندہ ھوتا تھا - اُس کے علاوہ کچھ اور بھی عبارت ھوتی تھی - بعض اوقات شعر کندہ ھوتے تھے جن کی تاریخ ساخت حروف ابجد کے ذریعہ معلوم کر سکتے تھے -

مہاراجہ کے توپخانہ میں اُس کی وفات کے وقت بڑي اور چھوٹی توپیں ملاکر چار سو ستر کے قریب تھے - جس کے گولہ‌اندازوں کي ماھواري تنخواہ تینتیس ھزار کے لگ بھگ تھي † - گولہ‌اندازي کے کام میں سکھ سپاھي اِس قدر

---

* توپوں کے کارخانہ کي اِس قدر حیرت‌انگیز ترقي میں مہاراجہ کے افسر سردار لہنا سنگھ مجیٹھیہ کا بہت حصہ تھا - یہ سردار علم جوتش ' ریاضي اور سائنس میں خداداد لیاقت رکھتا تھا - اُس کے مفصل حالات کے لئے دیکھو پنجاب چیفس جلد اول -

† اِن میں وہ توپیں شامل نہیں ھیں جو مختلف قلعوں میں رکھي ھوئي تھیں - چھوٹي ھلکي توپوں کو زنبورک بولتے تھے - یہ اونٹوں کے پشت پر رکھکر چلائي جاتي تھیں - توپخانہ کے مضمون پر دیکھو مصنف کا مضمون جو جرنل اوف انڈین ھسٹري ستمبر سنہ ۱۹۲۲ع میں شائع ھوا تھا -

ماہر ہو گئے تھے کہ جب سنہ ۴۶-۱۸۴۵ء میں سکھوں اور انگریزوں کے درمیان جنگ ہوئي تو سکھ گولہ‌اندازوں نے برتش توپخانہ کا کمال درجہ کي استعداد و بہادري سے مقابلہ کیا اور دشمن نے بھی اُن کي بےاختیار تعریف کی -

جدید رسالہ فوج

پیدل فوج اور توپخانہ کے علاوہ مہاراجہ نے سواري فوج میں بھی کم و بیش ترمیم کي اور جدید قسم کے رسالے تیار کئے جن کو مہاراجہ کے فرانسیسي افسر جنرل الارڈ نے ترتیب دیا - مگر اِس حصہ فوج کو بہت توجہ نہیں دی گئي کیونکہ گھوڑے پر سوار ہوکر جنگ کرنے میں خالصہ سپاھی پہلے ھی ماہر تھا اور نہ ھي وہ اپنے قدیم طریقۂ جنگ کو بدلنے پر رضامند تھا -

قدیم گھڑسوار فوج

قدیم طریقہ کي سواري فوج میں زیادہ‌تر سکھ سپاھی تھے - اِس سپاہ کا کثیر حصہ اُن سپاھیوں کا مجموعہ تھا جو کسی وقت اُن خودمختار سرداروں کی ملازمت میں تھے جو وقتاً فوقتاً مہاراجہ نے مفتوح کئے - سرداروں کو مغلوب کرنے کے بعد مہاراجہ اُن کی سپاہ اپنے ھاں ملازم رکھ لیتا تھا کیونکہ رنجیت سنگھ کا قاعدہ تھا کہ نہ تو وہ کسي بہادر سپاھي کو ھاتھ سے کھوتا تھا اور نہ مفتوح سرداروں اور اُن کي سپاہ کو بےسروسامانی کی حالت میں چھوڑ کر اپنے لئے دشمنوں کی تعداد بڑھاتا تھا - " ملک خدا تنگ نیست پائے

گدا لنگ نسیت " کے مقولہ پر عمل کرتا تھا - مہاراجہ اُن کی طاقتوں کو مشغول رکھنے کے لئے اُنھیں خالصہ سلطنت کو وسیع کرنے میں مصروف رکھتا تھا - مہاراجہ کی وفات سے ایک سال پہلے اِس فوج کی تعداد گیارہ ہزار کے قریب تھی جن کی سالانہ تنخواہ بتیس لاکھ روپیہ کے لگ بھگ تھی -

جاگیرداروں کی فوج

اِس فوج کے علاوہ بڑے بڑے جاگیرداروں کے پاس بھی قدیم طریقہ کی سواری فوج تھی - جاگیرداری فوج کا دستور ہندوستان میں مسلمانوں کے زمانہ سے برابر چلا آتا تھا - سکھ مثلداروں نے بھی اِس طریقہ کو جاری رکھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھی اِسے بدستور رہنے دیا گو بعد میں رفتہ رفتہ مہاراجہ اُسے کم کرتا گیا - سکھ سرداروں کے جاہ و حشمت کو برقرار رکھنے کے لئے مہاراجہ اُنھیں جاگیریں دیا کرتا تھا - اُن کے لئے یہ لازمی تھا کہ وہ مہاراجہ کے لئے فوجی خدمات سرانجام دیں - چنانچہ ہر جاگیردار کو جاگیر کی حیثیت کے مطابق سواروں کی خاص تعداد اپنی ملازمت میں رکھنی پڑتی تھی اور مہاراجہ کے طلب کرنے پر انھیں جنگ میں شامل ہونا پڑتا تھا - اس فوج کے اسلحہ پوشاک اور سواری کا کل انتظام جاگیردار کے ذمہ ہوتا تھا - یہ تمام شرائط جاگیر کے پٹہ‌نامہ میں درج ہوتی تھیں اور ہر ایک سوار اور اس کے گھوڑے کا حلیہ رکھا جاتا تھا جس کی نقل سرکاری دفتر میں رکھی جاتی تھی تاکہ جاگیردار کسی قسم کا دھوکا نہ دے سکے - یہ تمام باتیں صرف کاغذ تک ہی محدود نہ

تھیں بلکہ اُن پر مہاراجہ کے عہد حکومت میں پورے طور پر عمل
کیا جاتا تھا - جاگیرداروں کی فوج کی وقتاً فوقتاً پڑتال
کی جاتی تھی اور فرق نکلنے پر بڑے سے بڑے سردار کو بھی
سزا دینے میں گریز نہیں کیا جاتا تھا * - مہاراجہ کے دفتر
کے کاغذات سے اِس فوج کا مکمل پتہ نہیں چلتا مگر ہمارے
اندازہ کے مطابق اُس کی تعداد مہاراجہ کی وفات کے وقت
پانچ چھ ہزار سے کم نہ تھی کیونکہ اُس کے خرچ کے لئے
پچیس لاکھ سالانہ سے کچھ زیادہ کی جاگیر مخصوص تھی -

خالصہ فوج کی بہادری کا سکہ

یورپین اقوام کے ہند میں وارد ہونے کی وجہ سے یہاں
کا قدیم طریقہ جنگ کارگر نہ رہا تھا اور نتیجہ یہ تھا
کہ ہندوستانی فوج یورپین سپاہ کے مقابلہ میں ہر دفعہ
شکست کھاتی تھی - مہاراجہ کی تیز بینی ' عاقبت اندیشی '
فہم و فراست نے یہ سب کچھ ایک دم بھانپ لیا تھا - اور
اُس کی ہی لگاتار کوششوں کی وجہ سے خالصہ فوج ناقابل
تسخیر سپاہ سمجھی جانے لگی تھی - چنانچہ جب ۱۸۴۶ع
میں انگریزوں اور سکھوں کی چار بڑی خونریز لڑائیاں
ہوئیں تو اُس وقت اگرچہ مہاراجہ مر چکا تھا اور سپاہ کی
رہنمائی کرنےوالا کوئی دیانتدار اور ہمدرد افسر موجود نہ
تھا لیکن پھر بھی خالصہ فوج انگریزی سپاہ کے عین ہم

* ایک بار اسی قسم کی غلطی کیلئے سردار ہری سنگھ نلوہ جیسا بڑا
جاگیردار سزا کا مرتکب ہوا تھا - دیکھو عمدۃالتواریخ دفتر دوئم صفحہ ۲۷۱ -

پلہ اتری - برٹش فوج کا کمانڈر انچیف لارڈ گف خود اِس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ " اگر خالصہ فوج میں اُس وقت کوئی قابل جرنیل موجود ہوتا جو اُنہیں پورے طور پر اُن کے فنون جنگ دکھلانے کا موقعہ دیتا تو ہم نہیں کہ سکتے کہ اِس جنگ کا کیا نتیجہ ہوتا " -

یوروپین لوگوں کی رائے

انگریز اور دیگر یوروپین سیاح مہاراجہ کے دربار میں اکثر آیا جایا کرتے تھے - مہاراجہ اُنہیں اپنی فوج کے کرتب دکھلایا کرتا تھا - انہوں نے جو رائے خالصہ فوج کی نسبت قائم کی تھی اُن میں سے چند ہم ذیل میں درج کرتے ہیں -

ولیم اوزبرن اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ پر لکھتا ہے کہ ۲۴ جون ۱۸۳۸ع کی صبح کو ہم مہاراجہ کے توپخانہ کی پریڈ دیکھنے گئے - ہم اُن کی چاندماری دیکھکر بہت حیران ہوئے - دو سو گز کے فاصلہ سے سکھ گولہ‌اندازوں نے چاند پر ایسی عمدگی سے نشانہ لگایا کہ پہلے ہی وار میں چاند کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے - آٹھ سو گز سے بارہ سو گز کے لمبے فاصلہ کی چاندماری بھی ایسی ہی بےخطا نکلی - ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب ہم کو یہ معلوم ہوا کہ اِس قسم کے گولے اور توپیں تھوڑا عرصہ ہوے ہی رائج کئے گئے ہیں -

بیرن ہیوگل آسٹریا کا ایک سیاح ۶-۱۸۳۵ع میں لاہور آیا - وہ اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ رنجیت سنگھ

نے کئی بار مجھے اپنی افواج کے فنون جنگ دکھانے کا شرف بخشا - میں ہر دفعہ اُن کی پھرتی ، بارعب چہرے اور بے خطا چاندماری دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں - میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ فوج اتنے ہی عرصہ کی بھرتی شدہ یورپین فوج کی نسبت بدرجہا بہتر ہے - اِن کی فوجی قابلیت دیکھ کر میں یقین واثق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ فوج باہر سے آئے ہوے دشمن کی فوج پر فتح پائیگی - آسٹریا کی فوجیں ٹھیک نشانہ لگانے میں شہرہ آفاق ہیں لیکن خالصہ فوج اُن سے بھی بڑھی ہوئی ہے - جتنی گولیاں اور گولے انہوں نے چلائے سب کے سب نشانہ پر بیٹھے ، کوئی خالی نہیں گیا -

مسٹر بار اور ولیم اوزبرن نے ایک جگہ لکھا ہے کہ خالصہ فوج مارچنگ کے وقت اِس ترتیب سے پاؤں اُٹھاتی ہے جیسی انگریزی یا دیگر یوروپین افواج - مگر خالصہ سپاہ لمبا کوچ کرنے میں ہماری فوجوں سے بڑھی ہوئی ہیں - وہ بآسانی ایک مقام سے دوسرے مقام تک کوچ کر سکتی ہیں - کوچ کے وقت ہماری فوجوں کی طرح باربرداری کی زیادہ محتاج نہیں - ہر ایک رجمنٹ کے ساتھ ایک ٹھیکہ‌دار ہوتا ہے جو ان کی ضروریات پوری کرتا ہے - جتنے وقت اور خرچ میں تیس ہزار سکھ فوج بڑی آسانی سے کوچ کر سکتی ہے اتنے ہی وقت اور خرچ میں ہماری تین ہزار فوج بمشکل کوچ کر سکتی ہے -

مہاراجہ کی فوجی طاقت

مندرجہ ذیل نقشہ پر سرسری نظر ڈالنے سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوجی طاقت اور اُس کے خرچ کا پورے طور پر اندازہ لگایا جا سکتا ھے - *

نقشہ فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ - سنہ ۳۹-۱۸۳۸ع

کیفیت		تعداد نفری	تنخواہ سالانہ روپیوں میں
۱ — قواعدداں فوج			
(ا) پیادہ	...	۲۸۶۰۰	۲۷۵۰۰۰۰
(ب) رسالہ ...	...	۳۶۰۰	۱۲۳۰۰۰۰
(ج) توپخانہ	...	۳۸۰۰	۴۰۰۰۰۰
۲ — فوج سواری			
(ا) ڈیرہ ماتحت سرداران		۹۶۰۰	۲۵۲۰۰۰۰
(ب) گھڑچڑھا خاص	...	۱۲۰۰	۶۳۶۰۰۰
(ج) ڈیرہا جاگیرداران	...	۳۴۰۰	۱۶۰۰۰۰۰
۳ — فوج قلعجات	...	۱۰۰۰۰	۶۰۰۰۰۰
میزان کل	...	۷۲۲۰۰	۹۷۳۶۰۰۰
۴ — انگریز اور فرانسیسی افسروں کی تنخواہ جو کاغذات میں الگ درج ھے -			۲۰۰۰۰۰ تخمیناً
			۹۹۳۶۰۰۰ سالانہ

* یہ نقشہ جات مصنف نے تقریباً گیارہ سال گذرے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دفتر کے فوجی کاغذات مطالعہ کرکے تیار کئے تھے -

[نوٹ — مندرجہ بالا رقومات کے علاوہ تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ سے زاید فوجي محکمہ پر اور خرچ ہوتا تھا - اِس میں فوج کي وردي ' باربرداري کا سامان اور میگزین وغیرہ کے اخراجات شامل تھے یعني فوجي محکمہ پر کل خرچ ایک کروڑ سات لاکھ چھتیس ہزار روپیہ کے قریب آتا تھا جو کہ مہاراجہ کي کل آمدني کا تقریباً ۳۸ في صدي ہوتا ھے -]

نقشہ شرح تنخواہ ماھواری

جو رنجیت سنگھ کے عہد میں سپاھیوں اور افسروں کو ملتي تھي

عہدہ		ابتدائي تنخواہ روپیہ	إنتہائي تنخواہ روپیہ
جرنیل	...	۴۰۰	۴۶۰
کرنیل	...	۳۰۰	۳۵۰
کمیدان	...	۶۰	۱۵۰
اجیٹن	...	۳۰	۶۰
میجو	...	۲۱	۲۵
صوبیدار	...	۲۰	۳۰
جمعدار	...	۱۵	۲۲
حولدار	...	۱۳	۱۵
نائک	...	۱۰	۱۲
سارجنٹ	...	۸	۱۲
فوریر	...	۷½	۱۰
سائر (سپاھی)	...	۷	۸½

عملہ — جس میں خلاصي ، سقہ ، گھڑیالی ، ساربان ، علم‌بردار اور لانگري شامل تھے - فی کس بحساب چار روپیہ پاتے تھے - البتہ بیلدار کو پانچ روپیہ اور مستري کو چھہ روپیہ ماھوار ملتا تھا -

مہاراجہ کي پالیسي

مہاراجہ بلا شک و شبہ چوٹي کا اعلیٰ‌ترین ملکي مدبر تھا - اُس کی زبردست چالوں کا مفہوم اُس کے درباري پورے طور پر نہیں سمجھ سکتے تھے - در حقیقت مہاراجہ کي پالیسي اِتني گہري اور دوراندیشي کی ھوتی تھی کہ بڑے سے بڑے سردار کي تیزبین نگاھیں بھي وھاں تک نہ پہنچ سکتی تھیں - سچ تو یہ ھے کہ رنجیت سنگھ فطرت اِنساني کا جوھري تھا - اُس کی اکثر اَوقات یہی کوشش ھوتی تھی کہ دشمن کو زیر کرکے بھی اُسے یہ محسوس نہ ھونے دیوے کہ اُس کي پہلي اور موجودہ عزت میں فرق آ گیا ھے - ایسے اشخاص جلھیں سلطنتیں قائم کرنے کي ھوس ھوتی ھے بلا تامل ملک‌گیری کي پالیسي پر عمل کیا کرتے ھیں - چنانچہ رنجیت سنگھ نے بھي عمر بھر اِسی حکمت عملي پر عمل کیا - اِسي لئے ھماري رائے میں اُس کي فتوحات کے اسباب کی جستجو کرنا بےسود ھے - ھمیں اُس کا مدعا یہي نظر آتا ھے کہ سکھ قوم کے پراگندہ شیرازہ کو یکجا جمع کرکے زبردست طاقت بنایا جائے - اِسي جستجو میں مشغول مہاراجہ نے ملتان ،

کشمیر ، پشاور اور لداخ تک کے دور و دراز ممالک فتح کرکے ان پر خالصہ کا جھنڈا بلند کیا - ہمیں اِس میں ذرا بھی شک معلوم نہیں ہوتا کہ اگر سنہ ۱۸۰۹ع میں سرکار انگریزی کی حد دریائے ستلج تک قائم نہ ہو جاتی تو مہاراجہ اپنی فتوحات کا میدان دریائے جمنا کے کنارے تک ضرور وسیع کر لیتا -

فرحت‌بخش عنصر

لیکن اس جوش میں آکر مہاراجہ نے سب کچھ نہیں بھلا دیا تھا - اُس کی ملک‌گیری کی پالیسی میں یہ فرحت‌بخش عنصر بھی شامل تھا کہ وہ مفتوح شدہ حاکموں کو دھکا دے کر باہر نہیں نکال دیتا تھا بلکہ ان کی حیثیت اور لیاقت کے مطابق انہیں اپنی ملازمت میں ذمہ‌داری کے عہدوں پر فائز کرتا تھا - ان کے آرام و آسائش کے لئے بڑی بڑی جاگیریں عطا کرتا تھا - یہ فراخدلی صرف سکھوں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ مسلمان گورنروں کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جاتا تھا - نواب قطب الدین خاں والی قصور ، نواب حافظ احمد خاں والی ملکیرہ ، نواب سرفراز خاں والئے ملتان اور دیگر سب چھوٹے بڑے رؤسا کو مہاراجہ کی طرف سے جاگیریں اور پنشنیں ملتی تھیں - دربار میں اُن کی عزت و توقیر اُن کے درجہ کے مطابق کی جاتی تھی -

مذہب و ملت کا سوال

مہاراجہ کی سلطنت تمام سکھوں کی یکساں حکومت تھی ہر ایک سکھ کو بلالحاظ درجہ و مرتبہ پورے اور برابر

برابر حقوق حاصل تھے - مگر غیر سکھوں کے لئے بھی اُن کی لیاقت اور قابلیت کے مطابق راج دربار کے دروازے کھلے تھے - در حقیقت ھماري رائے میں مہاراجہ کے عہد حکومت میں مذھب و ملت کا سوال کبھی پیدا ھي نہیں ھوا - سرکاري ملازمت میں کبھي بھي یہ سوال دوپیش نہیں آیا - ابتدا میں مہاراجہ کے توپخانہ کا افسر اعلی میاں غوث خاں تھا - اُس کی وفات پر اس کا بیٹا سلطان محمود خاں بڑھتے بڑھتے اپنے باپ کے عہدہ پر پہنچ گیا - فقیر عزیزالدین کے درجۂ مصاحبي کے برابر دربار میں کسي دوسرے شخص کو اتنا رتبہ حاصل نہیں ھوا - ملکی سفارتوں کے نازک کار خاص پر فقیر عزیزالدین ھي ممتاز کیا جاتا تھا - دیوان محکم چند اور مصر دیوان چند خالصہ فوج کے چیدہ اور برگزیدہ جرنیلوں میں سے تھے - دیوان موتی رام اور دیوان ساون مل چوٹي کے گورنر تھے جن کي تحویل میں مہاراجہ نے اپنے سب سے بڑے صوبے سپرد کئے ھوئے تھے - دیوان ساون مل کا نام ملتان کے لوگ آج تک بڑے فخر اور محبت سے لیتے ھیں - اُس کی چوبیس سالہ عہد گورنري میں صوبۂ ملتان ترقی کے عروج پر پہنچ گیا تھا - دیوان بھوانی داس ، دیوان گنگا رام اور راجہ دینا ناتھ کي نگراني میں تمام سلطنت کي آمدني و خرچ کا حساب رھتا تھا - سرکاري خزانہ اور توشہ‌خانہ مصر بیلي رام اور اس کے بھائیوں کے تحت میں تھا - میاں راجہ دھیان سنگھ اور اس کے بھائي میاں راجہ گلاب سنگھ ڈوگرہ کو جس قدر رسوخ مہاراجہ کے دربار میں اس کي زندگي کے

آخري حصہ میں تھا وہ شاید ھي کسي دوسرے درباري کو
حاصل ھوا - غرضیکہ ھم اس سوال کو خواہ کسي پہلو سے
مطالعہ کریں ھمیں اس کا ایک ھی جواب نظر آتا ھے
یعني مہاراجہ کي انتظامیہ پالیسی وسیع دریادلي پر مبنی
تھي اور اس میں مذھب و ملت کي رو رعایت ذرا بھی
روا نہ رکھي گئي تھي - *

---

* اکثر اوقات یہ کہا جاتا ھے کہ مہاراجہ کے دربار میں ان ناموافق
اور مخالف عناصر کي موجودگي ھي آخر میں سکھہ سلطنت کے زوال کا
ایک زبردست باعث ھوئي خصوصاً ڈوگرہ اور برھمن عنصر سکھہ مذھب اور
خالصہ تمناؤں کے ساتھہ کوئي مطابقت نہ رکھتے تھے - ھم یہاں یہ بحث
نہ چھیڑینگے کہ اس نقطۂ خیال میں کس قدر سچائی اور کس قدر مبالغہ
ھے - اس مسئلہ پر اسي سلسلہ کي دوسری جلد میں با تفصیل اور مکمل
طور سے بحث کی جائیگي -

سولھواں باب

مہاراجہ کے ذاتی اوصاف

مہاراجہ کي شکل و صورت

رنجیت سنگھ میانہ قد کا انسان تھا - آوائل عمر میں ھي چیچک نکل آنے کی وجہ سے اس کا چہرہ بدشکل ہو گیا تھا اور ایک آنکھ بھي بند ھو گئی تھي - مگر نظام قدرت میں ھمیں عوض معاوضہ کا قانون کام کرتا نظر آتا ھے - اگر رنجیت سنگھ کو خوبصورتي کا ورثہ کم ملا تھا تو قدرت نے عقل دوراندیشي اور تیزفہمي کئی گنا زیادہ دےکر یہ کمي پوری کر دی تھی -

بہت سے یورپین اور ھندوستاني اصحاب مہاراجہ کے دربار میں آیا جایا کرتے تھے - انہوں نے مہاراجہ کے قد و قامت اور اوصاف کا ذکر کیا ھے - وہ لکھتے ھیں کہ گو رنجیت سنگھ شکل میں خوبصورت نہ تھا مگر اس کے چہرہ سے ایسا رعب برستا تھا کہ دیکھنےوالوں کے دلوں پر خود بخود اس کي بہادری اور دلیری کا سکہ جم جاتا تھا - مہاراجہ کی سفید ڈاڑھی اتنی لمبی تھی کہ اس کی ناف تک پہنچتی تھی جس سے اس کا چہرہ سڈول اور بھرا ھوا معلوم ھوتا تھا - اس کا بدن بڑا چست اور پھرتیلا تھا - مہاراجہ کی پوشاک سیدھی سادی اور صاف

ستھری ہوتی تھی گو رنجیت سنگھ اکثر اپنے درباریوں کو عمدہ اور قیمتی پوشاک زیب‌تن کرنے کے لئے ہدایت کیا کرتا تھا -

اطوار و معمول

مہاراجہ اپنے اطوار میں بہت سادہ تھا - سلطنت کے وزیراعظم سے لے کر محل کے خانگی ملازموں تک کھلم کھلا بغیر جھجک بات چیت کرتا تھا - بعض اوقات ہنسی مذاق سے بھی گریز نہ کرتا تھا اور جواب میں مذاق سن کر کبیدہ خاطر نہ ہوتا تھا - حافظہ اس قدر تیز تھا کہ معمولی درجہ کے ملازموں تک کے نام یاد تھے - اُنہیں نام سے پکارتا تھا - موقع دیکھ کر بڑوں کے ساتھ بڑا اور چھوٹوں کے ساتھ چھوٹا ہو جایا کرتا تھا - غربا کی عرضداشت خود سنا کرتا تھا - اُن کی تسلی و تشفی کرتا اور تسکین دیتا - اپنے ہاتھوں سے اُنہیں انعام و اکرام دیتا - اِنہی وجوہات سے وہ ہردل‌عزیز تھا - مگر اس کے باوجود بھی مہاراجہ کا رعب اس قدر تھا کہ بڑے سے بڑا افسر بھی خوف کے مارے کانپتا تھا -

سیر و شکار کا شوق

رنجیت سنگھ کو لڑکپن سے ہی سواری کا بہت شوق تھا - بڑا ہوکر وہ ایسا بےدھڑک شہسوار بن گیا تھا کہ اس کے پلہ کا چابک‌سوار شاید ملک بھر میں ملنا دشوار تھا - یہ وجہ تھی کہ مہاراجہ کو اپنے اصطبل میں عمدہ سے عمدہ

گھوڑے رکھنے کا ازحد شوق تھا - مہاراجہ شکار کا بھی بے حد شائق تھا - جب کبھی سرکاری کام سے قدرے فراغت ملتی تو مہاراجہ اپنے چیدہ بہادر سپاہیوں کو ساتھ لے کر شکار کے لئے نکل جاتا - شیر اور چیتے کے شکار سے اُسے خاص رغبت تھی جن کو وہ نیزہ یا آبدار تلوار کی نوک سے مارا کرتا تھا - منشی سوہن لال نے روزنامچہ رنجیت سنگھ میں کئی موقعوں پر یہ درج کیا ھے کہ خواہ فوج کے کوچ کے وقت یا خواہ دورہ کے وقت جب کبھي مہاراجہ کو خبر موصول ھوئي کہ قریب کے جنگل میں شیر یا چیتا رھتا ھے تو فوراً اس نے سو کام چھوڑ کر اپني توجہ شکار کي طرف مبذول کي -

بہادري کے اوصاف

رنجیت سنگھ نہایت ھي نڈر اور بے خوف تھا اور وہ پیدائشي جنگجو سپاھي تھا - ایام جواني میں وہ ھمیشہ فوج کی کمان اپنے ھاتھ میں رکھتا تھا - جہاں کہیں دیکھتا کہ اس کے سپاھیوں کو میدان جنگ میں محال آ پڑی ھے اور اُن کے لئے دشمن پر فتح حاصل کرنا مشکل ھو گیا ھے فوراً اپني آبدار تلوار لئے آگے بڑھتا اور دشمنوں پر ایسا بے دھڑک حملہ کرتا کہ دشمن کے ھوش و حواس قائم نہ رھتے - وہ خود بڑا دلیر اور بہادر تھا اور اُسے بہادری کی داستانیں سننے اور سنانے کا بہت شوق تھا - تمام یورپین سیاحوں نے اس امر کا ذکر کیا ھے - بیرن وان ھیوگل اپنے سفر

نامہ میں لکھتا ہے کہ میرے دل پر سردار ہری سنگھ نلوہ کي بہادری کا حال سن کر بہت رعب چھا گیا تھا اور میں یہ سن کر حیران رہ گیا تھا کہ اِس بہادر سردار نے اکیلے بغیر کسي ہتھیار کے ایک چیتے کی گردن مروڑ دي تھی - اِسی طرح سردار امر سنگھ، مجیٹھیہ جیسے شہزور سردار نے اپني کمان سے چلائے ہوئے تیر کو شہتوت کے درخت میں سے گذار کر چھید کر دیا تھا - *

بہادروں کي قدرداني

مہاراجہ بہادر سپاھیوں کا بڑا قدردان تھا - اُن کي ہمیشہ حوصلہ‌افزائی کرتا تھا اور انعام و اکرام دیتا رہتا تھا - منشي سوھن لال نے عمدۃالتواریخ میں بیسوں ایسے واقعات بیان کئے ہیں - ولیم اوزبرن بھي اس امر کا ذکر کرتا ہے کہ مہاراجہ کے توشہ‌خانہ بھلہ میں جو ہر وقت اُس کے ساتھ رھتا تھا سونے کے کڑوں اور کنٹھوں کي جوڑیاں ہر دم موجود رھتي تھیں - جب کبھي کوئي سپاھی اپني بہادري کا ثبوت دیتا تو مہاراجہ فوراً تمام فوج کي موجودگي میں اُسے کڑا اور کنٹھا عنایت کرتا جس کا اثر باقی فوج پر ایسا ہوتا کہ وہ بھی بڑھ چڑھ کر بہادري اور قابلیت دکھاتے اور انعام

---

* معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت سنہ ۱۸۶۵ع تک یوسف‌زئي کے علاقہ میں قائم رہا سرلیپل گرفن لکھتا ہے کہ اِس علاقہ کے بوڑھے لوگ اب تک اِس درخت کي طرف اشارہ کرکے بتلاتے ہیں کہ اِسے امر سنگھ نے اپنے تیر سے چھید ڈالا تھا -

حاصل کرتے - اسي طرح جو سپاهی لڑائی میں زخمی هوکر همیشہ کے لئے کام کرنے کے ناقابل هو جاتے یا مارے جاتے تو انھیں اور ان کے لواحقین کو گذارے کے لئے جاگیر یا روزینہ دیا جاتا تھا - *

تقسیم اوقات

مہاراجہ وقت کا بڑا پابند تھا - هر کام سونا جاگنا کھانا دربار کرنا مقررہ وقت پر کیا جاتا تھا - سر هنري فین اپني کتاب میں لکھتا هے کہ رنجیت سنگھ اپنے کھانے کے وقت کا بہت پابند تھا - ایک روز صبح کے وقت مہاراجہ روپڑ کے مقام پر گورنر جنرل کے ساتھ فوج کی قواعد دیکھ رہا تھا کہ اس کے ناشتہ کا وقت آ گیا - وہ فوراً سب کو چھوڑکر اُتھ گیا اور ناشتہ کرکے پھر گورنر جنرل کے پاس آ بیٹھا - منشی شہامت علی خاں سنہ ۱۸۳۸ع میں مہاراجہ کے دربار میں آیا تھا - وہ اپني کتاب موسومہ "سکھ اور افغان" میں مہاراجہ کي عادات کا ذکر کرتے هوئے لکھتا هے کہ رنجیت سنگھ صبح سویرے اُتھنے کا عادي هے ' حاجات ضروري سے فارغ هوکر اکثر گھوڑے پر اور بعض اوقات پالکي میں بیٹھکر هواخوري کو جاتا هے - † آندھي هو یا بارش ' گرمي

---

* خالصہ گورنمنت کے فوجي صیغہ کے کاغذات میں جو مصنف نے گیارہ سال گزرے مرتب کئے تھے ایسے بہت سے نام پائے جاتے هیں جہاں ' زخمیوں اور بکارآمدہ ' کے وارثوں کے نام پنشنیں لگائی گئیں -

† اوزبرن لکھتا هے کہ مہاراجہ نے حکم دے رکھا تھا کہ اس کے سونے کے کمرے کے نزدیک هی ایک گھوڑا تیار رکھا جائے تاکہ صبح کے وقت هواخوري کے لئے جانے میں دیر نہ هو - نیز اپني ڈھال اور تلوار بھی مہاراجہ اپنے سرھانے رکھ کر سوتا تھا -

ہو یا سردی ' مہاراجہ ہر روز بلا ناغہ صبح کی سیر کو جاتا تھا - ہواخوری کے بعد جلدی سے کچھ ناشتہ کرکے مہاراجہ دربار منعقد کرتا تھا جو عموماً بارہ بجے تک رہتا تھا - مہاراجہ صبح کا دربار ضروری طور سے دربار عام کی عمارت میں نہیں لگاتا تھا بلکہ جس جگہ اُس کا جی چاہتا تھا منعقد کر لیتا - کبھی درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا ' کبھی شامیانہ کے تلے صبح کے دربار میں وہ مختلف محکموں کے افسروں سے رپورٹیں سنتا ' اُن پر حکم لکھواتا ' بعد میں کھانا کھاتا تھا ' کھانے کے بعد آدھ گھنٹہ آرام کرتا ' پھر ڈیڑھ گھنٹہ تک گرنتھ صاحب سنتا رہتا - * دو پہر کے وقت ہی مہاراجہ اکثر اوقات اپنے کبوتر بٹیر باز وغیرہ کو اپنے ہاتھوں سے دانہ ڈالتا اور قلعہ کے اندر والے باغیچہ میں تفریح طبع کے لئے قدرے ٹہلتا - اُس سے فراغت پاکر پھر سرکاری کام کی طرف متوجہ ہوتا - ایک چھوٹا سا دربار منعقد کرتا جسے سرکاری کاغذات میں دربار سہ‌پہری لکھا ہے - اُس میں مختلف محکموں کے برگزیدہ افسر موجود ہوتے تھے اور اکثر حساب کتاب کے معاملات پر غور کیا جاتا تھا - شام کے وقت مہاراجہ سیر کو نکل جاتا تھا - عموماً اُس وقت فوجوں کی قواعد کا معائنہ کرتا اور راستہ میں جاتا ہوا رعایا کی داد و فریاد سنتا -

---

* دیکھو سکھ اور افغان مصنفہ شہادت علی خاں - صفحہ ۱۷ -

محنت کی عادت

رنجیت سنگھ، نہایت ھی محنتی اور جفاکش واقع ہوا تھا - کام کرنے میں اُسے خوشی حاصل ہوتی تھی - بیکاری کی زندگی اس کے لئے وبال تھی - ادنیٰ سے ادنیٰ کام کی طرف خود توجہ دیتا تھا، گھوڑوں کی نعل‌بندی اور ان کے راتب کے لئے خود احکام صادر کرتا تھا - افسروں کے نام خود پروانے لکھواتا تھا باھر سے آئی ہوئی رپورٹوں کو سنتا تھا حکم کی عبارت خود بولتا تھا جسے پیشکار فوراً قلمبند کرلیتے تھے - اُسے دوبارہ سنتا تھا تاکہ یہ دیکھے کہ پیشکار نے پورا مطلب ظاھر کر دیا ھے یا نہیں — * مہاراجہ کے حکم سے ایک پیشکار ھر وقت اُس کے پاس موجود رھتا تھا — مہاراجہ خواہ محل میں ہوتا خواہ سیر پر یا فوج کی قواعد دیکھتا ہوتا - بلکہ رات کے وقت بھی ایک پیشکار فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوتا تھا - مہاراجہ کو جب کوئی ضروری کام یاد آ جاتا اُسے پیشکار فوراً لکھ لیتا اور دستور کے موافق پروانہ پر مہاراجہ کے حکم کا وقت موقع اور مقام بھی درج کر دیتا - پھر مہاراجہ کی اجازت سے فوراً حکم جاری کر دیا جاتا - دنیا کے تمام بڑے بڑے مہا پرشوں کی طرح مہاراجہ

---

* مہاراجہ کے دربار سے پروانے فارسی زبان میں جاری ہوتے تھے - ان پروانوں کی زبان پنجابی‌نما فارسی ھے جس کی وجہ یہ بھی ھے کہ جوں جوں مہاراجہ بولتا جاتا تھا پیشکار اسے فارسی میں ترجمہ کرتا جاتا تھا —

کي عادت تھي کہ کبھي آج کا کام کل پر نہ چھوڑتا - مہاراجہ کي کاميابي کا يہ بڑا بھاري راز تھا - ليکن اس اس محنت شاقہ اور جفا کشی کا خميازہ بھگتنے سے مہاراجہ نہ بچ سکا - پچاس برس کی عمر ميں ھی رنجيت سنگھ کی صحت خراب ھو گئي - گو مہاراجہ نے تندرستي حاصل کرنے کے لئے بہتري کوشش کي مگر لگاتار محنت کي عادت کي وجہ سے سب کوشش رائگاں گئی اور انسٹھ برس کي چھوٹي عمر ميں ھي مہاراجہ اس جہان فاني سے رحلت کر گيا -

مہاراجہ کي تعليم

اوائل عمر ميں مہاراجہ رنجيت سنگھ کو تعليم حاصل کرنے کا کوئي موقعہ نہيں ملا - اس زمانہ ميں سکھ سرداروں کو حصول علم کا کوئی شوق نہ تھا اور نہ ھي ان کو اس طرف توجہ دينے کي فرصت تھي - اٹھارھويں صدي کے آغاز ميں خالصہ دھرم اور پنتھ کا وجود ھی سخت خطرہ ميں تھا - اس لئے اس کو بچانا ھر خالصہ کا مقدم فرض تھا - ايسے حالات ميں سکھ سردار علم کي تحصيل کی طرف کس طرح توجۂ دے سکتے تھے - علم و ھنر کی ترقی ھميشہ امن و آسائش کے زمانہ ميں ھوا کرتي ھے - مگر ان دنوں امن و امان ملک کو خيرباد کہہ چکا تھا نہ کتابی علم سے بے بہرہ ھونے کے باوجود بھی رنجيت سنگھ بہت باخبر شخص تھا جس کا دماغ عام معلومات سے پر تھا - يورپين سياح جو وقتاً فوقتاً

مہاراجہ کے دربار میں آیا جایا کرتے تھے صاف طور سے لکھتے ہیں کہ مہاراجہ اس قدر باخبر ہے کہ تھوڑے عرصہ کی گفتگو میں ہی بہت سے اور مختلف انواع کے دقیق مسئلوں پر بحث کر جاتا ہے -

عالموں کا قدردانی

مہاراجہ اہل علم سے مل کر خوش ہوتا تھا اور ان کی قدر و منزلت کرتا تھا - * اس میں شک نہیں کہ مہاراجہ اپنے عہد حکومت میں کسی خاص وسیع پیمانہ پر ملک میں تعلیم رائج نہیں کر سکا - مگر ہم یہ امر نظر انداز نہیں کر سکتے کہ ایسا کرنے کے لئے نہ تو پنجاب میں اسے ایسے سامان مہیا تھے اور نہ ہی اُسے زندگی بھر اُدھر توجہ دینے کی فراغت نصیب ہوئی - پھر بھی اُس نے کوشش میں کسر باقی نہیں چھوڑی - عیسائی مشنریوں نے لدھیانہ میں انگریزی پڑھانے کا اسکول جاری کر رکھا تھا - مہاراجہ نے سرکاری خرچ پر چند نوجوان طلبا حصول تعلیم کی غرض سے وہاں روانہ کئے - اپنے بیٹے شہزادہ شیر سنگھ کے لئے بھی انگریزی پڑھانے کا انتظام کیا - † اپنے کئی درباریوں کو بھی تیار کیا کہ وہ

---

* مہاراجہ کے دل میں تعلیم کے لئے کس قدر عزت موجود تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب سکھ جنگ پشاور میں مشغول تھے تو مہاراجہ نے حکم دے دیا کہ چمکانی کی زیارت‌گاہ میں جو مسلمانوں کا کتب‌خانہ ہے اسے صحیح سلامت رکھا جائے -

† مہاراجہ شیر سنگھ کے انگریزی دستخط کئی سرکاری کاغذوں پر موجود ہیں جو گورنمنٹ پنجاب کے ریکارڈ اوفس میں پڑے ہیں -

اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم دلائیں - سرکاری خرچ پر لاہور میں
انگریزی اسکول کھولنے کی تجویز کی گئی تھی جس کے لئے مسٹر
لاری کو جو لدھیانہ اسکول کا برگزیدہ معلم تھا بلوایا - مگر
یہ تجویز ناکامیاب رہی کیونکہ مسٹر لاری سکول میں بائبل
(انجیل) پڑھانے پر بضد تھا اور مہاراجہ یہ پسند نہ کرتا
تھا - فارسی ہندی اور گورمکھی پڑھانے کی درسگاہوں کو
مہاراجہ کی طرف سے وظیفے اور جاگیریں ملتی تھیں -
جتنے انگریزی اور فرانسیسی اصحاب مہاراجہ کے ہاں ملازم تھے
اُن کے ساتھ مہاراجہ اپنی قوم کے ہونہار بچے لگائے رکھتا
تھا تاکہ وہ اُن سے کچھ نہ کچھ یورپین سائنس سیکھ
لیں - ڈاکٹر میکریگر اور ہانگ برگر نے اپنی کتابوں میں
اس بات کا کئی بار ذکر کیا ہے کہ ان کے سکھ شاگرد اپنے
گولہ‌اندازوں کے لئے ہدایتیں انگریزی زبان سے گورمکھی میں
ترجمہ کردیا کرتے تھے - * مہاراجہ کو خود بھی نئی نئی
معلومات حاصل کرنے کا از حد شوق تھا - چنانچہ کپتان ویڈ
کو گورنمنٹ کے ضابطۂ دیوانی اور انگلستان کی پارلیمنٹ
کے ضابطۂ حکومت پر ایک طویل نوٹ لکھنے کے لئے کہا
اور دربار کے وکیل منشی سوہن لال کو اُس کا فارسی میں ترجمہ

---

* میاں قادر بخش ہونہار نوجوان تھا اور مہاراجہ کے توپخانہ میں
ملازم تھا - مہاراجہ نے اسے انگریزی پڑھنے کے لئے لدھیانہ بھیجا - اس نے
انگریزی کتابوں کی مدد سے فن توپ اندازی پر ایک کتاب فارسی زبان میں
مرتب کی تھی -

کرنے کے لئے فرمایا - * اسی طرح انگریزی کورٹ مارشل کے ضوابط بھی ترجمہ کرائے گئے -

مہاراجہ کو علم تاریخ کا خاص طور پر شوق تھا - وہ تاریخ لکھنے والوں کو انعام و اکرام دیتا رہتا تھا - اسی سرپرستی کا نتیجہ تھا کہ منشی سوہن لال دربار کے تاریخی واقعات لکھنے کے لئے وکالت کے عہدہ پر ممتاز کیا گیا - اس کا لکھا ہوا روز نامچہ مہاراجہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک ضخیم اور قابل قدر چشمہ ہے - اسی طرح دیوان امر ناتھ نے بھی مہاراجہ کے حکم سے ظفر نامۂ رنجیت سنگھ تیار کیا - ان کے علاوہ سیکڑوں روپیہ خرچ کرکے گرنتھ صاحب گور مکھی زبان میں نقل کرائے اور انھیں بڑے بڑے گور دواروں میں رکھوایا -

غرضیکہ زمانہ کی رفتار اور ضروریات وقت کے مطابق رنجیت سنگھ نے تعلیم کی ترقی کے لئے کم و بیش کوشش ضرور کی تھی گو موجودہ زمانہ کے معیار کے مطابق یہ خاص قابل قدر کوشش نہیں سمجھی جا سکتی -

مہاراجہ کی مذہبی زندگی

اُس زمانہ میں کسی شخص کی مذہبی زندگی جانچنے کی کسوٹی صرف یہ نہ تھی کہ اُس شخص کا اخلاق کیسا ہے

---

* یہ ترجمہ سوہن لال کی عمدۃالتواریخ کے ساتھ بطور ضمیمہ شائع ہوا تھا -

اور اُس کی پرائیویٹ زندگی کیسی ہے بلکہ اُس کا معیار ظاہری رسم و رواج اور نت نیم کی ادائیگی پر مبنی تھا - جو شخص مذہب کے باطنی اور ظاہری پہلو پر پوری طرح سے عمل کرتا تھا - دھرم وان کہلاتا تھا چنانچہ رنجیت سنگھ بھی اسی قسم کے مذہبی اصولوں کا قائل تھا - وہ سکھ مذہب کا پکا معتقد تھا - ہر روز گرنتھ صاحب کا پاتھ سنتا تھا - * گوربانی سن کر اُسے بہت تسکین ہوتی تھی - گرنتھ صاحب کی ارداس کرانے میں بہت با قاعدہ اور پابند تھا اور اُس پر ہزاروں روپیہ سالانہ خرچ کیا کرتا تھا - دربار صاحب امرتسر میں پرشاد کے لئے شہر کی چنگی کی آمدنی میں سے روزانہ ایک خاص رقم مخصوص کی ہوئی تھی - اور دیگر بڑے بڑے گوردواروں کے لئے بھی ایسا ہی انتظام کیا ہوا تھا - دربار صاحب کے گنبد پر سنہری کام کرنے میں مہاراجہ نے ایک کثیر رقم خرچ کی تھی - سکھ گوردواروں کے علاوہ جوالا مکھی کے مندر کی سجاوٹ پر بھی ہزاروں روپیہ خرچ کئے - سری ترن تارن اور کٹاس راج کے مشہور تیرتھ کو مہاراجہ اکثر اشنان کے لئے جایا کرتا تھا اور وہاں سیکڑوں روپیہ خیرات میں تقسیم کیا کرتا تھا -

مذہبی پالیسی

حکمران ہونے کی حیثیت سے رنجیت سنگھ کی مذہبی

---

* یہ گرنتھ صاحب مہاراجہ نے سنہ ۱۸۱۸ء میں کرتار پور سے منگوایا تھا -

پالیسي فراخدلي پر مبني تھي - اُس نے کبھي کسی شخص پر جبر و تشدد کرکے اُسے سکھ مذھب میں داخل کرنے کي کوشش نہیں کی اور نہ ھي کچھ ایسی زیادہ مثالیں ملتي ھیں جن سے یہ ثابت ھو کہ مہاراجہ نے کسی قسم کا روپیہ یا جاگیر وغیرہ کا لالچ دے کر لوگوں کو اپنے مذھب میں آنے کي دعوت دي ھو - * مہاراجہ کی سلطنت قائم ھونے سے پہلے بھی پنجاب میں اکثر ھندوؤں کا میلان گورو باني سننے کی طرف تھا گو وہ باقاعدہ خالصہ دھرم میں شامل نہ تھے - مہاراجہ کے زمانہ میں قصبوں اور شہروں میں دھرم شالاؤں کی تعداد بڑھتی گئي اور اس طرح لوگوں کا رجوع گورو باني سننے کي طرف بڑھتا گیا - '' یتھا راجہ تتھا پرجا '' والا معاملہ ھمیشہ سے ھوتا چلا آیا ھے - خالصہ کي بڑھتي ھوئي تعداد کو دیکھ کر مہاراجہ خوش ضرور ھوتا تھا - چنانچہ بہت سے ھندو مہاراجہ کي خوشنودگي حاصل کرنے کے لئے اپني مرضي سے پاؤھل لینے میں فخر سمجھتے تھے - اِسي ضمن میں الگزینڈر برنز نے جو کئي

---

* ھمارے مطالعہ کے دوران میں صرف دو تین مثالیں ھماري نظر سے گزری ھیں - جہاں کسی شخص کو پاؤھل لینے پر انعام دیا گیا ھو یا ایسا کرنے کا لالچ دیا گیا ھو - ایک سرکاری پروانہ ۹ بیساکھ سمت ۱۸۹۱ بکرمی میں یہ ذکر آتا ھے کہ ایک شخص دیوان سنگھ خدمتگار کو پاہل لینے کے عوض پانچ سو روپیہ کی جاگیر عطا ھوئی - منشی سوھن لال عمدۃالتواریخ دفتر سوئم کے صفحہ ۲۰۴ پر اسی قسم کا واقعہ درج کرتا ھے کہ پنڈت مدھو سودن کے بیٹے کو مہاراجہ نے کہا کہ اگر تم پاوھل لے لو تو تمہیں فوج میں عہدہ دیا جائیگا -

مرتبہ مہاراجہ کے دربار میں آیا ایک معزز سکھ کی زبانی سن کر یہ لکھا ہے کہ اوسطاً پانچ ہزار آدمی سالانہ سکھ مذہب میں داخل ہوتے ہیں * - سر لیپل گرفن بھی اِس امر کی تائید کرتا ہوا لکھتا ہے کہ مہاراجہ کے عہد حکومت میں خالصہ مذہب کے پیروؤں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی -

مہاراجہ کا چال چلن

اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا ہوگا کہ مہاراجہ قدرتی طور سے غیر معمولی اِنسان واقع ہوا تھا - لیکن اُن خوبیوں کے ساتھ ہی اُس میں کئی قسم کی کمزوریاں بھی تھیں - وہ افیون کھاتا تھا ' شراب پینے کا عادی تھا ' رقص و سرود کی محفلوں کا مشتاق تھا اور ایسے موقعوں پر بھری مجلس میں بھی شرم و حیا کا بہت پاس نہ رکھتا تھا - موراں اور گل بیگم والا معاملہ بھی انہی محفلوں کا نتیجہ تھا مگر مہاراجہ کی زندگی کے اس پہلو کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں یہ مد نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ پنجاب میں اس وقت پیدا ہوا جب ان باتوں کو خاص بری نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا - نیز اس نے ایسی سوسائٹی میں پرورش پائی جس میں یہ کوئی بڑا عیب تصور نہیں کیا جاتا تھا بلکہ برعکس اس کے اعلیٰ طبقہ کے لوگ رقص و سرود کی محفلوں کو اپنی زندگی کا لازمی اور ضروری حصہ سمجھتے

---

* برنز ا سنہ ۱۸۳۱ء میں کافی عرصہ تک مہاراجہ کے دربار میں ٹھہرا -

تھے - چنانچہ مہاراجہ کے درباری لوگ بھی ایسی زندگی بسر کرتے تھے جیسے وہ تھے ویساھی مہاراجہ بھی تھا - اس نے اپنے اعلیٰ مرتبہ کا ایسے خراب کاموں کے لئے کبھی بھی ناجائز فائدہ نہیں اُٹھایا اور اپنی شاہی طاقت کا کبھی اس طرح ناجائز استعمال نہیں کیا - ایشئا اور یورپ کی تاریخ میں ایسی سیکڑوں مثالیں پائی جاتی ہیں جہاں بادشاہوں نے کئی گھرانوں کی خانگی زندگی کی پوترتا کو خراب اور برباد کیا ہے - لیکن رنجیت سنگھ کا چال چلن اس لحاظ سے بالکل پاک صاف ہے - لارنس ، ھانگ برگر ، ھیوگل ، سر ھنری فین اور دیگر کئی یورپین اصحاب نے جنھیں مہاراجہ کے ساتھ ذاتی طور پر واسطہ پڑا مہاراجہ کی لیاقت ، قابلیت ، اور چال چلن کی نسبت اعلیٰ اور بلند رائے ظاہر کی ہے -

دنیا کی تاریخ میں ایسی نظیریں کم ملتی ہیں کہ ایک شخص نے رنجیت سنگھ کی طرح بے سروسامانی سے اُٹھ‌کر اِتنی بڑی سلطنت قائم کی ہو پھر اُس نے کسی بھاری اخلاقی گناہ کا بوجھ اپنے سر نہ لیا ہو اور وہ اپنے مغلوب شدہ دشمنوں کے غصہ کا شکار نہ ہوا ہو - مہاراجہ کے لئے یہ بڑے فخر اور عزت کی بات ہے کہ جب سے اُس نے حکومت کی باگ‌ڈور اپنے ھاتھ میں لی کسی شخص کو بھی موت کی سزا نہیں دی - یہ اُس کی خوش خلقی ، نیک طینتی اور ہردل‌عزیزی کا ھی نتیجہ تھا کہ اُس کی رعایا بچے سے لےکر بوڑھے تک اُسے پیار کرتی تھی - اُس کے دشمن بھی اُس کی مہربانیوں کے بوجھ کے نیچے دب

کر خاموش ہو جاتے تھے -

مہاراجہ کا تاریخ میں درجہ

حیرت انگیز ترقی

رنجیت سنگھ کے مذکورہ بالا حالات پڑھ کر واضح ہو گیا ہوگا کہ اِس غیر معمولی ہستی نے ایک چھوٹے سے گاؤں کی سرداری سے زندگی شروع کرکے تھوڑے ہی عرصہ میں ایک وسیع سلطنت قائم کر لی - ہمہ تن کوشش میں مشغول رہ کر اپنی فوج کو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی ترقی پر پہنچا دیا - سونے ' چاندی اور جواہرات سے پر قابل‌قدر خزانہ جمع کر لیا ' اپنے دربار کی شان و شوکت اور جاہ و حشمت کو بڑھایا - نہایت عقلمندی زیرکی اور فراست سے انگریزوں کی زبردست طاقت کے ساتھ دوستانہ رابطہ اور اتحاد قائم کر لیا - یہ سب باتیں مہاراجہ کی تعجب‌خیز لیاقت اور قابلیت کا ثبوت دیتی ہیں -

خالصہ کی متحدہ طاقت

مگر ہماری رائے میں اس سے بھی کئی گنی زیادہ قابل قدر خدمت جو مہاراجہ نے اپنی قوم و ملک کے لئے کی وہ خالصہ کی منتشرشدہ فوجی وملکی طاقت کو ایک جگہ اکٹھا کرنا تھا - اٹھارھویں صدی کے اخیر میں خالصہ کی کشتی بھنور میں پھنسی ہوئی تھی اور قریب تھا کہ یہ ڈوب جائے مگر مہاراجہ اُسے گرداب سے صحیح سلامت نکال کر ساحل پر لے آیا اور باقاعدہ پختہ مرمت کرکے ایک بار پھر اِس قابل

بنا دیا کہ وہ زبردست طوفانوں کا مقابلہ کرتي ہوئي سیاسي سمندر کا سفر طے کر سکیے - مغلیہ طاقت کے زوال کے دوران میں خالصہ مثلداروں نے پنجاب کے بڑے بڑے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا اور آپس میں جتھہ بندي کرکے خالصہ کے لئے اہم پولیٹیکل طاقت قائم کر دي تھي - لیکن اٹھارھویں صدي کے آخیر میں مثلیں اپنا کام کر چکي تھیں - اُن میں کسي قسم کا اِتفاق اور جتھہبندي باقي نہیں رھي تھي - اُن کي تاریخ کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ھے کہ بڑے بڑے سرداروں کے دل میں آپس کي ھمدردي کے بجائے خودغرضی داخل ھو چکی تھي اور وہ ایک دوسرے کی مدد کرنے کی بجائے ایک دوسرے کو کمزور کرنے کے درپے ھو رھے تھے - آپس کی خانہ جنگی زوروں پر تھی اور ایک سردار اپنے ھمسایہ دوسرے سردار کے خون کا پیاسہ بنا ہوا تھا - اگر یہی حالت کچھہ اور عرصہ تک جاري رھتی تو بعید نہ تھا کہ تھوڑے ھی عرصہ میں خالصہ کی کل طاقت زائل ھو جاتی اور چونکہ وہ چاروں طرف سے غیر سکھہ طاقتوں سے گھرے ھوے تھے اِس لئے وہ جلد ھی اپني شاندار قربانیوں سے حاصل کی ھوئی آزادی کھو بیتھتے - اُن کے جنوب ، شمال اور مغرب میں بہاولپور ، سندھ ، ملتان ، ڈیرہجات ، پشاور ، ھزارہ اور کشمیر کی زبردست اسلامی طاقتیں واقع تھیں - شمال مشرق میں جموں اور کانگڑہ کے کوھستانی علاقہ پر راجپوت راجہ حکمراں تھے - مشرق میں انگریزوں کی عملداری دریائے جمنا تک پہنچ چکی تھي - چنانچہ سکھہ مثلدار بتھس

دائروں میں زبان کی طرح غیر سکھ طاقتوں سے گھرے ہوئے تھے -

خالصہ کی طاقت کو برقرار رکھنے کے لئے سکھ مثلداروں میں اتفاق اور اتحاد قائم کرنے کی اُس وقت سخت ضرورت تھی - رنجیت سنگھ نے وقت کی ضرورت پہچان کر سوچا کہ مثلداروں کا جتھےبند ہونا مشکل ہے - اس لئے اُن سب کو ایک بھاری سلطنت کے پرزوں میں تبدیل کر دینا چاھیئے ورنہ منتشر رہتے ہوے اُن سب کی طاقت ضائع ہو جائیگی - چنانچہ مہاراجہ اپنی عالی ہمت الوالعزمی اور خداداد لیاقت سے اپنے بلند ارادہ میں کامیاب ہوا اور تیس برس کے اندر ہی اندر خالصہ کی عظیم‌الشان سلطنت قائم کر دی بلکہ اپنی قوم کے لئے قابل فخر مثال قائم کر دی کہ " سکھوں نے پنجاب میں حکومت کی " - اور یہ ثابت کردیا کہ صدیوں تک ملکی غلامی کی زنجیر میں جکڑا رہنے اور بیرونی ممالک کی حکومتوں کے کچل ڈالنے والے بوجھ کے تلے دبے رہنے اور انتظام سلطنت میں کبھی کوئی حصہ نہ لینے کے باوجود بھی ہندوستان ایسے شخص پیدا کر سکتا ہے جو نہ صرف ماتحتی میں ہی اہم خدمات سرانجام دے سکتے ہیں بلکہ خودمختار حکمراں بن کر بھی زبردست سلطنت قائم کر سکتے ہیں - بلا شبہ رنجیت سنگھ دنیا کے اُن غیر معمولی آدمیوں میں سے ایک تھا جو شاذ و نادر پیدا ہوتے ہیں اور دنیا کے تختے کو پلٹ دیا کرتے ہیں - ہم اُس کی ہستی پر جتنا بھی ناز کریں تھوڑا ہے -

سکھ سلطنت کے زوال میں رنجیت سنگھ کی ذمہ داری

اِس کے متعلق ناظرین کے دل میں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہوگا کہ مہاراجہ کي وفات کے بعد یہ زبردست سلطنت کیوں عرصہ دراز تک قائم نہ رہ سکي اور جلدي ہي درہم و برہم ہو گئي - شیر پنجاب کي وفات کے دس سال کے اندر ہي اندر خالصہ نے اپني پولیٹیکل طاقت کھو دي اور رنجیت سنگھ کي محنت و جانفشاني سے قائم کردہ سلطنت ۱۸۴۹ع میں انگریزي راج میں ملحق ہو گئي - اس سوال کے کئی پہلو ہیں جن پر الگ الگ بحث کرنے اور اُس کا جواب دینے کے لئے ایک مکمل کتاب تیار ہو سکتي ہے - اس لئے اس موقعہ پر ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے - البتہ اپنے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر ضرور پہنچتے ہیں اور یہ فیصلہ دینے میں ہمیں ذرا بھي تامل نہیں ہے کہ سکھ حکومت کے دیر تک قائم نہ رہنے کي ذمہ داري زیادہ حد تک رنجیت سنگھ کے سر پر نہیں رہتي - جس وقت مہاراجہ نے آخري سانس لیا تمام سلطنت میں پورا امن و امان قائم تھا - سرکاري آمدنی بغیر کسي جبر و تشدد کے کوڑي کوڑي تک وصول ہو جاتي تھي - خالصہ فوج ضابطہ اور قواعد کي پوري پابند تھي - زوال کا کوئي نشان بھی ظہورپذیر نہ تھا کہ جس کے دیکھنے سے یہ باور ہوتا کہ رنجیت سنگھ کي آنکھیں بند ہوتے ہي خالصہ سلطنت پولیٹیکل گرداب میں پھنس جائےگي اور اسي بھنور میں

یہ ہمیشہ کے لئے غرقاب ہو جائگي - یہ پولیٹیکل گرداب کیوں کر پیدا ہوا اِس کا جواب ہم دوسري کتاب میں دینگے - یہاں صرف اِسي پر قناعت کرتے ہیں کہ

دریں ورطہ کشتي فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختۂ بر کنار

ختم شد
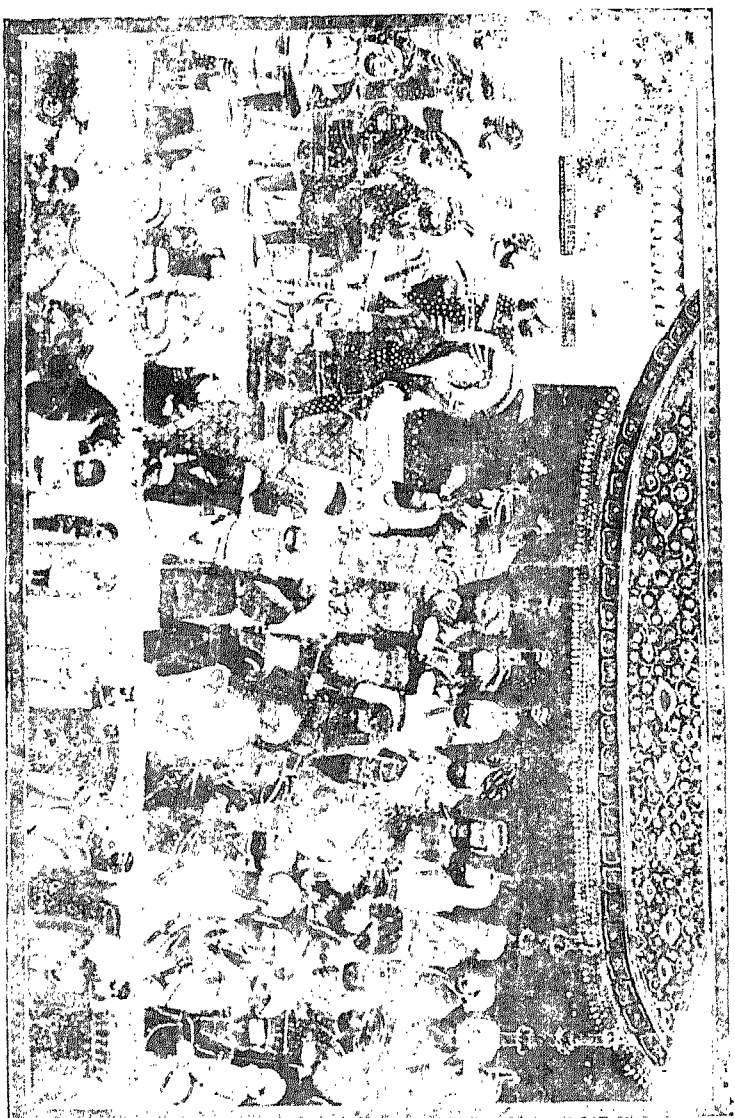
مہاراجہ کا دربار

[بہ اجازت پنجاب گورنمنٹ ریکارڈ آفس]

ضمیمه ا

مہاراجه کے نامي افسروں کي فہرست * -

اِس ضمیمه کے حجم کو دوسرے ضمیموں کے برابر رکھنے کی غرض سے هم نے یہاں پر صرف چند ایک چوٹي کے افسروں کے هی نام درج کرنے پر قناعت کي هے - اس سے یه مفہوم نہیں هے که ان افسروں کے سوائے کسي دوسرے افسر کو مہاراجه کے دربار میں دخل یا رسوخ نہیں تھا -

(۱) سردار فتح سنگھ کالیانواله - قدیمي فوجي سرداروں میں سے تھا - مہاراجه کي طرف سے اس سردار کو جنگ و صلح کي نسبت کل اختیارات حاصل تھے - نرائن‌گڑھ کی جنگ میں سنه ۱۸۰۷ع میں جاں بحق هوا -

(۲) سردار فتح سنگھ دھاري - یه بھي قدیمي فوجي سرداروں میں سے تھا - سنه ۱۷۹۹ع میں تسخیر لاهور کے وقت مہاراجه کے همراہ تھا -

(۳) سردار عطر سنگھ دھاري - سردار فتح سنگھ کا بیٹا تھا - باپ کے بعد اپنی فوج کا سرکردہ مقرر هوا - جنگ ملتان میں سنه ۱۸۱۰ع میں سرهنگ کے پھٹنے سے جل‌کر مر گیا -

---

* یه ضمیمه زیادہ‌تر منشي سوهن لال کي عمدةالتواریخ اور سرلیپل گرفن کي کتاب رؤسان پنجاب پر مبنی هے -

(۴) سردار مت سنگھ بھڑانیہ - مہاراجہ کے دربار میں اس سردار کو بڑا رسوخ حاصل تھا - سنہ ۱۸۱۳ع میں پونچھ (کشمیر) کے مقام پر جنگ میں ہلاک ہوا -

(۵) سردار جوالا سنگھ بھڑانیہ - سردار مت سنگھ کا بیٹا تھا - باپ کی جاگیر کے علاوہ ایک لاکھ پچیس ہزار سالانہ کی اس کو اپنی جاگیر ملی ہوئی تھی - جنگ ملتان، کشمیر و منکیرہ میں اس نے نمایاں خدمات سرانجام دیں -

(۶) سردار دل سنگھ نہیرنہ - سردار فتح سنگھ کالیانوالہ کا متبنیٰ تھا - والد کی کل فوج و جاگیر اس کو عطا ہوئی - باوجود عمررسیدہ ہونے کے جنگ کے موقعہ پر سردار دل سنگھ جوانوں کی طرح لڑتا تھا - سنہ ۱۸۲۳ع میں فوت ہوا -

(۷) سردار حکم سنگھ اٹاری‌والہ - مہاراجہ کے قدیمی سرداروں میں سے تھا - مہاراجہ اس سردار سے اکثر صلاح و مشورہ لیا کرتا تھا - ایک لاکھ سالانہ سے زیادہ جاگیر تھی - سنہ ۱۸۱۳ع میں فوت ہوا -

(۸) سردار نہال سنگھ اٹاری‌والہ - دربار میں اس کا بڑا رتبہ تھا - مہاراجہ کا نہایت ہی وفادار سردار ثابت ہوا - (دیکھو صفحہ ۲۰۴)

(۹) سردار شام سنگھ اٹاری‌والہ - سردار نہال سنگھ کا بیٹا تھا - اپنے والد کی وفات پر کل جاگیر و

فوج و رتبہ پر ممتاز ہوا - سنہ ۱۸۴۹ع میں
سبراؤں کي لڑائي میں بہادري سے لڑتا ہوا
مارا گیا -

(۱۰) دیوان محکم چند - چوٹی کے فوجی افسروں میں
سے تھا - شجاعت و فن سپاہگري میں یکتا تھا -
مہاراجہ کو دیوان محکم چند کی وفاداري پر پورا
اعتماد تھا - اکتوبر سنہ ۱۸۱۴ع میں فوت ہوا -

(۱۱) دیوان موتي رام - دیوان محکم چند کا بیٹا تھا -
عرصہ تک کشمیر کا گورنر رہا -

(۱۲) دیوان رام دیال - دیوان موتی رام کا بیٹا تھا - چھوٹي
عمر میں ہی فوج میں ایک اونچے عہدہ پر
ممتاز تھا - اپنے دادا کي طرح شجاعت و فن
سپاہگري میں یکتا تھا - سنہ ۱۸۲۰ع میں ہزارہ
کی لڑائي میں اٹھائیس برس کي چھوٹی عمر
میں ہلاک ہوا -

(۱۳) دیوان حکما سنگھ چملي - نمکسار کھیوڑہ اور
دارالسلطنت لاہور کے چنگی‌خانہ کا افسر تھا -
اس کے علاوہ فوجي عہدہ پر بھی ممتاز تھا -
تین لاکھ سالانہ کی جاگیر تھی -

(۱۴) سردار بدھ سنگھ سندھانوالیہ - مہاراجہ کے بہادر
سرداروں میں سے تھا - سنہ ۱۸۲۷ع میں ہیضہ کی
مرض سے فوت ہوا - بڑي شان و غرور کا انسان
تھا - اس کے بعد سردار بدھ سنگھ کے بھائي

(۱۵) عطر سنگھ - لہنا سنگھ و دساوا سنگھ فوج و جاگیر پر ممتاز ہوئے -

(۱۶) سردار کرم سنگھ چاہل - یہ سردار شکل و وضع میں نہایت ہی خوبصورت تھا - مہاراجہ کے پاس اس کی بڑی رسائی تھی - سنہ ۱۸۲۳ع میں یوسف زئی کے جنگ میں قتل ہوا - اس کے بعد اس کا بیٹا سردار گورمکھ سنگھ فوج و جاگیر پر ممتاز ہوا -

(۱۷) سردار جودھ سنگھ رامگڑھیہ - رامگڑھیہ مثل کا سردار تھا - مہاراجہ اس کی بڑی تعظیم کیا کرتا تھا - سنہ ۱۸۱۶ع میں فوت ہوا -

(۱۸) سردار جودھ سنگھ و امیر سنگھ سوڑیانوالہ - ہر دو باپ اور بیٹا مہاراجہ کے بڑے سرداروں میں سے تھے - ان کی ڈیڑھ لاکھ کے قریب جاگیر تھی -

(۱۹) میاں غوث خان - قدیمی فوجی افسروں میں سے تھا - کل توپخانہ جلسی اس کے ماتحت تھا - بڑا جابر اور شان شوکت والا افسر تھا - مہم کشمیر میں فوت ہوا -

(۲۰) سردار سلطان محمود - میاں غوث خان کا بیٹا تھا - باپ کی جگہ توپخانہ کا افسر مقرر ہوا -

(۲۱) جرنیل الٰہی بخش - توپخانہ اسپی کا افسر تھا - خوش شکل و خوش گفتار انسان تھا -

(۲۲) امام شاہ - توپخانہ خاص کا افسر اور قلعہ لاہور کے اندر تعینات تھا -

(۲۳) مظہر علی بیگ - توپخانہ گھرنال کا افسر تھا -

(۲۴) فقیر عزیزالدین - اس کا مہاراجہ کے دربار میں بڑا رتبہ تھا - ہر سیاسی معاملہ میں مہاراجہ فقیر عزیزالدین کا مشورہ لیا کرتا تھا - فقیر عزیزالدین کے دونوں بھائی نورالدین اور امامالدین بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز تھے -

(۲۵) راجہ دھیان سنگھ، و گلاب سنگھ، و سوچیت سنگھ، - یہ تینوں بھائی جموں کے رہنےوالے تھے - لاہور میں معمولی گھڑسواروں میں داخل ہوئے مگر اپنی لیاقت اور دانشمندي کی وجہ سے بڑے اونچے عہدہ پر پہنچ گئے - راجہ دھیان سنگھ وزیر اعظم مقرر ہوا - راجہ سوچیت سنگھ، گھورچڑھا فوج میں چھاریاري ڈیرہ کا افسر اعلیٰ تھا اور راجہ گلاب سنگھ، نظامت کے اونچے عہدہ پر ممتاز ہوا - یہ بعد میں مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں و کشمیر بنا -

(۲۶) جمعدار خوشحال سنگھ - یہ ضلع میرتھ، کا رہنے والا تھا - ذات کا گوڑ براہمن تھا - غربت کي حالت میں لاہور پہنچا اور معمولی پیادہ سپاہیوں میں بھرتي ہوا - خوبرو جوان تھا - بڑھتے بڑھتے افسر ڈیوڑھي کے بارسوخ رتبہ کو پہنچا -

(۲۷) سردار تیجا سنگھ - جمعدار خوشحال کا بھتیجہ

تھا - اپنے چچا کے رسوخ کی وجہ سے کمپوئی معلیٰ
کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا -

(۲۸) سردار دھنا سنگھ ملوئی - مہاراجہ کے قدیمی سرداروں
میں سے تھا - بڑی فوج و جاگیر کا مالک تھا -

(۲۹) سردار جوند سنگھ موکل - اونچے درجہ کے فوجی
سرداروں میں سے تھا - مہاراجہ کے خاص مشیروں
میں سے تھا -

(۳۰) سردار دلیسا سنگھ مجیٹھہ - کوہستانی علاقہ کانگڑہ
کا ناظم تھا - بڑی شان و شوکت کے ساتھ رہتا تھا -
منشی سوھن لال اس کی نسبت لکھتا ہے کہ "مردی
متکبر و مغرور است - عقل خود را از تمامی زیادہ
میداند" -

(۳۱) سردار لہنا سنگھ مجیٹھہ - سردار دلسیا سنگھ کا بیٹا
تھا - والد کے بعد کانگڑہ کا ناظم مقرر ہوا - علم
نجوم و سائنس میں کافی مہارت رکھتا تھا -

(۳۲) سردار رتن سنگھ گرجاکھیہ - فوج و جاگیر کا مالک تھا -
دربار میں ایک وقت اس کا بڑا رسوخ تھا -

(۳۳) مصر دیوان چند - چوٹی کے فوجی افسروں میں سے
تھا - فتح ملتان، کشمیر و ملکیرہ میں اس کا
نمایاں حصہ تھا - فتح ملتان کے صلہ میں مہاراجہ
نے مصر دیوان چند کو ظفر جنگ بہادر و فتح و
نصرت نصیب کا خطاب عطا کیا تھا - سنہ ۱۸۲۵ع
میں مرض قلنج کا شکار ہوا -

(۳۴) سردار گلاب سنگھ کبتہ - فوج گھورچڑھا خاص کا افسر اعلیٰ تھا -

(۳۵) دیوان دیوی سہائے - سردار گلاب سنگھ کبتہ کے ساتھ گھورچڑھا خاص کا افسر اعلیٰ تھا -

(۳۶) سردار ہری سنگھ نلوہ - مہاراجہ کا مشہور جرنیل تھا - بہادری و شجاعت میں یکتا تھا - کچھ عرصہ کے لئے کشمیر و ملک ہزارہ کا گورنر بھی رہا - بڑی فوج و جاگیر کا مالک تھا - ۱۸۳۷ع میں جنگ جمرود میں دشمن کی گولی سے ہلاک ہوا -

(۳۷) دیوان ساون مل - صوبہ ملتان کا ناظم تھا - نہایت ہی دانشمند و عدل‌پسند ناظم ہو گذرا ہے - مہاراجہ کے دل میں دیوان ساون مل کے لئے خاص عزت تھی -

(۳۸) دیوان بھوانی داس - مہاراجہ کا وزیر مال تھا - پہلے پہل اسی نے دفتر مال جاری کیا تھا - دربار میں دیوان بھوانی داس کا خاص رتبہ تھا - بڑے امیرانہ ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرتا تھا - اس کا بھائی دیوان دیوی داس بھی اعلیٰ عہدہ پر ممتاز تھا -

(۳۹) دیوان گنگا رام - کاشمیری پنڈت تھا - دربار میں اونچے عہدہ پر ممتاز تھا - مہاراجہ کا دفتر آبکاری و دفتر فوج اسی نے جاری کیا تھا - نہایت ہی خلیق انسان تھا -

(۴۰) دیوان اجودھیا پرشاد - دیوان گنگارام کا بیٹا تھا -
اپنے والد کی جگہ دفتر فوج خاص کا افسر مقرر
ہوا - بعد میں اسی دستۂ فوج کا کمانڈر بھی مقرر
ہوا - بڑی شان و شوکت سے رہتا تھا - " مردی
متکبر و نخوت‌شعار است " - (منشی سوہن‌لال -)

(۴۱) دیوان دینا ناتھ - کاشمیری پنڈت تھا - اپنی لیاقت
و دانشمندی کی وجہ سے بڑھتے بڑھتے وزیر مال
کے عہدہ پر پہنچا - پہلے دیوان اور بعد میں راجہ
کا لقب پایا -

(۴۲) مصر بیلی رام - خزانہ عامرہ کا افسر اعلیٰ تھا -
کوہ‌نور بھی اسی کی تحویل میں رہتا تھا - مصر
بیلی‌رام کے دوسرے بھائی بھی اعلیٰ عہدوں پر
ممتاز تھے - مصر روپ لال دوابہ جالندھر کا ناظم
تھا - مصر میگھراج کی تحویل میں قلعہ گوبندگڑھ
کا خزانہ و توشہ‌خانہ تھا - مصر رام‌کشن کچھ
عرصہ کے لئے ڈیوڑی‌بردار کے عہدہ پر ملازم رہا -
پانچواں بھائی مصر سکھراج فوج کے ایک برگیڈ
کا کمانڈر تھا -

(۴۳) بخشی بھگت‌رام - تمام فوج آئین کے دفتر کا افسر
اعلیٰ تھا - صیغہ فوج کا کل حساب و کتاب اسی
کی تحویل میں تھا -

(۴۴) منشی کرم چند - لالہ کرم‌چند مہاراجہ کے خاص
منشیوں میں سے تھا - دیوان تارا چند ، دیوان منگل

سین و دیوان رتن‌چند لالہ کرم چند کے بیٹے تھے
اور دربار میں اچھے عہدوں پر ممتاز تھے -

(۴۵) منشی رام دیال - حضوری منشی تھا - بڑا اہل قلم تھا -
مہاراجہ کی حکومت کے اوائل ایام میں دفتر
کی کل کارروائی اسی کے ہاتھوں ہوا کرتی تھی -

(۴۶) بھائی رام سنگھ و بھائی گوبند رام - بھائی بستی رام
کے پوتے تھے - مہاراجہ کے دربار میں ان کا بڑا
رسوخ تھا -

ضمیمہ ۲

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے یوروپین ملازموں کی فہرست

[نوٹ — یہ فہرست ہم نے دفتر فوج کے کاغذات سے مرتب کی ہے - مسٹر گرے نے اپنی کتاب میں ان کا مفصل حال درج کیا ہے نیز ان کے علاوہ اور بھی نام دیئے ہیں جو کہ اس نے مختلف کتابوں اور رپورٹوں سے جمع کئے ہیں -]

نمبر	نام	تنخواہ ماہوار	تاریخ ملازمت	کیفیت
۱	ونتورہ	۲۵۰۰	۱۸۲۲	Ventura - جنرل ونتورہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے نامی افسروں میں سے تھا - قواعدداں پیادہ فوج اسی کی زیر نگرانی تیار ہوئی تھی - یہ قریباً بیس سال تک خالصہ دربار میں ملازم رہا -
۲	الارڈ	۲۵۰۰	۱۸۲۲	Allard - جنرل الارڈ اور ونتورہ اکٹھے ہی مہاراجہ کے پاس ملازم ہوئے تھے - الارڈ نے مہاراجہ کے لئے قواعدداں رسالے تیار کئے تھے - یہ جنوری سنہ ۱۸۳۹ء میں فوت ہوا اور لاہور میں دفن کیا گیا -

۳	ابوطویلہ	۱۶۶۶	۱۸۲۷	Avatabile - جنرل ابوطویلہ فوجی افسر ہونے کے علاوہ وزیرآباد اور پشاور کا گورنر بھی مقرر ہوا -
۴	موسیو آمس	۱۰۰۰	,,	Oms - یہ شخص پیدل فوج میں کمیدانی کے عہدہ پر مامور تھا -
۵	برون ڈي میوس	۷۰۰	,,	Brown de Mervis - پیدل فوج میں کمیدانی کے عہدہ پر مامور تھا -
۶	کورٹ	۱۶۶۶	,,	Court - جنرل کورٹ بھی مہاراجہ کے نامي افسروں میں سے تھا - یہ توپخانہ کا افسر تھا -
۷	ڈاکٹر مارٹن	۹۰۰	۱۸۳۰	Martin Honigberger - یہ شخص ڈاکٹر تھا - پندرہ سال تک لاہو دربار میں رہا - اس نے پنجاب کے حالات کے متعلق دلچسپ کتاب لکھی ھے -
۸	کوٹلینڈ	۵۰۰	۱۸۳۲	Courtlandt - پیادہ فوج میں ملازم تھا - کوٹلینڈ کي بیوي کو بھی مہاراجہ کی طرف سے ۸۰۰ روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا تھا - سنہ ۱۸۴۲ع میں ان کے

نمبر	نام	تنخواہ	سنہ	کیفیت
				ننھے لڑکے کے لئے بھی وظیفہ لگایا گیا -
۹	لیسلی	۱۵۰	۱۸۳۴	Leslie - پیادہ فوج میں ملازم تھا -
۱۰	بیانکی	۲۷۰	۱۸۳۵	Bianchi - اس کے کام کے متعلق کاغذوں میں آباد کار لکھا ہے - مسٹر گرے اس کو انجینیر لکھتا ہے -
۱۱	ڈٹنرویس	۵۰۰	۱۸۳۴	Dottenweiss - یہ توپخانہ میں ملازم تھا اور باروت‌خانہ کا افسر تھا - یہ صرف چند ماہ کے لئے لاہور دربار میں رہا بعد میں برطرف کر دیا گیا -
۱۲	ہارلن	۱۰۰۰	,,	Harlan - نورپور جسروتہ اور بعد میں گجرات کا گورنر مقرر ہوا - ہارلن کی غالباً ایک ہی مثال ہے جو کہ نہایت ہی بےعزتی کے ساتھ ملازمت سے موقوف کیا گیا تھا - تفصیل کے لئے دیکھو ظفرنامہ رنجیت سنگھ صفحہ ۲۴۳ -
۱۳	فوکس	۵۰۰	۱۸۳۶	Foulkes - فوج سواری میں ملازم تھا - سنہ ۱۸۴۱ع میں

				جب کہ اپنی رجمنٹ کے ساتھ مہم کوہ منڈی میں گیا ہوا تھا اپنے سپاہیوں کے ہاتھ سے قتل ہوا -
۱۴	آرگو	۴۰۰	۱۸۳۶	Argoud - پیادہ فوج میں رنگووٹوں کو قواعد سکھلانے کے لئے ملازم رکھا گیا - سنہ ۱۸۴۳ع میں ملازمت سے برطرف کیا گیا -
۱۵	استائن بیک	۷۰۰	,,	Steinbach - پیادہ فوج میں ملازم تھا - اس نے بھی پنجاب کے متعلق کتاب لکھی ھے -
۱۶	فورڈ	۸۰۰	۱۸۳۷	Ford - فوج میں ملازم تھا -
۱۷	لافونٹ	۲۷۰	۱۸۳۸	LaFont - ابوطویلہ کے ماتحت پلٹن میں کمیدانی کے عہدہ پر مامور تھا -
۱۸	دلاروس	۵۰۰	,,	De la Roche - پیادہ فوج میں کمیدانی کے عہدہ پر مامور تھا -
۱۹	جیکب	۳۰۰	۱۸۳۸	Jacob - نجیب پلٹن میں امیر خان کے ساتھ کمیدانی کے عہدہ پر مامور تھا -
۲۰	ڈاکٹر بنیٹ	۱۰۰۰	,,	Benet - یہ شخص مہاراجہ

			کے دربار میں بطور ڈاکٹر کے ملازم تھا -
۲۱ موتن	۸۰۰	۱۸۳۸	Mouton - یہ شخص فوج سواری میں ملازم تھا -
۲۲ لوئي ڈفیون	۸۰۰	۱۸۴۰	Louis De Facieu ؟ فوج سواری میں ملازم تھا -
۲۳ راے ڈفیون	۳۰۰	,,	De Facieu ؟ ؟ یہ لوئی ڈفیون کا بیٹا تھا - باپ اور بیٹا اکٹھے ملازم ہوئے تھے -
۲۴ ہاروے	۷۰۰	...	Harvey - یہ شخص ڈاکٹر تھا -
۲۵ ہوربن	۲۰۰	۱۸۴۲	Hurbons - یہ شخص بیلداروں میں ملازم تھا -
۲۶ کیلنبٹ	۲۵۰	,,	Kenawitch ؟ - یہ شخص توپخانہ میں ملازم تھا -
۲۷ لافونٹ دوئم	۸۰۰	۱۸۴۳	La Font II - یہ پلٹن میں کمیدانی کے عہدہ پر مامور تھا -
۲۸ جان ہوم	۱۵۰	۱۸۲۹	John Holmes - یہ شخص ایک پلٹن کا کمیدان مقرر ہوا - آہستہ آہستہ ترقی کر کے کرنیل کے عہدہ پر پہنچا - کچھ عرصہ

			کے لئے گجرات کا گورنر بھی رہا -
۲۹ گارڈونا	۱۵۰	۱۸۳۱	Alexander Gardiner - یہ شخص توپخانہ میں ملازم تھا - بعد میں راجہ دھیان سنگھ کی فوج میں داخل ہو گیا - اس نے پنجاب کے متعلق دلچسپ حالات لکھے ہیں جو کتاب کی صورت میں شائع ہوئے تھے -
۳۰ گارن	۱۵۰	۱۸۲۰	Garron - یہ شخص رنگروٹوں کو قواعد سکھلانے کے لئے ملازم رکھا گیا -
۳۱ کنورا	۲۰۰	۱۸۳۱	Kanora - یہ شخص توپخانہ میں ملازم تھا - سنہ ۱۸۴۸ع میں سردار چتر سنگھ گورنر ہزارہ کے حکم سے گولی سے مارا گیا -

ضمیمہ ۳

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا کنبہ*

* یہ ضمیمہ سرلیپل گرفن کی کتاب رؤسان پنجاب پر مبنی ھے -

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سولہ رانیاں تھیں جن کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں - ان میں سے پہلی آٹھ تو ایسی تھیں جن کے ساتھ مہاراجہ کی باقاعدہ رسومات کی ادائیگی کے بعد شادی ہوئی تھی اور باقی آٹھ کو مہاراجہ نے صرف چادر ڈالنے کی رسم پوری کرکے اپنی حرم میں داخل کر لیا تھا -

(۱) رانی مہتاب کور - سردار گوربخش سنگھ کنھیا اور اس کی زوجہ رانی سدا کور کی بیٹی تھی - سنہ ۱۷۹۶ع میں اس کی شادی رنجیت سنگھ کے ساتھ ہوئی تھی - مہاراجہ شیر سنگھ اور کنور تارا سنگھ اسی رانی کے بیٹے خیال کئے جاتے ہیں - سنہ ۱۸۱۳ع میں اس کا انتقال ہو گیا -

(۲) رانی راج کور - اس رانی کا دوسرا نام داتار کور بھی تھا - گو عام لوگوں میں یہ رانی مائی نکین کے نام سے مشہور تھی - رانی راج کور سردار گیان سنگھ نکئی کی ہمشیرہ تھی - سنہ ۱۷۹۸ع میں اس کی شادی رنجیت سنگھ کے ساتھ ہوئی تھی - مہاراجہ کھڑک سنگھ اسی رانی کے بطن سے تھا - سنہ ۱۸۱۸ع میں اس کا انتقال ہو گیا -

(۳) رانی روپ کور - یہ کوٹ سید محمود ضلع امرتسر

کے ایک زمیندار سردار چے سنگھ کی بیٹی تھي -
سنہ ۱۸۱۵ع میں اس کی شادي هوئي تھی -

(۴) رانی لچھمی - یہ گجرانوالہ کے ایک سردار دیسا سنگھ سندھو کی بیٹی تھی - سنہ ۱۸۲۰ع میں اس کی مہاراجہ کے ساتھ شادی ہوئی تھی -

(۵-۶) راني مہتاب کور اور رانی راج بنسو دونوں بہنیں تھیں - اور راجہ سنسار چند والي کانگڑہ کي ایک کنیزک کے بطن سے تھیں - مہاراجہ نے ان دونوں کے ساتھ سنہ ۱۸۳۰ع میں شادي کی تھي -

(۷) راني رام دیوي گجرانوالہ کے سردار گرومکھ سنگھ کی بیٹی تھی -

(۸) رانی گل بیگم - گل بیگم امرتسر کی ایک حسین مسلمان اهل نشاط تھی - سنہ ۱۸۳۲ع میں مہاراجہ نے باقاعدہ رسومات ادا کرکے اس کے ساتھ شادی کرلی اور اسے اپنی حرم میں داخل کرکے رانی گل بیگم کا لقب دیا -

(۹) رانی دیوی - یہ ریاست جسوان کے وزیر کی بیٹی تھی -

(۱۰-۱۱) رانی رتن کور اور رانی دیا کور - یہ دونوں سردار صاحب سنگھ حاکم گجرات کی بیوہ تھیں - سنہ ۱۸۱۱ع میں جب سردار صاحب سنگھ کا انتقال ہو گیا تو مہاراجہ نے ان دونوں کو اپني

حرم میں داخل کر لیا - رانی رتن کور کے بطن
سے کنور ملتانا سنگھ اور رانی دیا کور کے بطن
سے کنور کشمیرا سنگھ اور پشورا سنگھ پیدا ہوئے
تھے -

(۱۲) رانی چاند کور - موضع چین پور ضلع امرتسر کے
ایک سردار چے سنگھ کی بیٹی تھی - سنہ ۱۸۱۵ع
میں مہاراجہ کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی -

(۱۳) رانی مہتاب کور موضع ملا ضلع گورداس پور کے
چودھری سوجان سنگھ کی بیٹی تھی - سنہ ۱۸۲۲ع
میں اس کی شادی مہاراجہ کے ساتھ ہوئی تھی -

(۱۴) رانی سمان کور - ستلج پار ایک ملوئی جاٹ مسمی
صوبہ سنگھ کی لڑکی تھی - سنہ ۱۸۳۲ع میں اس
کی شادی ہوئی تھی -

(۱۵) رانی گلاب کور - موضع جگدیو ضلع امرتسر کے ایک
زمیندار کی بیٹی تھی - سنہ ۱۸۳۹ع میں اس کا
انتقال ہو گیا -

(۱۶) رانی جندان - موضع چار ضلع امرتسر کے ایک جاٹ
مسمی منا سنگھ کی بیٹی تھی - منا سنگھ
مہاراجہ کی سواری فوج میں ملازم تھا - مہاراجہ
دلیپ سنگھ اسی کے بطن سے تھا -

مندرجہ بالا رانیوں کے علاوہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی
حرم میں بہت ساری کنیزک بھی تھیں - ان

میں بعض بعض کا درجہ تو رانیوں کے برابر تھا - اور ان میں سے چلد ایک مہاراجہ کي چتا پر جل‌کر اس کے ساتھہ ستي بھي ھو گئي تھیں -

مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے سات بیٹے تھے جن‌کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ھیں

(۱) کنور کھڑک سنگھہ - یہ مہاراجہ کا سب سے بڑا بیٹا تھا - راني داتار کور کے بطن سے سنہ ۱۸۰۲ع میں پیدا ہوا تھا - مہاراجہ کے پیچھے سنہ ۱۸۳۹ع میں تخت پر بیٹھا - مگر ڈیڑھہ سال کے اندر ھي اندر موت نے اسے آن گھیرا اور وہ اس جہان فاني سے چل بسا -

(۲-۳) کنور شیر سنگھہ و کنور تارا سنگھہ - یہ ہر دو شہزادے راني مہتاب کور کے بیٹے تھے * - کنور شیر سنگھہ جلوري سنہ ۱۸۴۱ع میں تخت‌نشین ہوا - ستمبر سنہ ۱۸۴۳ع میں سردار اجیت سنگھہ سندھانوالیہ کے ہاتھوں قتل ہوا - کنور تارا سنگھہ نے سنہ ۱۸۵۹ع میں انتقال کیا -

(۴-۵) کنور کشمیرا سنگھہ و کنور پشورا سنگھہ - یہ ہر دو شہزادے راني دیا کور گجرات والي کے بطن سے تھے * -

---

* ان شہزادوں کي ولادت کي نسبت مؤرخین نے مختلف رائیں ظاہر کي ھیں جو ہم نے تفصیل کے ساتھہ اس کتاب میں درج کی ھیں - مثلاً دیکھو صفحہ ۱۰۵ - ۶

اُن دونوں بھائیوں کو مہاراجہ نے تعلقہ سیالکوٹ جاگیر میں دے رکھا تھا - سنہ ۱۸۴۳ع میں جب لاهور دربار میں کھلبلي مچي هوئي تهي کنور کشمیرا سنگھ خالصہ فوج کے غصہ کا شکار هوا - اس کے ایک سال بعد دوسرا بھائي کنور پشورا سنگھ بھي قلعہ اٹک میں قتل کیا گیا -

(۶) کنور ملتانا سنگھ - یہ شہزادہ رانی رتن کور گجرات والی کے بطن سے تھا - سنہ ۱۸۴۶ع میں اس کا انتقال هوا -

(۷) کنور دلیپ سنگھ - یہ شہزادہ رانی جنداں کے بطن سے تھا - اور سنہ ۱۸۳۷ع میں پیدا هوا تھا - مہاراجہ شیر سنگھ کے پیچھے سنہ ۱۸۴۳ع میں تخت پر بٹھایا گیا - الحاق پنجاب کے دو سال بعد مہاراجہ دلیپ سنگھ انگلستان کو چلا گیا اور باقي عمر وهاں هی مقیم رها - اس کی والدہ رانی جنداں بھی بعد میں انگلستاں چلي گئی اور وهاں هی فوت هوئي -

ضمیمه ۴

کتابوں کی فہرست

ذیل کی فہرست میں صرف ان کتابوں کا نام درج کیا گیا ہے جن میں سے حوالہ کے طور پر ہم نے انتخابات لئے ہیں - اس سے یہ مفہوم نہیں کہ اس فہرست میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی تواریخ کے متعلق مجموعی طور پر کتب درج کئے گئے ہیں -

(۱) خالصہ دربار ریکارڈ جلد اول و دوئم - یہ ہر دو کتابیں مصنف نے خود مرتب کی تھیں اور پنجاب گورنمنٹ نے انہیں شائع کیا تھا - جلد اول میں سرکار خالصہ کے صیغہ فوج کے کل کاغذات کی فہرست ہے اور جلد دوئم میں زیادہ‌تر صیغہ مال کے کاغذات کی فہرست درج ہے - خالصہ دربار ریکارڈ کی نسبت ہم نے اس کتاب کے دیباچہ (صفحہ ۱) میں ایک مختصر نوٹ دیا ہے -

(۲) ظفرنامہ رنجیت سنگھ - یہ کتاب فارسی زبان میں ہے اور دیوان امرناتھ کی تصنیف ہے - مصنف نے اس کتاب کو سنہ ۱۹۲۸ء میں پہلی بار شائع کیا تھا - (دیکھو دیباچہ صفحہ ۵) -

(۳) عمدۃالتواریخ یعنی روزنامچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ مصنفہ منشی سوہن لال - یہ کتاب فارسی زبان

میں مہاراجہ کی تواریخ کے لئے ایک گراں بہا ذخیرہ ہے - (دیکھو دیباچہ صفحہ ۴) -

(۴) تواریخ پنجاب مصنفہ بوٹی شاہ - یہ کتاب بھی فارسی زبان میں ہے اور ابھی تک مسودہ کی شکل میں ہے - (دیکھو دیباچہ صفحہ ۵)

(۵) فتحنامہ ملتان و پشاور یدھ مصنفہ گنیش داس پنگل - یہ کتاب ھندی زبان کے چھندوں میں ہے اور ابھی تک مسودہ کی شکل میں ہے ہم نے دیباچہ کے صفحہ ۶ پر اس کی نسبت مختصر نوٹ لکھا ہے -

(۶) تواریخ مہاراجہ رنجیت سنگھ مصنفہ پرنسپ صاحب - یہ کتاب سنہ ۱۸۳۴ع میں مہاراجہ کی حین حیات میں شائع ہوئی تھی - (دیکھو دیباچہ صفحہ ۲) -

(۷) تواریخ سکھاں مصنفہ میک گریگر صاحب - یہ کتاب سنہ ۱۸۴۶ع میں شائع ہوئی تھی - (دیکھو دیباچہ صفحہ ۲) -

(۸) تواریخ سکھاں مصنفہ کننگھم صاحب - یہ کتاب سنہ ۱۸۴۹ع میں شائع ہوئی تھی -

(۹) مہاراجہ رنجیت سنگھ کا دربار مصنفہ ولیم اوزبرن - یہ کتاب سنہ ۱۸۴۰ع میں شائع ہوئی تھی -

(۱۰) تواریخ پنجاب مصنفہ لفٹنٹ اسٹن بیک - یہ

کتاب سنہ ۱۸۴۵ع میں شائع ہوئی تھی -

(۱۱) مٹکالف صاحب کی خط و کتابت مصنفہ کے صاحب -

(۱۲) سفرنامہ فارسٹر صاحب - یہ کتاب سنہ ۱۷۹۸ع میں شائع ہوئی تھی - اس کتاب میں سکھ مثلوں کے عہد حکومت کے کچھ چشم‌دید حالات مصنف نے لکھے ہیں -

(۱۳) سفرنامہ ایلگزنڈر برنز - یہ کتاب سنہ ۱۸۳۹ع میں شائع ہوئی تھی -

(۱۴) سکھ اور افغان مصنفہ شہامت علی - شہامت علی سنہ ۱۸۳۶ع کے قریب انگریزی مشن کے ساتھ افغانستان جاتا ہوا مہاراجہ کے پاس لاہور میں کچھ عرصہ کے لیئے ٹھہرا تھا - دو ایک برس پیچھے اس نے اپنا سفرنامہ انگریزی زبان میں شائع کیا تھا -

(۱۵) سفرنامہ مور کرافت صاحب - مسٹر مور کرافت سنہ ۱۸۱۹ع کے قریب تبت اور لداخ جاتا ہوا لاہور میں ٹھہرا تھا - اس نے ڈائری یعنی روزنامچہ کی صورت میں اپنے سفر کے حالات قلمبند کئے تھے جو کہ بعد میں مسٹر ولسن نے شائع کئے تھے -

(۱۶) سفرنامہ بیرن ہیوگل صاحب - مسٹر ہیوگل سنہ ۱۸۳۲ع کے قریب کشمیر جاتا ہوا راستہ میں

مہاراجہ کے پاس کچھہ عرصہ کے لئے تھہرا تھا -
اس کا سفرنامہ جرمن زبان میں شائع ہوا تھا
جسے بعد میں مسٹر جروس نے انگریزي زبان
میں ترجمہ کیا -

(۱۷) سفرنامہ ڈاکٹر هانگ برگر - ڈاکٹر هانگ برگر
هندوستان میں پچیس برس مقیم رها - وہ
مہاراجہ کے دربار میں ڈاکٹر کے عہدہ پر ممتاز
تھا اور ساتھہ هی بارودخانہ کا افسر بھی تھا -

(۱۸) سفرنامہ سر هنري فین - اس کتاب میں سر هنري فین
کے پانچ سالہ ملازمت سنہ ۱۸۳۵ع تا ۱۸۳۹ع کے حالات
درج هیں - سر هنري فین نے لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل
کے همراہ مہاراجہ کے ساتھہ ملاقات کی تھی -

(۱۹) رؤسان پنجاب مصنفہ سر لیپل گرفن - یہ کتاب
پہلے پہل سنہ ۱۸۶۵ع میں شائع هوئی تھی -
اس کتاب میں مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے درباریوں
اور سکھہ سرداروں کے حالات وضاحت کے ساتھہ
درج هیں -

(۲۰) مہاراجہ رنجیت سنگھہ مصنفہ سر لیپل گرفن -

(۲۱) تواریخ پنجاب مصنفہ سید محمد لطیف سنہ
۱۸۹۲ع - دیباچہ میں اس کتاب کی نسبت
هم نے ایک مختصر نوٹ درج کیا هے -

(۲۲) ڈاکٹر لوگن اور مہاراجہ دلیپ سنگھہ - یہ کتاب لیڈي
لوگن نے سنہ ۱۸۹۰ع میں شائع کي تھی -

(۲۳) سکھوں اور انگریزوں کي جنگ مصنفہ سر جي - گف -

(۲۴) آرمی آف رنجیت سنگھ - یہ پانچ مضامین کا مجموعہ ھے جو کہ مصنف نے جرنل آف انڈین ھسٹري مدراس فروري سنہ ۱۹۲۲ع تا ۱۹۲۶ع میں شائع کیا تھا -

(۲۵) یوروپین ایڈونچررز مصنفہ سی' تی' گرے European Adventurers in Northern India. یہ کتاب حال ھی میں شائع ھوئی ھے -

(۲۶) تواریخ پنجاب مصنفہ رائے بہادر منشی کنھیا لال - یہ کتاب اردو زبان میں ھے اور زیادہ‌تر مندرجہ بالا انگریزي کتاب پر مبنی ھے -

(۲۷) تواریخ مہاراجہ رنجیت سنگھ مصنفہ بھائی پریم سنگھ - یہ کتاب پنجابي زبان میں گورمکھی حروف میں حال ھی میں شائع ھوئی ھے - بھائی پریم سنگھ جي نے کافي محنت اور تحقیقات کے بعد اپني کتاب شائع کي ھے -

انڈیکس

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	درست
۱۴	۱۴	متفر	متنفر
۱۴	۱۵	هندوں	هندؤں
۱۵	۱۰	سکھ پنتھ کو خالصہ کا خطاب دیا	خالصہ کی بنیاد رکھی
۱۵	۱۱	ان کے	اپنے مریدوں کے
۲۴	۱۲	سنہ ۱۷۲۵ع	سنہ ۱۷۳۵ع
۲۵	۱۹	سنہ ۱۷۲۸ع	سنہ ۱۷۳۸ع
۳۰	۱۲	اپنے نام کا مکہ	اپنے نام کا سکہ
۳۴	۱۳	سنہ ۱۷۶۲ع	سنہ ۱۷۶۴ع
۴۲	۸	کلیریاں	مکیریاں
۵۴	فٹ نوٹ	ملہ	حملہ
۸۲	۱۶	دور کر دیا دور کي	دور کر دیا
۹۹	۸	مایوس کرنا دھم نہیں	مایوس کرنا دھرم نہیں
۱۰۰	فٹ نوٹ	انگریزوں ور هولکر	انگریزوں اور هولکر
۱۰۲	۱	فضیل پوریہ	فیضل پوریہ
۱۳۷	۴	کی یہ چال	کا یہ رویہ
,,	۵	پسند نہ تھي	پسند نہ تھا

۱۳۵	۱۳	تجان	جان
۱۳۹	۱۸	تھوڑي دور	تھوڑي تھوڑي دور
۱۵۱	۹	نجیت سنگھ	رنجیت سنگھ
,,	۱۱	بویا	دیا
۱۶۸	فٹ نوٹ	۳۰۷۵	۳۵۷۷۵
۱۷۰	۱	سامان صرب	سامان حرب
۱۷۴	فٹ نوٹ	صفحہ ۷	صفحہ ۷۱
۱۷۵	فٹ نوٹ	ذیر گردید	پذیر گردید
۱۷۶	۱۰	وار	اور
,,	۱۹	خوش سمتي	خوش قسمتي
۱۸۱	فٹ نوٹ	صفحہ ۹	صفحہ ۸۹
۱۸۶	۷	شمیر	کشمیر
۱۸۸	۲۰	سامان سد	سامان رسد
۱۹۷	۱۷	وانہ ھوا	روانہ ھوا
,,	۲۱	شہر فصیل	شہر کي فصیل
۱۹۸	۱۳	کالي	اکالي
۲۰۰	۷	تالیق	اتالیق
۲۰۲	۴	یوان سنگھ	دیوان سنگھ
۲۱۱	۱۴	پے وکیل	اپنے وکیل
۲۱۴	۱۱	بیر	بے نظیر
۲۶۷	فٹ نوٹ	میں موجود ہے	یہ موجود ہے
۲۶۸	۷	سرمد	سرحد
۲۷۹	۳	کرنھل پامنجر	کرنیل پوٹیمنجر

صفحه	سطر	غلط	صحیح
،،	فٹ نوٹ	درمیں	درمیان
۲۹۸	۱	دي جاتي نہیں	دي جاتي تھیں
،،	۹	قوڑے	کوڑے
۳۰۰	۷	وصول نذرانه	وصولي نذرانه
۳۰۷	۱۴	قریب تھے	قریب تھیں
۳۰۸	۲۲	بڑھانا تھا	بڑھانا چاهتا تھا
۳۱۶	۱۷	سرفراز خان والي ملتان	سرفراز خان ملتانی
۳۲۵	۷	عبادت	عبارت
۳۲۷	۵	عالموں کا قدرداني	عالموں کي قدرداني
۳۳۴	۱۰	شوقت	شوکت

پنجاب - رنجیت سنگھ کے عہد حکومت میں (سنہ ۱۸۳۹ء) -